۱۸۰۱ مالک این کتاب منشی عبدالشکور محمد موانی خانه -

کتاب التمدن

کا جزو ثانی

تاریخ النوال و اہلہ

پارچہ بافی اور حضرت شیخ نور باغان کی مکمل تاریخ

حصہ اول و دوم

مرتبہ
خاکسار محمد عبید اللہ مبارکپوری اعظمگڈھی

قطعہ تاریخ طبع انشاء شیرین گفتار جناب مولوی حکیم شیخ محمد یوسف صاحب شیدا اعظم آبادی

کتاب التمدن چو مطبوع شد — پے کفو اسلام آمد کفیل
رد اکبر و نخوت نباشد کسے — کہ دارد مساوات دین خلیل
بیاموز فنہا تو از انبیا — مپندار کسب و ہنر را ذلیل
بفکر حسن طبع شیدا شدہ — مرتب چون شد نسخہ بے عدیل
خوشا مصرع سال ہاتف بگفت — شرافت ز حسن عمل بے دلیل
۱۳۲۲ھ

التماس :- اگر کوئی بات غیر محقق درج ہو گئی ہو یا کوئی بات ضروری قابل توجہ چھوٹ گئی ہو تو ناظرین مجھے مطلع فرمائین حصہ ثالثہ مین انشاء اللہ اسکی تلافی کردیجائیگی۔

مین کسی طرح مناسب نہین سمجھتا کہ کوئی صاحب بغیر پوری کتاب ملاحظہ فرمائے کوئی رائے قائم فرمائین. ایسا کرنے مین بلاشبہ غلط رائے قائم کرنے کا قوی احتمال ہے۔

سیرۃ البخاری :- (امام المحدثین امام بخاری کی قابل دید سوانح عمری) کی قیمت بجائے عہ کے عہ کردی گئی ہے۔

خاکسار محمد عبیداللہ مبارکپوری۔ محلہ پلنی پورہ ضلع اعظمگڈھ

رجسٹری شدہ

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا

کتاب التمدن

کا جزء ثانی

تاریخ المنوال و اہلہ

(پارچہ بافی کی مفصل اور مکمل تاریخ ۔ جس میں سیکڑوں تاریخی باتیں قابل دید لکھی گئی ہیں)

حصہ اول ۔ و دوم

اس کتاب کی تکمیل میں بڑی بڑی نادر قلمی و مطبوع کتابوں سے مدد لی گئی ہے اور دیباچہ جو آخر تالیف کی لکھی ہیں گئے

مرتبہ

خاکسار عبید اللہ مبارکپوری عفی عنہ

[illegible]

کتبہ علی حسن عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

تمہید مقدمہ

اگرچہ زمانہ نے بڑی ترقی کی۔ اور تصنیفات کی کثرت نے ناظرین کی آنکھوں کو خیرہ کردیا تاہم ابھی بہت سے موضوع ایسے ہین جو مستقل تصنیفات کے محتاج ہین اور اسکے مطالب وتقاضی **تمدن** کے وہ اکثر لوازمات جو اُس کے لئے روح رواں ہین، اپنی جگہ ایک مستقل موضوع ہین جو کامل استحقاق رکھتے ہین کہ ان پر مستقل تالیفین لکھی جائین اور ان کی قدامت ان کی اہمیت، ان کی ابتدا، ان کے پیدا ہونے کے اسباب، ان کی احتیاج سے مفصل بحث کیجائے اور جسقدر ان کے متعلق تاریخی معلومات ہین سب کو ایک تالیف مین منتظم کردیاجائے یا یون سمجھو کہ **علامہ ابن خلدون** نے مقدمہ مین جن تمدنی امور کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اور اُنھین مختصر طریقہ سے ذکر کیا ہے ان کی عظیم الشان عمارتین طیار کردیجائین۔

تم دیکھو **درس وتدریس**، تمدن کے لئے ایک لابدی چیز ہے اور اُس کا ایک لازمی امر اور ایک بڑا وسیع موضوع ہے جسکے متعلق سیکڑون ایسی ضروری باتین ہین جن کا علم کتب تاریخ کے مطالعہ کرنے والون کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور ترقی کرنے والون

کے لئے نہایت کارآمد اور مفید ہے +

مثلاً زمانہ قدیم مین درس کا کیا طریقہ تھا۔ انبیا علیہم السّلام جو دین الٰہی کی تعلیم دیتے تھے ان کے درس کا کیا انداز تھا۔ حکمائے یونان اور فلاسفران قدما کا کیا طرز تھا۔ ارسطو افلاطون۔ جالینانوس۔ بلیناس۔ سقراط و بقراط اسی طرح حکمائے ہند بید یا وغیرہ کیونکر درس دیتے۔ اشراقیین۔ ومشائین کا کیا طرز تعلیم تھا۔ معلم اسلام (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا کیا طریقہ تھا جنکی تعلیم نے مدت کی مردہ[له] قومون کو زندہ کردیا اور خونخوار وحشیون کو آدمی ہی نہین بلکہ دنیا کا معلم بنادیا اور انکی شمع تعلیم سے تمام دنیا مین روشنی پھیل گئی اور وہ تعلیم دنیا کے لئے رحمت و برکت ثابت ہوکر رہی۔ اسی طرح متقدمین مین۔ صحابہ۔ تابعین۔ اکابر فقہا و محدثین کے مجالس درس کا کیا انداز تھا، مجلس املا کیونکر اور کب سے قائم ہوئی۔ کیا متقدمین کے لئے کوئی مدرسہ ہوا کرتا تھا یا ان کی ذات ہی درسگاہ تھی جہان پہونچتے وہین درس گاہ و مدرسہ تھا ؎

ہر جا کہ رفت خیمہ زدو بارگاہ ساخت +

اس اخیر دور مین جب سے نئے فلسفہ اور نئی روشنی کا دار و دورہ ہوا تعلیم کا رنگ کیونکر بدل گیا یورپ نے درس و تعلیم کا کیا ڈھنگ اختیار کیا۔

اسی طرح درس و تعلیم کے متعلق ایک ضروری بات درسگاہون اور مدرسون کی تاریخ اور ان کی سوانح عمری ہے۔ کونسی درسگاہ کب قائم ہوئی ان کا بانی ان کا ترقی

[له] لطیفہ۔ مردہ کو زندہ کرنا آسان ہے لیکن مردہ قوم کو زندہ کرنا مشکل ہے تم دیکھو حضرت عیسےٰ علیہ السلام مردہ ن کو زندہ کرکے دکھا دیئے لیکن قوم یہود کو جو ایک مردہ قوم تھی زندہ نہ کرسکے بلکہ خود ان کے ہاتھون (بقول عیسائیون کے) مارے گئے۔ اب تم اسکے مقابلہ مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دیکھو جو تعلیم ہے۔ کہ آپ کی نے مدت کی مردہ قومون کے افراد کو زندہ کرکے فرشتہ صفت بنادیا جو سراپا رحمت ہو رہے۔

دینے والا کون تھا اور ان مین کون کون فنون کی تعلیم دیجاتی تھی۔ اُن کا نصاب تعلیم کیا تھا کہان تک کس درسگاہ کا عروج ہوا۔

اسلام کے قبل یونان مین یا دیگر ممالک متمدنہ مین کون کون درسگاہین شہرت پاچکی تھین، یہودیون کے بیت المدراس کی کیا حالت تھی۔ زردشتیون کے آتشکدون کے متعلق جو ترسا [illegible] اور گبریون کی [illegible] تھا ہین ہوتین ان مین کیا درس دیا جاتا اور ان کی کیا حالت تھی۔ ایسے ہی [illegible] کے صومعات کی کیا حالت تھی جس مین ان کے مذہب کی تعلیم دیجاتی۔

زمانہ اسلام مین آکر جیسے درسگاہین قائم کیجانے لگین اور علوم کی تعلیم کی طرف خاص توجہ ہوئی۔ کون کون مدرسے قائم تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۂ ثانی نے تعلیم کا کیا اہتمام کیا۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے زمانہ خلافت مین کونسا نیا اہتمام کیا۔ خلافت عباسیہ کے نام آور خلیفہ ہارون الرشید کا عظیم الشان بیت الحکمۃ کس غرض سے قائم کیا گیا اور اس مین کون کون اہل کمال مشاہیر داخل کئے گئے، مامون نے اُسے کہان تک عروج دیا۔ آگے بڑھکر اسلام مین جسقدر مدارس اعلیٰ پیمانہ پر قائم کئے گئے خواہ سلاطین کی سرپرستی مین یا مسلمانون کی جمہوری قوت سے جو درحقیقت یونیورسٹی کے قائم مقام تھے۔ جہان کے تعلیم یافتہ طلبہ بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے جنکی تعلیم کی بڑی شہرت تھی اور بڑے بڑے اہل کمال وہان سے تعلیم پاکر نکلے۔ جن کے اقوال آج سند مین پیش کئے جاتے ہین جن کو فنون کے ایجاد کا فخر حاصل ہے۔ اور ان کی تصنیفات سے آج دنیا مستفید ہورہی ہے۔ جیسے خلیفہ مستنصر باللہ کا مدرسہ مستنصریہ بغداد مین۔ نظام الملک کا مدرسہ نظامیہ بغداد مین۔ بادشاہ نورالدین زنگی کا مدرسہ نوریہ دمشق مین۔ شیراز کا مدرسہ مجدیہ

[illegible] کے زمانہ مین یہان سات سو مدرسے جاری تھے ممکن ہے یہ تعداد چھوٹے بڑے [illegible]

شہر قبرص کا مدرسہ ناصریہ بنا کردہ ملک الناصر صلاح الدین ۔ دمشق کا مدرسہ جلیلہ نور الدین کا مدرسہ شافعیہ رواحہ کے زکی ابو القاسم ہبۃ اللہ کا مدرسہ رواحیہ ۔ اور مدرسہ شامیہ قائم کردہ خاتون بنت ایوب خواہر صلاح الدین ، اسی طرح ملک عادل بن ایوب کا مدرسہ دار الحدیث دمشق مین ، وزیر صفی الدین کا مدرسہ صاحبیہ قاہرہ مین ۔ افریقہ کے شہر سلرنو کا نامی مدرسہ مدرسۃ الطب ۔ قرطبہ کے وہ انشی مدارس جو خلافت بنی امیہ کے عہد مین وہان قائم تھے اور نہایت عروج پر تھے جن سے تمام ممالک یورپ مین علوم پھیلے ۔ علی ہذا القیاس مدرسہ یوسفیہ مدرسہ منصوریہ ۔ مدرسہ اشرفیہ ۔ مدرسہ شیخونیہ ۔ مدرسہ صلاحیہ ۔ مدرسہ جامع ازہر قاہرہ [1] ۔ مدرسہ مشہد امام ابو حنیفہ ۔ اور ملک الظاہر کا قائم کیا ہوا دار الحدیث دمشق مین ۔ مدرسہ ظاہریۃ ۔ و المدارس الثمان ، یعنی آٹھ عالیشان مدرسے بنا کردہ سلطان محمد خان بن سلطان مراد خان ۔ و المدارس الاثنا عشر یعنی وہ بارہ مدرسے جنکو سلاطین عثمانیہ نے قائم کیے تھے ۔ اسی طرح مدرسۃ المسلسلہ مدرسہ مظہریہ ۔ مدرسہ ثقفیہ ۔ مدرسہ قاہریہ ۔ مدرسہ عزیزیہ ۔ مدرسہ واسطیہ مدرسہ غریہ ۔ مدرسہ زینبیہ مدرسہ نفیسیہ ۔ المدرسۃ الحلبیہ بادرنہ مدرسہ اسحاقیہ ۔ مدرسہ قلندریہ ۔ المدرسۃ المعظمۃ بالقدس مدرسہ شیراز قائم کردہ صدر الشیرازی ۔ مدرسہ منصوریہ مدرسہ سمرقند ۔ شیراز کا مدرسہ دار الشفا ہراۃ کا مدرسہ نظامیہ ۔ مدرسہ جامع المسترشدی بگازرون ۔ المدرسۃ الاشراقیہ ۔ بیکند کے تین ہزار رباطین جو قرا کے لئے بنائی گئی تھین ۔ مدرسہ قاسم پاشا بروسا ۔ مدرسہ زرنیق ۔ مدرسہ اماسیہ ۔ مدرسہ صمصامیہ جو بغداد شیراز ۔ واسط موصل دمشق قسطنطنیہ ۔ سمرقند اسکندریہ ۔ بیکند ۔ بخارا ۔ مصر ۔ اندلس قرطبہ قبرص ۔ یا دیگر ممالک اسلامیہ مین قائم ہوئے اور شہرت پائی اسی طرح ہندوستان کی قدیم درسگاہین جو دلی ۔ لکھنو ۔ جونپور وغیرہ مین مدتون سے قائم تھین ۔ جیسے شیخ عبد الحق صاحب محدث ترکمانی ثم الدہلوی کی قدیم درسگاہ ۔ اسکے بعد

[1] مدرسہ جامع ازہر قاہرہ مین آج بھی مدرسین کی تعداد گیارہ سو اور طلبہ کی تعداد پچیس ہزار ہے ۔ ۱۲ منہ

شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کی درسگاہ یا خاندان فرنگی محل کی درسگاہ یا جونپور کی قدیم درسگاہیں اب اس نئے دور میں کالجوں اور اسکولوں کا کیا رنگ ہے۔

ازیں قبیل تمدن کے ضروری لوازم سے امہات صنائع بھی ہیں جیسے حیاکتہ خیاطتہ فلاحتہ تجارت وغیرہ یہ بھی ایک ایک مستقل موضوع ہیں جن سے بہت سی ضروری باتوں کا تعلق ہے جو مفصل اور مستقل تالیف کے حاجتمند ہیں جیساکہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے۔

اسی غرض کے پوری کرنے کے لئے اس ہیچ میرز نے **کتاب التمدن** لکھنا شروع کی اور بنظر سہولت اسکے متعدد حصے کئے جسکا پہلا حصہ رتبۃً تو تاریخ التدریس و اہل التدریس ہے لیکن اشاعت کے اعتبار سے پہلا حصہ یہی **تاریخ المنوال و اہل المنوال** ہے جو آپ کے پیش نظر ہے ارادہ تو یہی تھا کہ تاریخ التدریس پہلے شائع کیا جائے لیکن افسوس چند وجوہ سے اُسکی اشاعت میں توقف کرنا پڑا۔

اس پہلے حصے میں (جو ناظرین کی ضیافت میں ایک پھیکا دسترخوان چنا گیا ہے) ایک طویل بحث تمدن کی ملیگی جس کا پہلے حصہ میں لکھا جانا ضرور تھا تاکہ بقیہ حصوں کے لئے مقدمہ کا کام دے اسکے بعد امہات صنائع (جو تمدن کے اجزاء لاینفک ہیں) کے متعلق ایک اجمالی مگر نہایت دلچسپ بحث لکھکر۔ اگلے مسلمانوں کا صناعات کی ایجاد میں جو کمال تھا اُسے دکھلایا گیا ہے بالخصوص وہ نادرات جنکی ایجاد کا فخر مسلمانوں کو حاصل ہے۔ بطور نمونہ اُنکی چند مثالیں دکھلائی گئی ہیں جیسے گھڑی سازی۔ شکر سازی پیپر سازی یا وہ چیزیں یا آلات جنکو مسلمانوں نے ترقی دیکر اعلیٰ پیمانہ پر پہونچایا۔ ان کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح اگلے مسلمانوں کو حرفت و پیشہ کے ساتھ جو شغف تھا اُسے مفصل بیان کیا ہے اسکے ساتھ موجودہ مسلمانوں کی پست ہمتی اور صنعت و حرفت سے نفرت غلامی سے خوگر ہونا اور افلاس و

اد یارکا اسکی بدولت گھیرلینا اسکو واضح طریقہ پر دکھلایا گیا ہی۔

اسکے بعد حیاکہ جو امہات صنائع (بڑے بڑے پیشے) کا ایک رکن عظیم اور تمدن کا جزو اعظم ہی اسپر مفصل بحث لکھی ہی۔ اسکی قدامت۔ اسکی شرافت اسکی ابتدائی حالت اور جو جو اس مین بتدریج تبدیلیان اور ترقیان ہوتی گئین۔ غرض اسکے متعلق تمام باتون کو تفصیل بیان کیا ہی۔ اور تاریخ و شریعت و فطرت و عقل و قیاس ہر ایک پہلو سے اسپر روشنی ڈالی گئی ہی۔ البتہ اس صنعت (حیاکتہ) کا ذکر کرتے ہوئے ضمناً و تبعاً شرافت و رذالت کی بحث یا ہندوستان کے اقوام مسلمان کی بحث یا اسلام کے قانون مساواۃ کی بحث بمجبوری ضمنا داخل کرنا پڑین۔ ہان پہلے حصہ مین حضرت نساجان کی ایک طویل فہرست لکھنی ضرور تھی جو بڑے پایہ کے اہل کمال گذرے ہین اور اسکے ساتھ پارچہ باقی کا کام کرتے تھے۔ مگر یہ موضوع کتاب سے بعید نہین ہی۔ یا موجودہ حضرات کی ریو۔ٹ جس سے اس صنعت (پارچہ بافی پر پوری روشنی پڑے اور یہ معلوم ہو کہ حضرات شیخ نوربافان نے ابتک کیا ترقی کی ہے۔

مجھے اپنے احباب اور مہربانون کا شکریہ ادا کرنا بھی ضرور ہی جنھون نے مجھسے اس کتاب کے لکھنے کی بڑی زور سے تحریک کی اور مجھ جیسے کاہل و نااہل سے اس مشکل کام کو پورا کرا لیا بالخصوص میرے مکرم دوست شیخ حکیم[عہ] علی جان صاحب عظیم آبادی۔ اور جامع الفضائل عالم بے بدل فاضل اکمل مولوی محمد عثمان صاحب عظیم آبادی مدرس مدرسہ جمال پور اور فاضل ادیب مولوی محمد عصمت اللہ صاحب ادروی اعظم گڈھی۔ پروفیسر بہار نیشنل کالج پٹنہ۔ اور شیخ میان جان صاحب و شیخ محمد یونس صاحب تاجران محلہ عالمگنج پٹنہ مین جناب مولانا ابوالفیاض مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم موی کا بھی شکریہ

عہ اگر مین اپنے محترم دوست حکیم علیجان صاحب کے [illegible] مین یہ کہون تو بیجا نہ ہوگا کہ ؎ ای باد صبا ...

ادا کئے بغیر نہین رہ سکتا جن کو اس کتاب کی اشاعت کا بیحد شوق تھا۔ ان کے شوقیہ خطوط میرے پاس محفوظ ہین مگر افسوس کہ مرحوم نے اسکی اشاعت کے قبل ہی اپنی آنکھین بند کر لین اللہم اغفر لہ۔

مین اپنے اُن مہربانون کا شکریہ ادا کرنا فرض سمجھتا ہون جنھون نے قلمی امداد فرمائی۔ رپورٹین یا مردم شماری کی نقلین بھیجین۔ جیسے جناب ڈاکٹر جمال الدین صاحب پشاوری اور مولوی محمد یوسف صاحب کلارک جمون سہارنپوری۔ مولوی سید محمد نذیر الدین صاحب پرنسپل مدرسہ سلطانیہ بھوپال۔

مجھے اُن متقدمین مورخین سفرنامے اور جغرافیہ نویسون کا شکریہ ادا کرنا بھی لازم ہی جنکی بدولت آج ہمین ایسے بے بہا خزانے ہاتھ لگے جو ہماری تالیفات کے عناصر ہین بالخصوص قدما جیسے سلیمان سیاح المتوفی ۲۳۷ھ ۔ ابوزید بلخی ابن فضلان تیسری صدی مین ۔ ابو اسحاق اصطخری ۔ محمد جہانی ۔ ابو الفرج بغدادی ۔ ابن حوقل ۔ مسعودی ۔ (چوتھی صدی مین) بیرونی قلقی (پانچوین صدی مین) شریف ادریس (چھٹی صدی مین)۔ یاقوت حموی ۔ ابو الفدا ۔ ابن بطوطہ ۔ اور بغوی (آٹھوین صدی مین) حسن بن محمد قرطبی (دسوین صدی مین) گذرے ہین جنھین آج زمانہ فخر سے یاد کرتا ہی اور انھین کا خوشہ چین ہی۔

اسی کے ساتھ مجھے پٹنہ کے مشہور کتب خانہ کا ممنون ہونا چاہیے جسکی بدولت یہ جواہرات ہمین بآسانی مل جاتے ہین۔ جن کے دیکھنے کو زمانہ کی آنکھین ترستی ہین۔ مین نے بوجہ طوالت اُن کتابون کی فہرست نہ لکھی جن سے یہ کتاب مرتب کی گئی۔ بلکہ حوالے پر کفایت کی

خاکسار عبید اللہ مبارکپوری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد

الانسان والتمدن متلازمان

انسان اور ان کا آپس مین مل جلکر بیٹھنا رہنا سہنا) یہ دونو باہم لازم ہین

انسانی حیات کی جان ہے تمدن اور تمدن کا مدار ہے اجتماعی قوت پر اور صنعت وحرفت پر اس لئے ہماری اس کتاب کا موضوع گو انسان ہے لیکن اس موضوع پر بحث کرنے کی حیثیات مختلف ہین۔ ہم یہان انسان کی اُس حالت سے بحث کرین گے جس کا تعلق انسان سے ایسا ہی ہے جیسا روح کا جسم سے یا دن کا آفتاب سے وہ کیا ہے؟ تمدن[1]، اور تمدن کے بھی خاص اُس شعبہ سے جس سے تمدن کا قیام اور بقا ہے جس کو صنعت اور حرفت کہتے ہین۔

آج صنعت اور حرفت کی دنیا مین اسقدر توقیر کیجاتی ہے اور اسکی ضرورت اس طرح محسوس کی جاتی ہے کہ اس کے تفصیل کی ضرورت ہی نہین رہی مسلمانون کو ہندوستان

---

[1] تمدن بروزن تفعل در شہر بودو باش کردن وانتظام شہر نمودن واجتماع اہل حرفہ ۱۲ غیاث اللغات ۱۲

مین یونیورسٹی حسب خواہ نہ ملنے سے ایوسی ہوئی تو اکثر اہل الرائے نے یہی راے دی
کہ قوم کے اس روپیہ سے صنعت اور حرفت کے مدرسے کھولے جائین ۔ آج جس قوم نے
ترقی کی اسی صنعت و حرفت کی بدولت سلطنتون کا مدار اسی پر ہی جس سلطنت کو
اسکی طرف توجہ نہین وہ تباہ ہوتی جاتی ہی مثلاً تم اسلامی سلطنتون ترکی ایران مصر
مراکش ۔ وغیرہ کو دیکھو اسی طرح ترقی یافتہ سلطنتون مثلاً۔ اٹلی ۔ جاپان ۔ امریکہ ۔ انگلینڈ
وغیرہ کو دیکھو کہ اسی صنعت کی وجہ سے تمام دنیا کی دولت ان کے گھرون مین چلی جاتی ہی
اور ان کی بنائی ہوئی چیزین تمام دنیا مین جاتی ہین ۔

خداوند عالم نے انسان کو عدم سے وجود مین لاکر نطق اور گویائی کی خلعت عطا فرمائی
خلق الانسان علمہ البیان ۔ تمام مخلوقات پر فضیلت دیکر ولقد کرمنا بنی آدم کا زرین
تاج اسکے سر پر رکھا ۔ اس خلعت اور تاج کے ساتھ دنیا کی تمام کائنات پر حکمران بناکر سریر
خلافت پر بیٹھایا ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض (سورہ فاطر) بہترین سے
بہترین سامان عیش و آسایش اسکے لیے مہیا کر دیے خوراک ۔ لباس ۔ مکان ۔ سواری
وغیرہ وغیرہ ۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ۔

اسکی ساخت پر غور کرو اور نہایت موٹی نظر سے بھی اسکے اعضا کی حکمتون کو (جو خالق
نے اسکی ساخت مین ودیعت رکھے ہین) دیکھو، تو بیساختہ بول اٹھو فتبارک اللہ احسن
الخالقین (پس بہت بزرگ ہی اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہی) سماعت ۔ بصارت
اسی طرح تمام ظاہری اور باطنی قوتین ایک ایک نعمت ایسی ہین کہ دنیا کی ساری دولت

---

[۱] انسان کو پیدا کیا اور اُس کو بولنا سکھایا ۱۲ [۲] وہی اللہ ہے جس نے تم کو روئے زمین پر خلیفہ بنایا ۱۲
دوسری آیت مین وارد ہوا ومن یجعلکم خلفاء الارض سورہ نمل ۱۲ [۳] اگر تم اللہ کی نعمتون کا شمار کرو تو ہرگز
اُن کا احاطہ نہ کر سکو گے ۱۲ منہ

اُس کے صدقے ۔ ہفت اقلیم کی سلطنت بھی اُسکی قیمت نہین ٹھہر سکتی ۔
ان تمام نعمتون کے علاوہ ایک نور (عقل) ایسا عطا فرمایا جس سے وہ کبھی بے بصاعت نہین ہو سکتا بجز اسکے کہ اوہام، یا بیجا خواہشات کے پھیرے مین آجائے ۔ اس کے سنبھالنے کے لیئے بھی رسولون کو بھیجا ۔ یہ انعام بالاے انعام ہوا ۔ اور سچ پوچھو تو اسی نور (عقل) کی بدولت سریر خلافت پر متمکن کیا گیا اور تمام کائنات سے ممتاز کیا گیا ۔ لیکن ان تمام نعمتون اور خلعت، وخطاب، وتاج وتخت، وحکمرانی کے ساتھ مدنی الطبع بنایا گیا جس کی وجہ سے وہ تمام مخلوقات مین محتاج تر ہے ۔ فسبحان من بیدہ ملکوت کل شیء (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت مین ہر چیز کی کی چوٹی ہے ۔ تم دیکھو گے پرند اپنا گھوسلا بلا اعانت اغیار آپ تیار کر لیتے ہین سردی گرمی سے بچنے، ستر پوشی کے لیے ان کے پر کافی ہوتے ہین ۔ دریائی پرندون کے لیے اِن کے پاؤں اور اُن کے ڈینے کشتی کے کام دیتے ہین ۔ ان کی کشتی مین روغن لگانے کے لیے دستِ قدرت نے روغن قاز ان کے جسم و کھال ہی مین پیدا کر دیئے اور اسکے نکالنے ولگانے کی ترکیب بھی تعلیم کر دی ۔ چرند جانورون کی کھال اُن کے روئین ایسے بنائے جس سے وہ برف کی سردی آفتاب کی تمازت دونون برداشت کر لیتے ہین ۔ رہنے سہنے کے لیے قدرتی جھاڑیان، اور مان مہیا ۔ ٹھیاستے ہین، بچے جننے کے وقت نہ ڈاکٹریان آتی ہین نہ دائی جنائی ۔ بچون کی پرورش اور تعلیم کے لیے اتالیق اور اُستاد کی ضرورت ہی نہین ۔ روزی کی یہ حالت ہے کہ نیا دن نئی روزی کی فکر آج کا غم نہ کل کا نہ کسی پہ شاکر نہ گلہ نہ شکایت ۔

یعنی فکر کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ ایک جگہ مل کر رہے اور ایک دوسرے کی مدد کرے ۔ ۱۲ منہ

پر افسوس انسان کو خداوند عالم نے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (بلاشبہ ہم نے انسان کو نہایت اچھے صورت مین پیدا کیا) کے معزز اور بلند رتبہ کے ساتھ ایسا حاجت مند بنایا کہ ثم رددنٰہ اسفل سافلین، (پھر اسکو ہمنے سب سے نیچے گرا دیا) اسپر بے کم وکاست چسپان ہو گیا صدق اللہ العظیم (اللہ تعالیٰ کی بات سچی ہے) ابتدائے آفرینش بلکہ ماں کے شکم مین آنے کے وقت سے لیکر دم واپسین تک بلکہ مرنے کے بعد دفن ہونے تک، ایسا محتاج ہوتا ہی کہ توبہ ہی توبہ، حاجتون کی بھی کوئی انتہا نہین انسان کی اُن ضرورتون سے قطع نظر کر کے جو دوسری مخلوقات کے ساتھ وابستہ ہین اور اور خود اُن مین باہم ایک کی حاجت ایک سے جس طرح جکڑی ہوئی ہی اسی کو بنظر تامل دیکھو تو یقین ہو جاتا ہے کہ بغیر ایک جا ملکر رہنے کے زندگی بسر کرنی مشکل ہے۔ اور ضروریات زندگی کا پورا کرنا محال اور یہی معنی ہین،، مدنی الطبع کے۔

انسانی حاجتون کا سلسلہ ملا کر دیکھو تو دور کا یقین ہو جاتا ہی اور کل[۱] دور یستلزم التسلسل: اہل منطق کا مانا ہوا مسئلہ ہی، اس عینی شہادت کے آگے دور و تسلسل کے ابطال کے دلائل بیکار ہو جاتے ہین شعر فرعا التمدن یا التسلسل ابطلا برہان تطبیق بعد قو یا[۲]۔ دیکھو اگر رعایا بادشاہ کی محتاج ہی تو بادشاہ رعایا کا حاجتمند اور انکا پائے بند رعایا بگڑی اور بادشاہ کے ہوش حواس گم ہوئے اسی طرح آگے نظر بڑھا کر دیکھو۔ لوہار نہ ہون تو ہزارون کاروبار دنیا کے بند ہو جائین۔ کسان نہ ہون

---

[۱] ہر دور تسلسل کو لازم ہے (حمد اللہ) دور و تسلسل اہل منطق کے اصطلاحی لفظ ہین چونکہ بیان ضمناً آگئے ہین اسلئے ان کی مزید توضیح نہین کی گئی عام لوگ معاف رکھین ۱۲ [۲] یعنی تمدن کے دو شاخون نے اپنے موجود تسلسل سے برہان تطبیق کو (جو اسی تسلسل کے ابطال کے لئے قائم کی گئی تھی اور بہت قوی دلیل سمجھی جاتی تھی) باطل کر دیا ۱۲

تو دنیا بھوکھی مرے۔ معمار، بیلدار۔ بڑھی نہ ہون تو رہنے سہنے بارش دھوپ، سردی گرمی، سے بچنے کے لئے مکان ہی نصیب نہ ہون۔ حضرت خصاف نہ ہون تو ننگے پاؤن پھرنے پڑین۔ حضرات بافندگان نہ ہون تو ہر ایک کی مان بیٹیان بہنین ننگی رہین یا کھال و پتون سے ستر پوشی کرین۔ درزی نہ ہون تو زینت بخش لباسون کا زیب تن ہونا مشکل ہو۔

اسی طرح اگر نظر وسیع کیجائے اور خیال کو جولانی دیجائے تو تمام دنیا ایک سلسلہ مین بندھی ہوئی نظر آئیگی اور نہایت بدیہی طور پر دو اور دو چار کی طرح مان لینا پڑیگا کہ ایک انسان کی غرض دوسرے انسان سے ایسے ہی وابستہ ہو جیسے دیوار کی ایک اینٹ کو دوسرے اینٹ سے اور یہی معنی ہین اس جملہ کے۔ الانسان والتمدن متلازمان۔

اسی باہم ملکر ایک دوسرے کی ضرورت پوری کرنے اور آپس کی احتیاج نے صنعتون اور پیشون کو ایجاد کیئے۔ جو جزو زندگی بنگئے۔ اور جسقدر تمدن کو ترقی ہوتی گئی حاجتین بڑھتی گئین صنعتین ایجاد ہوتی گئین اور پیشے بڑھتے گئے۔ اسی لئے جہان جسقدر تمدن ترقی پر ہو اسی قدر اہل صنعت اور پیشہ ورونکی تعداد بڑھی ہوئی ہو۔ شہر اور گاؤن کے تمدن مین بہت بڑا فرق ہوتا ہو۔ شہر کا تمدن، طرز معاشرت اور اسکے ساتھ تکلفات حد سے متجاوز ہوتے ہین اس لئے شہر مین اہل صنعت اور پیشہ ورون کی تعداد بہ نسبت گاؤن کے کہین زیادہ ہوتی ہو۔ تم دیکھو گے کہ شہر مین ایسے پیشہ ور کثرت سے ملین گے جو گاؤن مین مفت کو بھی نہین پوچھے جاتے۔

تمدن کی ترقی اور تنزل اور اسکے سلسلہ اسباب سے دلچسپی لینے والے اور

اُس کے ہر شاخون پر غور کی نظر ڈالنے والے وہ لوگ ہین جو جغرافیہ نویس اور سفر نامے مرتب کرنے والے ہین، یہی لوگ تمدن پر پوری روشنی ڈالتے ہین گو علامہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ کے ذریعہ تمدن پر بڑی روشنی ڈالی ہی، دنیا، اونکے احسان کو نہ بھولیگی تاہم علامہ ابن خلدون کا احسان بھی فراموش نہین ہو سکتا۔

علامہ ابن خلدون اپنی بے نظیر تصنیف (مقدمہ ابن خلدون) مین عالم دنیا کا سلسلہ اور اُس کے اسباب ملاتے ہوئے اور تمدن کی ترقی، و تنزل اور اُسکے تغیر سے بحث کرتے ہوئے نہایت محققانہ باتین لکھی ہین، حق یہ ہی کہ علامہ موصوف نے تمدن پر جن تحقیقات سے روشنی ڈالی ہی یہ اُن کا تفرد ہی۔

علامہ نے دنیا کے مدوجزر ترقی و تنزل۔ اور عالم دنیا کا ایک سلسلہ مین مربوط ہونا سلطنت کے پیدا اور قائم ہوجانے کے اسباب رعایا اور سلطنت کا باہم تعلق انسان فطرۃً جن باتون کا حاجتمند ہی۔ اور ایک کی حاجتین دوسرے انسانون سے جس طرح وابستہ ہین۔ صناعات اور پیشون کی تواریخ ایجاد پیشون کی قدامت و جدت پیشون کی شرافت و رذالت ان کے فطرتی و غیر فطرتی ہونے سے بڑی طویل بحث کی ہی اور اس طرح کی سیکڑون باتین ہین جن پر علامہ موصوف نے نہایت دقیق نظر ڈالی ہی اور اعلیٰ سے اعلیٰ نکات فلسفیانہ لکھے ہین اس سے کہا جاتا ہی کہ علامہ موصوف فلسفہ تاریخ کے موجد ہین۔ اس لیئے مقدمہ خلدون سے ہم جستہ جستہ مضامین کا اقتباس بہ موقع اس کتاب مین نہایت مناسب خیال کرتے ہین۔

علامہ ابن خلدون فرماتے ہین

انسان کے لیئے اجتماع (اکٹھے ہو کر بسنا اور باہم ملکر رہنا سہنا) لابدی ہے

اسی کو تمدن کہتے ہین۔ اسی وجہ سے انسان مدنی الطبع کہا جاتا ہے اور اسی اجتماع کی ہیئت کذائی کا نام مدینہ اور آبادی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنی غذا اور حفاظت کا ہر حالت مین محتاج ہے۔ بغیر غذا کے زندہ نہین رہ سکتا۔ اور غذا و حفاظت کا انتظام اکیلا نہین کر سکتا جب تک اُسکے ساتھ دوسرون کی مدد اور شرکت نہ ہو۔

اگر کوئی چاہے کہ اپنی غذا کا اکیلا انتظام کرے اور کسی طرح بھی دوسرون کی مدد اور شرکت نہ ہو تو اگر کچے گیہون پھانک کر یا شکار ہی کے ذریعہ سپٹ بھر کر گذارہ کرنا چاہے تو بھی بیسیون کی شرکت اور مدد بغیر مشکل ہے۔ زمین کا جوتنا۔ غلہ چھیٹنا۔ کاٹنا۔ ملنا۔ اور ان مین جن آلات کی ضرورت ہوتی ہے محتاج بیان نہین، شکار کے لئے کم از کم تیر د کمان جال کی ضرورت ہوگی ان مین جسقدر آلات درکار ہین ظاہر ہے۔ ان کا حصول بلا شرکت اور مدد دوسرون کے غیر ممکن۔

اسی طرح جسم و جان کی حفاظت اکیلا کرنا چاہے تو عادۃً محال، پرندون کے پَر ان کی حفاظت کرتے ہین۔ چرندون کی مضبوط کھالین اور گرم روئین ان کے محافظ کسی کو خالق نے پنجے دیئے۔ کسی کو سینگ۔ کسی کو سونڈ۔ کسی مین بھاگنے کی غیر معمولی قوت۔ لیکن انسان اپنی حفاظت کے لئے آلات حرب مہیّا کرتا ہے۔ اس مین سیکڑون کی شرکت۔ جسم کو سردی گرمی۔ بارش دھوپ۔ آندھی سے بچانا چاہتا ہے۔ اسکے لئے بیسیون کا محتاج۔ باہمی خصومات کے لئے جو بیجا خواہشات سے پیدا ہو جاتی ہین۔ ایک زبردست طاقت کی حاجت غرض انسانی فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ بغیر اکٹھے ہو کر اور ملکر بسنے رہنے کے اپنی زندگی کے منازل طے نہین کر سکتا پس انسانی زندگی کو تمدن سے ایسا ہی تعلق ہے جیسا جسم کو روح سے یا آفتاب کو دن سے۔

علامہ ابن خلدون کی ایک تحقیق یہ ہر کہ انسان اپنی زندگی مین تمدن کے تین زینے طے کرتا ہر۔ ضروری۔ حاجی۔ کمالی۔ ضروری وہ چیزین ہین جو انسانی زندگی کے لیئے فرض اولی قرار دی گیئن ہین۔ جسکے بغیر انسان اپنی حیوٰۃ کا ایک دن بھی نہین بسر کر سکتا۔ وہ کیا ہین۔ معمولی کھانا پینا۔ معمولی لباس۔ جس سے ستر پوشی اور جسم کی حفاظت ہو سکے معمولی مکان۔ جس سے صبح کی شام اور شام کی صبح ہو سکے اس مین سب انسان برابر کے شریک ہین۔ آگے ترقی کرتا ہر۔ تو حاجی تک پہونچتا ہر۔ حاجی وہ چیزین ہین جس کا نمبر ان ضروریات کے بعد ہر اسی طعام و لباس و مکان مین کیقدر اہتمام اور انتظام کرنا جسمین کچھ زیادہ لوگون کی شرکت اور مدد کا محتاج ہوتا ہر اسی لیئے اسکو حاجی کہتے ہین جو حاجت کی طرف منسوب ہر۔ یہ درمیانی زینہ ہر جو اوساط الناس کا منزل ترقی ہر جو لوگ کاہل کم محنت ہوتے ہین وہ پہلے زینہ پر رہتے ہین۔ محنت والے لوگ اس سے آگے دوسرے زینے پر پہونچتے ہین اسکے آگے ترقی کرنے والے وہ ہین جن کے دل و دماغ مین وسعت ہوتی ہر۔ اُن کا حوصلہ بلند ہوتا ہر ان مین محنت کا غیر معمولی انداز ہوتا ہر ان کی فکر بلند پرواز ہوتی ہر وہ لوگ تیسرے زینے کا رُخ کرتے ہین جس کا نام کمالی ہے اسی کمالی مین کل کمالات علمیہ ترقیات فنونیہ صنعت و حرفت داخل ہین۔ اسی تقسیم کی بنا پر علامہ موصوف کا یہ دعویٰ ہر کہ شہری آبادی دیہاتی آبادی سے پیچھے ہر۔ کیونکہ انسان پہلے اپنے فرائض و ضروریات زندگی کی تکمیل کرتا ہر۔ جب وہ ہو لیتا ہر تو حاجی اور کمالی کی طرف رخ کرتا ہر اسلئے کہا جا سکتا ہر کہ دیہات کی جفاکشی۔ شہریون کی نزاکت پر مقدم ہر دیہات ہی ترقی کر کے شہر بنجاتا ہر اور یہ دعویٰ کچھ ایسا فطری ہر۔ کہ اسکے لئے دلیل کی حاجت نہین۔ قدیم شہر جو کسی بادشاہ یا حاکم کے بسلائے ہوئے نہین ہین بلکہ خود بخود بسے ہین

اردوئے معلی علیگڑھ بابت جنوری ۱۹۱۰ء

وہ پہلے دہات ہی تھے جو ترقی کرکے شہر ہوگئے۔ ضروری زیستے پر اختصار کرنیوالا اہل دنیا کی نظرون مین سب سے حقیر ہوتا ہے۔ اسکے بعد وہ لوگ ہین جو کسیقدر وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین جو امور حاجیہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ لیکن جو لوگ کمالی زیستے کے طرف متوجہ ہوتے ہین وہ بہت ہی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین۔

ایک دوسرا دعویٰ علامہ ابن خلدون کا اور بھی ہے وہ یہ ہے۔ اهل البدو اقرب الی الخیر من اهل الحضر۔ یعنی دہاتی لوگ بہ نسبت شہریون کے بھلائی کی تحصیل کے بہت قریب ہوتے ہین۔ وجہ یہ بتاتے ہین کہ دہاتی لوگون کا دماغ بالکل سادہ اور فطرت انسانی کے نہایت قریب ہوتا ہے۔ ان مین شہریون کے تکلفات بناؤ سنگار کے خیالات آوارہ پن کی خو بو راسخ نہین ہوتی بلکہ ان کا دماغ ان کی طبیعت ان باتون سے پاک ہوتی ہے اس لئے جو کمال ان کو سکھایا جاتا ہے اس کو بہت جلد قبول کر لیتے ہین تم دیکھوگے کہ تاریخون مین کہ زیادہ تر اہل کمال وہی لوگ گذرے ہین جو کسی دہات کے رہنے والے تھے۔ اور وہ کمال ان کے دماغ مین اسوجہ سے کہ اسنے سادہ جگہ پایا راسخ اور مضبوط ہوجاتا ہے۔ اب وہ آگے ترقی اور جدت کے فکر مین ہوجاتے ہین۔ شہری لوگ ترفہ عیش پسندی تکلفات بناؤ سنگار کے ابتدا ہی سے کچھ ایسے خوگر ہوتے ہین کہ ان کے لئے تحصیل کمالات علمیہ سخت مشکل ہوتی ہے۔

شیخ کی نکتہ سنجی علامہ موصوف کے اس دعوے کی تائید کی ہے شیخ نے گلستان مین اپنا تجربہ بیان فرمایا ہے۔ وقتی افتاد فتنۂ در شام + ہر کس از گوشۂ فرا رفتند + از دہ سیتا زادگان دانشمند + بوزیری پادشا رفتند + پسران وزیر ناقص عقل + بگدائی بروستا رفتند +

دہاتیون کے بہت بڑی دلیل قریب الی الخیر ہونے کی یہ بھی ہے کہ شہر والون مین بھیائی بہ نسبت دہات کے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ گو مصنوعی تہذیب و آداب دیکھنے مین بہت کچھ باوقعت معلوم ہوتے ہین۔ چونکہ آج کل تمدن نہایت ترقی پر ہے۔ اور ہر قوم معراج ترقی کے زینے طے کرنا چاہتی ہے۔ اور دنیا مین بنی نوع انسان کی بھی خواہی اور ہمدردی کا غلغلہ مچا ہوا ہے اور (قومی ترقی شخصی ترقی کے مقابل مین خودغرضی) کہی جاتی ہے اور حقارت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے جو لوگ سرکاری ڈگریان محض نوکری کے خیال سے حاصل کرتے ہین وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین ان کے لیے روزانہ حقارت آمیز کلمات تصنیف کئے جاتے ہین۔ آئے دن اسکے لئے زوردار آرٹیکل لکھے جارہے ہین۔ اخباری دنیا مین ہل چل مچی ہوئی ہے کہ صنعت اور حرفت کو ترقی دو۔ اور صنعتی اور حرفتی تعلیم کی جانب توجہ کرو بغیر اسکے قومی ترقی نہین ہوسکتی نہ بغیر اسکے دوسرون کی احتیاج سے آزادی ہوسکتی ہے اہل ایشیا اسی صنعت و حرفت کی بدولت یورپ کے غلام ہو رہے ہین۔ بڑے بڑے ذی عہدہ اپنے عہدون سے مستعفی ہوکر صنعت اور حرفت کی طرف متوجہ ہو چلے ہین۔ مسلمانون کو بالخصوص اس طرف بزور متوجہ کیا جاتا ہے۔ اس لیئے کہ ان کے دماغ مین ترفہ عیش پسندی تکلف بھرا ہوا ہے۔ محنت سے گریز۔ صنعت اور حرفت سے عار صنعت و حرفت کو ذلیل سمجھنا اس سے نفرت کرنی گویا مسلمانون کی طبیعت ثانی بنگئی ہے۔ ان وجوہات سے مجھے بھی جرأت ہوئی کہ تمدن کے اس خاص شعبہ (صنعت اور حرفت) کے متعلق کچھ عرض کرون۔ متقدمین نے تمدن سے بحث کرتے ہوئے حرفتون اور صنعتون پر نہایت تفصیلی بحث لکھی ہے۔ اور ہر ایک کے لئے علیحدہ عنوان قائم کئے کسی نے پیشون اور حرفتون کی تعداد گنائی اور انکی تعریف لکھی دیکھو (رفو الخرقة بجديد الحرفة

مصنفہ علامہ سید صدیق حسن خان مرحوم۔
کسی نے ابنیا اور صلحا کے پیشے لکھکر صنعت اور حرفت کی فضیلت ثابت کی دیکھو[۱]
رسالہ کسب الانبیا مصنفہ مولانا شہود الحق صاحب عظیم آبادی) کسی نے یہ عنوان اختیار
کیا کہ جسقدر پیشے دنیا مین مروج ہین۔ ان سب کا ذکر قرآن مین ہی۔ اسکے بعد انکھون نے
ان آیتون کو مفصل لکھنا شروع کیا۔ کسی نے پیشون کے زمانہ ایجاد سے بحث کی۔ بعض
اہل علم نے ان کی حرمت و حلت۔ جواز و ناجواز پر کلام کیا۔ بعض اہل علم نے ان پیشون کو
جو تمدن کے لئے ضروری ہین اور وہ پیشے جو تکلفات کے لوازمات سے ہین دونون کو
علحیدہ گنائے اور ان کی قدامت اور ضروری ہونے سے بحث کی۔

اس بات مین بہت بڑی اعلی نکتہ سنجی علامہ ابن خلدون کی ہی۔ اس لئے ہم علامہ
کی تحقیق کو یہان درج کرنا مناسب سمجھتے ہین علامہ موصوف لکھتے ہین کہ انسان ہرحالت
مین اپنے رزق کا محتاج ہی۔ بغیر اسکے جینا محال۔ اور تحصیل رزق کی پانچ صورتین ہین
کیونکہ انسان یا تو دوسرون پر قدرت پاکر بذریعہ حکمرانی و معارف قانون کے اپنی تحصیل
رزق کرتا ہی اسکو امارت کہتے ہین۔

یا وحشی اور دریائی جانورون کے شکار سے اپنا پیٹ پالے۔ اسکو اصطیاد
کہتے ہین۔ یا زمین اور پلوے جانورون کی پیداوار سے اپنا گذارہ کرے اسکو فلاحت
کہتے ہین۔ یا دستکاری سے اپنی روزی حاصل کرلے اسکی دو صورتین ہین اگر کسی دستکاری
معین کا التزام کرے تو اسکو پیشہ اور حرفہ کہتے ہین نہین تو صنعت۔

یا ضروریات انسانی مہیا کرکے ان کے ردوبدل سے دولت حاصل کرے اس کو
تجارت کہتے ہین۔ ان پانچ صورتون مین شکار کے ذریعہ روزی حاصل کرنا ایک ایسا

[۱] وحرفۃ الانبیا۔ مصنفہ مولوی نور محمد صاحب بلیادی ۱۲

فطرتی اور قدیم طریقہ ہے۔ جسکے ایجاد و مروج ہونیکی تاریخ سے بحث کرنے کی چندان ضرورت نہین۔ بہت زمانہ تک انسانی زندگی بسر کرنے کا صرف یہی ذریعہ تھا حتی کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جنکی نسل مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین ان کا اور اُن کے سسرالی قوم کا یہی ذریعہ معاش تھا۔ اب بھی سمندرون کے کنارے بسنے والی قومون کا یا پہاڑی وحشیون کا یہی ذریعہ معاش ہے۔ اس لئے علامہ موصوف نے اسکا تفصیلی ذکر چھوڑ دیا فن ادب کا ایک مشہور جملہ ہے۔ المعاش۔ امارة، وتجارة، و فلاحة، وصناعة ان چار طریقے کے سوا بقیہ صورتین تکلفات کے لوازمات ہین۔ ان چار طریقون مین بھی امارت کی نسبت علامہ موصوف کا یہ فیصلہ ہے۔ اما الامارة فلیست بمذھب طبعی للمعاش، یعنی امارت جسکو (آج سلطنت یا حکومت اور نیچے اتر کر زمینداری کہا جاتا ہے) یہ معاش حاصل کرنیکا فطرتی طریقہ نہین ہے۔ کیونکہ فطرتی اور طبعی تحصیل معاش کا وہ ہے جسکو اکثر افراد انسانی عامةً اپنا ذریعہ معاش بنا سکین اور امارت محدود افراد کے سوا عامةً انسان کا ذریعہ تحصیل معاش نہین بن سکتا بادشاہ ایک ہی ہوگا اسی طرح درجہ بدرجہ کسیقدر وسعت ہوگی لیکن عامةً افراد انسانی کا ذریعہ معاش نہین ہو سکتا رہی فلاحت، صناعت تجارت، یہ تینون طریقے طبعی اور عامة الورود ہین علامہ موصوف اپنی تحقیق مین لکھتے ہین اما الفلاحة والصناعة والتجارة فھی وجوہ طبعیة للمعاش یعنی فلاحت اور صناعت و تجارت یہ اصلی اور طبعی طریقے تحصیل معاش کے ہین ان تینون مین فلاحت مقدم ہے۔ فلاحت زمین کی پیداوار سے یا جانورون کے دودھ۔ پشم۔ کھال۔ گوبر سے تحصیل رزق کیا جائے۔ اس وجہ سے کہ یہ طریقہ نہایت آسان۔ اور انسانی زندگی کے لوازمات مین سب پر مقدم اس لئے اسکا تقدم مسلمات سے ہے۔ علامہ موصوف لکھتے ہین

اما الفلاحۃ فھی متقدمۃ علیھا کلھا بالذات اذھی بسیطۃ وطبیعیۃ وفطریۃ لایحتاج الی نظر ولا علم ولھذا تنسب فی الخلیقۃ الی آدم ابی البشر اشارۃ الی انہ اقدم وجوہ المعاش والنسبھا الی الطبیعۃ - یعنی فلاحت سب پر مقدم ہی - کیونکہ یہ بسیط (غور وفکر سے بے نیاز) ہے اسلئے مخلوقات مین حضرت آدم کی طرف منسوب ہی جس سے اشارہ ہوتا ہی کہ معاش کی صورتون مین سب پر اقدم ہی - اور طبیعت انسانی کے بہت مناسب -

علامہ موصوف دستکاری کو درجہ ثانیہ عطا فرماتے ہین - اما الصنائع فھی ثانیتھا ومتأخرۃ عنھا لانھا مرکبۃ علمیۃ یصرف فیھا الافکار والانظار ولھذا لاتوجد الا فی اھل الحضر ھو متاخر عن البدو وثان عنہ ولھذا المعنی نسبت الی ادریس الاب الثانی للخلیقۃ فانہ مستنبطھا لمن بعدہ من البشر مایوحی من اللہ - یعنی تحصیل معاش مین صناعتون کا دوسرا درجہ ہی اور صناعات فلاحت سے پیچھے ہین - کیونکہ یہ بسیط نہین بلکہ مرکب ہین اس مین علاوہ ہاتھ کے [illegible] غور وفکر اور سیکھنے کی ضرورت پڑتی ہی - اسلئے دیہاتیون مین صناعات نہین پائی جاتی بلکہ یہ مخصوص ہی شہریون کے ساتھ اور شہری آبادی دیہاتی آبادی کے بعد ہی - اسلئے حضرت آدم کی طرف نہین منسوب ہوئی بلکہ حضرت ادریس کی طرف جو خلق کے دوسرے باپ کہے جاتے ہین خداوند عالم نے بذریعہ وحی ان کو پہلے پہل تعلیم کیا -

اس مین کیا شک ہی کہ صناعات کا درجہ فلاحت کے بعد ہی لیکن ان مین بھی ترتیب طبعی ہی - جس چیز کی حاجت انسان کو سب سے مقدم ہوگی اُسکا اقدم ہونا مسلمات سے ہے - سب سے پہلے انسان پیٹ بھرنے کا محتاج ہی - اس لئے فلاحت (کاشتکاری

اور جانوروں کا پالنا) زندگی کا پہلا زینہ ہی۔ پیٹ بھرنے پر جسم کی حفاظت اور ستر پوشی کا خیال سب سے اقدم ہو اسلئے۔ نساجی یعنی کپڑے۔ بننے کا پیشہ کرنا انسانی زندگی کا دوسرا زینہ ہی۔ اسکے بعد دم لینے اور سردی گرمی دھوپ سے بچنے کا سامان بھی ضرور ہی اس لئے معماری نجاری حدادی اور اُس کے لوازمات کا درجہ بعد مین ہی لیکن یہ سب ضروریات و حاجیات بولے جاتے ہین ان سب کے بعد تکلفات آرایش اور ترفہ ہے۔ جس کو کمالی کا لقب حاصل ہے۔

علامہ موصوف کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ تحصیل معاش (جو انسان کے لئے لابدی ہی) کی چار صورتین ہین ان مین امارت کو غیر طبعی قرار دیتے ہین اور فلاحت کو صنعت اور تجارت پر مقدم فرماتے ہین لیکن فلاحت کے متعلق جو ان کا ریمارک (رائے) ہی وہ یہ ہی فصل فی ان الفلاحة من معاش المستضعفین واھل العافیتہ من البدو وذلک لانہ اصیل فی الطبیعة وبسیط فی منحاہ ولذالک لا تجدہ ینحلہ احد من اھل الحضر فی الغالب ولا من المترفین ویختص منتحلہ بالمذلة قال صلے اللہ علیہ وسلم وقد رأی سکة ببعض دور الانصار ما دخلت ھذہ دار قوم الا دخلتہ الذل یعنی کاشتکاری پست ہمت اور کم حوصلہ لوگون کا ذریعہ معاش ہی۔ اس لئے کہ بے سیکھے اور بے غور و تامل و بلا دماغی محنت کے انسان کرنے لگتا ہی اسوجہ سے طبعی اور بسیط (غیر مرکب) کہا جاتا ہی۔ اہل شہر ذلیل سمجھکر نہین کرتے نہ خوش حال لوگ کرتے ہین۔ اسمین مشغول ہونا ذلت لاتا ہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے (ایک انصاری کے گھر مین کاشتکاری کا سامان دیکھکر) فرمایا کہ جس گھر مین کاشتکاری اور کھیتی کا سامان ہوگا۔ اُس گھر مین ذلت داخل ہوگی۔

اسکے بعد علامہ موصوف نے امہات صناعات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ اور ان کی قدامت وایجاد ضروری ہونے سے بحث کی ہے وہ لکھتے ہین فصل فی الاشارة الی امہات الصنائع اعلم ان الصنائع فی النوع الانسانی کثیرة لکثرة الاعمال المتداولة فی العمران فھی بحیث تشذ عن الحصر ولا یاخذھا العد الا ان منھا ما ھو ضروری فی العمران او شریف بالموضوع فنخصھا بالذکر ونترک ما سواھا فاما الضروری فالفلاحة والحیاکة والخیاطة والبناء والنجارة اما الشریفة فکالتولید والکتابة والوراقة والغناء والطب۔ یعنی اس فصل مین (فنون صناعات سے) ان دستکاریون کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو اصول اور امہات ہین اور بقیہ ان کی فروع۔ یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ چونکہ شہر کی آبادی مین بنی نوع انسان قسم قسم کے کام کرتے ہین اور طرح طرح کے کام ہاتھ سے بناتے ہین اس لئے دستکاریون کا شمار ایک مشکل بات ہے۔ ابتدائے تقسیم مین ان دستکاریون کی دو قسمین ہو جاتی ہین ایک وہ جو ضروری ہین دوسرے وہ جو اپنے موضوع کے اعتبار سے شریف کہی جاتی ہین۔ انھین دو کا ذکر ہم مفصل کرینگے۔ لیکن جو اپنے موضوع کے اعتبار سے ضروری ہین ان مین فلاحت۔ کاشتکاری حیاکہ (بننا) خیاطة (سینا) یا معماری و تجارت۔ ہے لیکن شریف بالموضوع مین تولید (دائی گری کا فن) کتابت۔ کاغذ سازی فن موسیقی۔ طب وغیرہ ہین۔

علامہ ابن خلدون نے ان امہات صنائع کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتین تحصیل معاش کی لکھین ہین۔ جن کو وہ غیر طبعی اور غیر فطرتی قرار دیتے ہین۔ چنانچہ نوکری اور خدمت کے نسبت لکھتے ہین۔ اعلم ان الخدمة لیست من المعاش الطبعی یعنی نوکری

انسان کے معاش کا فطرتی ذریعہ نہین ہے۔ پھر دوسرے فصل مین لکھتے ہین فصل فی ان ابتغاء الاموال من الدفائن و الکنوز لیس بمعاش طبعی۔ یعنی دفینون اور خزانون کے تلاش مین پھرتے رہنا یہ بھی انسان کے لئے فطرتی اور طبعی طریقہ کسب معاش کا نہین ہے اس قسم کی بہت سی صورتین ہین جیسے رمل۔ جفر۔ فال گوئی۔ کیمیا بنانا۔ دعا تعویذ کے ذریعہ یا پیری مریدی کے ذریعہ تحصیل روزی کرنا۔ بھیک مانگنا۔ سیمیا یعنی حروف کے اسرار کے ذریعہ تحصیل معاش کرنا۔ ان سب کو غیر طبعی قرار دیتے ہوئے اس کی وجہ لکھتے ہین

والذی یحمل علی ذالك فی الطالب زیادة علی ضعف العقل انما هو العجز عن طلب المعاش بالوجوه الطبعیة للکسب من التجارة والفلح والصناعة فیطلبونه بالوجوه المنحرفة وعلی غیر المجری الطبعی من هذا وامثاله عجزًا عن السعی فی المکاسب ورکونا الی تناول الرزق من غیر تعب ولا نصب فی تحصیله واکتسابه ولا یعلمون انهم یوقعون انفسهم بابتغاء ذالك من غیر وجهه فی نصب ومتاعب وجهد شدیدة اشد من الاول۔ یعنی فطرتی ذرائع۔ فلاحت۔ صناعت۔ تجارت) کو چھوڑ کر غیر فطرتی ذرائع سے تحصیل رزق کے اسباب زیادہ تر یہ ہین کہ جب انسان کی طبیعت کمزور اور ہمت پست ہوتی ہے۔ اور طبعی ذرائع کو مشکل سمجھ لیتا ہے۔ تو اس طرف مائل ہوتا ہے کہ بلا محنت اور کد کے رزق حاصل کرے اور ایسے ذرائع نکالے جس سے اکٹھے مفت خزانے ہاتھ لگ جائین۔ حالانکہ اس طرح وہ اپنے کو زیادہ محنت اور تکلیف مین ڈالتا ہے۔

---

[1] یعنی وہ لوگ جو اسی دعا تعویذ اور پیری مریدی کو ذریعہ معاش بناتے ہین۔ رسول انبیا لوگ اسی لئے صاف صاف فرماتے وما اسئلکم علیه من اجر۔ یعنی ہم تعلیم دین الہی اور وعظ و نصیحت پر تم سے کچھ مزدوری نہین مانگتے

اس کے علاوہ علامہ موصوف (امہات صنائع کو چھوڑ کر جن کا ذکر اوپر گذر چکا) ایک حکم کلی لگاتے ہین۔ وما سوی ذالک من الصنائع فمتابعۃ و ممتھنۃ فی الطالب وقد یختلف ذالک باختلاف الاغراض۔ یعنی ان امہات صنائع کے علاوہ بقیہ ذرائع تحصیل معاش ذلیل ہین۔ ہان غرض کے اختلاف سے انمین بھی اختلاف پیدا ہوجاتا ہے یعنی بعض پیشے گو ذلیل ہوتے ہین لیکن اسوجہ سے کہ ان کی ضرورت ہوتی ہے اشرف سمجھے جاتے ہین۔ لیکن یہ شرافت ان کی عارضی ہوگی۔

چونکہ اس کتاب مین ہم صنعت اور حرفت سے بحث کرنا چاہتے ہین۔ جو تمدن کی ایک بڑی شاخ ہے اور یہ دونون الفاظ عربی ہین اور حرفت بشرطیکہ اکیلا ہو ایک دوسر معنی مین بھی مستعمل ہوگیا ہے۔ اس لئے ہم کو ضرور ہے کہ پہلے حرفت اور صنعت کے معنی پر غور کرین اور یہ دکھائین کہ مسلمانون نے صنعت اور حرفت کو کہان تک ترقی دی تھی۔

صنعت کے لغوی معنی دستکاری کے ہین۔ یعنی وہ کام جس کو انسان کے ساتھ اور فکر دونون نے ملکر ایجاد کیا ہو۔ اس لئے فلاحت (کاشتکاری وغیرہ) کے اعتبار سے صنعت (دستکاری) مرکب کہی جاتی ہے یہ صنعت (یا دستکاری) ایسی شے ہے کہ اس کی قدر و منزلت خداوند عالم اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و خلفاے راشدین سب نے کی ہے۔ اللہ تعالی نے حضرت داؤد پیغمبر کے مدح مین فرمایا۔ وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم۔ یعنی منجملہ اور احسان کے ایک احسان حضرت داؤد پر یہ کیا گیا۔ کہ ان کو تمھارے لئے لباس (زرہ) کا بنانا سکھا دیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ خیر الکسب من اعمال الید۔ اچھی کمائی وہ ہے جو ہاتھ کی محنت سے ہو۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین قیمۃ المرء یاحسن یعنی ان صناعۃ ھی قیمتہ (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۸۳)

اس لئے ہم کو صنعت کی خوبی اور اسکی قدر و منزلت ثابت کرنیکی حاجت نہین ہے۔ جب خداوند عالم اور اسکے رسول اور تمام مخلوق نے صنعت کی مدح سرائی کی ہے تو ہم اور ہماری زبان کیا۔

حرفت و صنعت تحصیل رزق کے صورتون مین ایک فطرتی صورت ہے۔ حرفت کے معنے پیشہ کے ہین۔ جسکا مطلب ہے تحصیل رزق کے کسی ذریعہ کا التزام اور اس کو اپنا کام بنالینا اس لئے یہ مسلمات سے ہے کہ کوئی شخص حرفت۔ یعنی پیشہ سے خالی نہین۔ جس کو لوگون نے سمجھا ہے۔ کہ فلان کا کوئی حرفہ یا پیشہ نہین یہ غلط ہے۔ اسی واسطے سرکاری کاغذات مین ہر شخص کے نام پر کوئی نہ کوئی پیشہ لکھنا ضروریات سے ہے۔ کوئی نوکری پیشہ ہے۔ کوئی زمینداری پیشہ کوئی طبابت پیشہ کوئی تجارت پیشہ کوئی زراعت پیشہ کوئی وکالت پیشہ البتہ یہ فرق کرنا ہوتا ہے۔ کون پیشے ایسے ہین۔ جو طبعی اور فطرتی ہین اور کون غیر طبعی کون حرفہ یا پیشہ ایسا ہے جو تمدن کا دشمن اور اس کا مخالف ہے اور کون اُس کا معاون۔ اس لئے ہم کو مطلق حرفہ اور پیشہ کے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت نہین۔ نہ تو اس سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ نہ اس کا کوئی منکر ہے۔ علامہ موصوف لکھتے ہین۔ ولو قدر احد عطلا عن العمل جملةً لکان بلا کسب بالکلیة تعجب اور بالاے تعجب ہے بعض شیعون سے کہ اہل بیت کے نسبت دعویٰ کرتے ہین کہ ان کا کوئی پیشہ نہ تھا۔ اور اسوجہ سے وہ اہل بیت کی قدر و منزلت بڑھانا چاہتے ہین حالانکہ یہ نادان کی دوستی سے کم نہین مسلمانون کے مشہور رفارمر (مصلح) علامہ جمال الدین اپنے لکچر کے بچ مین فرماتے ہین (جو مفتی عبدہ کے عبارت مین منقول ہے)

و بالجملة حیث تبین ان لا قیام للانسانات الا بالصنعة فمن اضل بوظائفها اوراهمها بالنقد فقد عمدالی هدم بنیان الانسانیة فعلیها ان تطرده من

ابوابھا وتمحو اسمہ من کتابھا۔ (البیان صفحہ ۱۱۳) یعنی خلاصہ کلام یہ کہ جب معلوم ہو چکا کہ انسان کا قیام بذریعہ دستکاری کے ہو پس جس نے اُسکے وظائف کو بھلا دیا یا بلا محنت کے اُسکے حصول کا قصد کیا اپنے انسانیت کی نیو کو گرا دیا اس لئے ہم کو لازم ہو کہ تم اُسے انسانیت کے دروازے سے نکال دو اور انسانیت کے دفتر سے اسکا نام کاٹ دو۔

چونکہ آج حرفے اور پیشے کی دنیا میں کوئی حد نہین۔ اس لئے ہم خاص ان پیشون اور حرفون کا ذکر کرینگے جن کو تمدن کی جان کہنا چاہئے ضمناً بعض ان پیشون کا ذکر کرین گے جو ابنائے ملک اور ابنائے جنس کے دشمن اور تمدن و آبادی کے مخالف ہین۔ ہمارا فرض ہوگا کہ امہات صنائع پر علاوہ تمدنی حالت کے ہم قرآن و حدیث سے روشنی ڈالین اور تاریخی واقعات سے ان کے اصلی خط و خال دکھائین اور رسم و رواج یا توہمات سے جو ان پر برا اثر پڑا ہو ان کی جانچ پرتال کرین۔

ہم کو اس تحریر پر بعض ان مسلمانون[^۱] کے مشیخت نے اور بھی مستعد کیا۔ جن کے لئے یہ مثل مشہور ہو۔ گھر مین بھونی بھانگ نہین میان چلے حج کو۔ حالت ہر طرح ردی ہو چکی ہے۔ گھر کے اسباب تک فروخت ہو چکے ہین۔ فاقون پر فاقہ ہو۔ نہ تن کو کپڑا ہو نہ پیٹ کو روٹی میر صاحب، شیخ صاحب، خان صاحب کہلاتے ہین۔ اور کسی امیر کے دربار کی خدمتگاری کرتے ہین۔ چلم بھرتے ہین۔ ہاتھ دھلاتے ہین۔ اس سے بھی ذلیل ذلیل کام انجام دیتے ہین۔ بسا اوقات ڈھاڑی بھڑے کا کام کرتے ہین۔ رنڈیون کی دلالی کرتے ہین اس سے بھی ناپاک کام کرتے ہین۔ لیکن ان کو کسی صناعۃ اور دستکاری کے سیکھنے سے اور کسی تجارت

---

[^۱]: ہندوستان کے مسلمانون مین جیسا صنعت اور حرفت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو کہین کسی مسلمانان مین یہ بات نہین ہے چنانچہ مسٹر عبد القادر بی اے۔ بیرسٹر و سابق ایڈیٹر آب زر و مخزن اپنے سفرنامہ

یا دوکان کھولنے سے ایسی ہی عار اور اسی قدر ننگ ہی کہ نام لینے سے بھی چڑھ جاتے ہین۔
میرے ایک دوست نے پٹنہ مین جوتہ طیار کرانیکا کارخانہ کھولا۔ اس کام کے لیئے بالفعل
ان کو بجز چمارون کے اور کوئی نہ مل سکا چمارون کی یہ حالت کہ روپیہ پیشگی کھا جاتے اور
اکثر شراب و تاڑی کے نشہ مین کام نہین کرتے. کوئی بیس روپیہ ماہانہ پاتا کوئی پند رہ
انھون نے یہ سوچا کہ اگر کفش دوزی کا کام مسلمانون کے لڑکے سیکھ لین تو بیس روپیہ
فرش پر آرام سے بیٹھکر کام کرنا اور بیس روپیہ ملنا ایک اچھی بات ہی۔ اشتہار دیا کہ جو لڑکا
مسلمان ہمارے یہان آکر کام سیکھے ہم اسکو سیکھنے تک آٹھ روپیہ مشاہرہ دینگے سیکھکر
جیسے چاہے وہ کام کرے۔ اشتہار دیئے برسون ہوگئے۔ لیکن کسی نے نام تک نہ لیا۔
حسرت کے لہجے مین مجھسے انھون نے اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مسلمان کے لڑکے اس
کام سے اسقدر عار رکھتے ہین کہ اسکے ذکر سے گھبراتے ہین حالانکہ دربارون مین امیرون
کے اوگالدان صاف کرتے ہین اور بعوض مشاہرہ اور کھانا پلتے ہین بہت ہوا تو کپڑے بھی
مل گئے اور یہان کفش دوز ۱۰۰ روپیہ ماہانہ وصول کرتا ہی۔ مین نے کہا یہ تو کوئی عیب کی
بات نہین ہی متقدمین مین ایسے ایسے بزرگ اس کام کو کرتے تھے جن کا نام آج فخر سے لیا جاتا ہی
جیسے حضرت خصّاف، یا حضرت ام المومنین زینب زوجہ رسول اللہ صلعم جو جوتہ گانٹھتی تھین (۱)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹ :- (مقام خلافت) مین قسطنطنیہ کے حالات مین لکھتے ہین۔ قسطنطنیہ استانبول مین تجارت اور
صنعت کی طرف گو عام میلان نہین ہی اور اکثر ملازمت سرکاری کو ہی ذریعہ عزت و دولت سمجھا جاتا ہی۔ لیکن پھر
بھی یہان کے لوگون مین تجارت اور صنعت کو اس حقارت کی نظر سے نہین دیکھتے جس کے سبب ہندوستان
کی بعض جماعتین مفلس اور تباہ ہوتی جاتی ہی۔ مگر تجارت اور صنعت کی طرف رجوع نہین کرتی استانبول
مین معمولی دوکاندار کو بھی لوگ عزت سے بلاتے ہین اور وہ آپ کو عزت کا مستحق سمجھتا ہے بہت سے
دوکانون پر خوش قطع لتک رہے ہین۔ جن پر الکاسب حبیب اللہ لکھا ہوا ہے۔ یعنی
جو شخص کسی جائز پیشے سے روزی کماتا ہے خدا اُسے دوست رکھتا ہے ۱۲ منہ (۱) اسد الغابہ ۱۲

اسی طرح بعض ان حضرات کی حالت نے اور بھی مجھے چونکا دیا گویا روغن مین آگ کا کام دیا۔ جن کے آبا و اجداد کسی دستکاری و صناعت سے تحصیل رزق کرتے تھے۔ اب ان کو کوئی سرکاری خدمت حاصل ہو گئی۔ جسکی وجہ سے وہ یہ بھی نہین بتانا چاہتے کہ ہمارے آبا و اجداد فلان کام کرتے تھے۔ حالانکہ یہ انکی محض وہم پرستی ہے۔ اسکے ظاہر کرنے مین نہ تو ان کی ذلت ہے نہ ان کے آبا و اجداد کی اور نہ تو خدا کے دربار مین نہ سرکار کی نگاہ مین نہ من حیث تمدن نہ من حیث عقل، خدا کا ارشاد تو ہے۔ اِنَّ اَکرمکم عند اللہ اتقاکم[۱] - رہی سرکار انگلشیہ وہ کام دیکھتی ہے نہ رنگ روپ نہ خاندان۔ نہ کرسی۔ نہ وہان سادات کی تلاش ہے۔ نہ میر معمار کی طرف توجہ۔ نہ میر شکار کی تحقیق، نہ میر نکائی کی چھان بین۔

رہا تمدن، تمدن کہتا ہے۔ الخدمة لیست[۲] من الطرق الطبعیة للمعاش۔

اسی طرح زمینداری کے بارے مین علامہ ابن خلدون کا یہ فیصلہ گذر چکا اما الامارة[۳] فلیست طریقة طبعیة للمعاش اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ صناعت ہی تو انسان کی قیمت ہے حکیم الامت حضرت علیؓ کا قول اسکی شہادت مین گذر چکا۔ مفتی عبدہ صاحب فرماتے ہین آج تک جس قوم نے ترقی کی اسی صناعة کے بدولت۔ نہ وکالت نہ مختارکاری کے بدولت نہ بیرسٹری نہ مجسٹریٹی کے بدولت۔ ایسے لوگ محض وہم کے دھوکھے مین آگئے ہین۔ اور وہم پرستی نے ان کو مجبور کیا۔ لطف تو یہ ہے کہ اس وہم کا چقمہ ایسا چل گیا ہے کہ سب کے سب ایک ہی رنگت مین رنگ گئے۔ اب دس نکٹون مین کوئی بڑا ذی عہدہ اپنے کو ظاہر کرے کہ مین فلان پیشہ کرنیوالون کی اولاد مین ہون تو نکو اور بے وقوف بنے اس لئے چھپانے کی ہوا چل گئی۔ ہان ان کے آبا و اجداد ایسے پیشے کرتے ہون جو تمدن کا مخالف اور اُسکا دشمن ہو تو البتہ چھپانا ان کا فرض ہے۔ جیسے چوری کا پیشہ، زنا کا پیشہ، ناچنے گانے کا پیشہ، مرباقی کا پیشہ، مرثیہ خوانی کا پیشہ

[۱] بلاشبہ اللہ کے نزدیک بہت بزرگ ترین وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہو۔ [۲] نوکری فطرتی طریقہ تحصیل رزق کا نہین ہے [۳] لیکن امارت یہ بھی فطرتی طریقہ۔

اور نیز ان حضرات کے تنگ خیال نے اور بھی مجھے اسپر مجبور کیا جو لوگ شخصی ترقی اور قومی ترقی مین فرق نہین کرتے۔ حالانکہ دونون مین جو فرق ہی وہ ظاہر ہی۔ وکالت اور مختار کاری بیرسٹری اور مجسٹریٹی سے شخصی ترقی ہو سکتی ہی۔ لیکن قومی ترقی ممکن نہین۔ فرض کرو سب وکیل بنجائین یا سب بیرسٹر بنجائین پھر یہ کسکا خون کھائین گے کس کا مال لوٹین گے۔ اپنے ہی ملکی بھائیون کا اس کی مثال اُسی کتے کی ہی جس کی زبان کسی ہڈی چبانے سے کٹ گئی تھی۔ اور وہ چوستا تو یہ سمجھتا کہ یہ خون ہڈی سے نکل رہا ہی۔ جو خود اس کی ہلاکت کا باعث ہوا۔

قبل اسکے کہ ہم پیشون اور حرفون کے متعلق کچھ عرض کرین ہم کو یہ غور کرنا چاہیے کہ قرآن نے کن پیشون کو تمدن کا مخالف اور ذلیل ٹھہرایا ہی۔ جس کے اختیار کرنے سے انسان ذلیل گنا جاتا ہی۔ اور دنیا کی آبادی مین خلل پڑتا ہی۔ اور ملک تباہ ہوتا ہی۔ (چوری کا پیشہ) خداوند عالم نے فرمایا۔ السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما حقیقت امر یہ ہی کہ یہ پیشہ آبادی عالم کا انتہائی درجہ دشمن ہے۔

اسی وجہ سے خداوند عالم نے اسکی سزا بھی ویسی ذلت دہ اور بیخ کن فرمائی جس کا ہاتھ چوری مین کاٹا گیا عمر بھر اُسکے لئے داغ ہو گیا۔ آج باوجود اسقدر تمدنی ترقی اور قانونی چھان بین کے چوری کی سزا جیسی شریعت محمدی نے مقرر فرمائی جو ہر طرح کی مصلحت کی جامع ہے، تمام یورپ عقلانہ کر سکے آج سیکڑون چوری پیشہ انسان موجود ہین جن کے لئے جیل خانہ گھر آنگن ہے۔ جیل مین جانا ایک آسان سی بات ہی۔ جیل سے اُکر بڑا ہاتھ مارتے ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ اولاً وکیلون۔ بیرسٹرون کو۔ خدا زندہ رکھے چھڑا ہی لیتے ہین ورنہ جیل مین چلے جائین گے۔ اور کیا ہوگا۔ وہ اسقدر عیار ہو جاتے ہین کہ صاحب بہادر کے بنگلے سے چوری کرنا ان کے لئے کچھ مشکل نہین ہوتا۔ بخلاف اسکے کہ اگر ثبوت پر ان کے ہاتھ کاٹ لیا گیا تو ہمیشہ کے لئے

علانیت ہوگئی کہ اس نے چوری کی تھی اور لوگ بھی خیال کرین گے کہ اس سے بچتے رہو اور وہ خود ذلت کی وجہ سے اس پیشے سے باز رہیگا اور چوری کا فقدان ہو جائیگا۔

پیشہ زنا قرآن مین فرمایا گیا الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ۔ حدیثون سے ثابت ہو کہ یہ سزا کنوارون کی ہو بیاہے لوگون کی سزا یہ ہو کہ رجم کرو۔ حدیث شریف مین اس پیشہ کے متعلق جہان اور احکام بیان کئے گئے یہ حکم بھی بتا دیا۔ مصر الہغی خبیث جس طرح چوری کے وجہ سے امن مین خلل ہوتا ہو اور اسوجہ سے تمدنی حالت بگڑتی ہو۔ زنا مین توالد وتناسل سے خلل پڑتا ہو۔ اس لئے اس کی سزا بھی سخت رکھی گئی۔

رہزنی کا پیشہ قرآن مین حکم دیا گیا والذین یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا اویصلبوا۔ رہزنی کا پیشہ بھی تمدن کے بالکل مخالف ہو۔

سودخواری کا پیشہ، جس زور سے قرآن نے سودخوار کی مذمت کی ہو۔ اور سود سے روکا ہو۔ حاجت بیان نہین۔ آج سیکڑون اور ہزارون لوگ سودی کاروبار کرتے ہین جس کا لازمی نتیجہ ہو دس گھر اجڑ کر ایک گھر مہاجن کا آباد ہوتا ہو اس طرح کے بہتیرے پیشے ایسے ہین جو تمدن کے مخالف اور انسانی ترقی کے دشمن ہین اس لئے ان کے لئے خاص خاص سزا قرآن مین وارد ہوئی۔ اسی طرح ڈھاڑھی کا پیشہ۔ نیاحت کا پیشہ۔ باجا بجانیکا پیشہ غرض سیکڑون پیشے اس قسم کے ہین۔

آج بعض پیشے ایسے بھی نکل آئے ہین جو بظاہر نہایت معزز ہین اور تہذیب کا ظاہری لباس بہت اعلیٰ رکھتے ہین لیکن غور سے دیکھو تو تمدن کے دشمن اور ابنائے ملک اور ابنائے جنس کے تباہ کن اور مہلک ہین۔ وہ پیشہ وکالت اور پیشہ مختارکاری ہو جس نے عدالتون کی گرم بازاری کردی اور برٹش راج مین بھی انصاف مہنگا اور سخت مہنگا ہو گیا جو شاید دنیا کے پردہ پر کہین ایسا مہنگا نہ ہو گا۔

ظاہر مین تو یہ پیشے مظلومون کی داد رسی کے لئے ہین۔ لیکن غور کرو تو سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر کے دکھانیکا ایک بیش بہا آلہ ہے۔

یون فرض کرو کہ جب کوئی مقدمہ دیوانی یا فوجداری کا عدالت مین جاتا ہی تو ان مین ضرور ایک ظالم ایک مظلوم ایک حق والا ایک ناحق والا ہوتا ہی۔ لیکن دونون جانب وکلا و مختار ہوتے ہین۔ گواہون اور موکلون کی تعلیم ان کا فرض ہوتا ہی ان کو مدعی مدعا علیہ کے اصلی حالت سے بخوبی واقفیت ہوتی ہی۔ وہ جانتے ہین کہ ہمارا موکل اس مین حق پر ہی یا ناحق پر لیکن دونون اپنے اپنے موکلون کے ڈگری دلانے مین سعی کرتے ہین ایک نہ ایک ان مین ضرور کامیاب ہو جاتا ہی وکیلون اور مختارون کے آمدنی کا اندازہ تو وہی کر سکتا ہی جس کو ان سے پالا پڑا ہو خداوند عالم ابنائے جنس کو ان سے محفوظ رکھے آمین۔

نشیات کے بیع و فروخت کا پیشہ، یہ کون نہین جانتا کہ نشیات کے استعمال مین کس قدر تمدن کو نقصان پہونچتا ہے۔ اور انسان اسکی وجہ سے انسانیت کے زینہ سے بہائم مین ملجاتا ہی قرآن مین اسکے مفاسد کی طرف اجمالاً اشارہ کر دیا گیا ہی یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء و یصدکم عن ذکر اللّٰہ یعنی باہم عداوۃ، اور دشمنی پیدا کرتا ہی اور خلاق عالم منعم حقیقی کے یاد سے روکتا ہے۔ آج تو شراب کے مفاسد مسلمات سے ہو چکے ہین۔ اخبارون مین روزانہ اسکے مفاسد پر تفصیلی ریویو ہوتا ہی ایک سوسائٹی اس کے استعمال سے روکنے پر قائم ہوئی ہی۔ لیکن فارسی کی ایک مثل ہے ؎ ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر است سود اور نشہ فروشی دونون چونکہ سرکاری پیشے ہو گئے ہین اس لئے اب گویا یہ پیشے ذلت سے نکلکر عزت کے زینہ پر پہونچ گئے۔ اور مسلمان جن کو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر آمنا و صدقنا ہے۔ ان کے نزدیک بھی دونون پیشے قابل نفرین رہے۔ ہائے افسوس

خیانت اور جھوٹ بولکر روپیہ کمانا جیسا کہ آج کل کچہریون کے حلقے مین کثرت سے اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہین اور اسکو بڑا فخر سمجھتے ہین جب مقدمہ مین کوئی گواہ نہ ہوگا یہ گے گواہ فوراً مل جائینگے وہ بھی ایسے کہ کوئی تو اسمین میر صاحب ہون گے کوئی خان صاحب کوئی شیخ صاحب۔

آمہات صنائع کے قبل اسوجہ سے کہ یہ کتاب بالخصوص مسلمانون کی اصلاح اور انہین کی فلاح کے لئے لکھی جاتی ہے۔ دو باتون کا دکھانا ضرور ہے ایک یہ کہ اگلے مسلمان جو ہمارے لئے باعث افتخار ہین انھون نے صنائع کو کہان تک ترقی دی تھی اور کیا کیا ایجاد انھون نے کی تھی یا ان کو بھی اس سے کچھ عار تھا یا نہین دوسرے خود جناب رسول اللہ صلعم اور ان کے اصحاب کبار اہل بیت اخیار کچھ پیشہ کرتے تھے اور ان مین صنعت حرفت کا رواج تھا یا نہین۔

اگلے مسلمانونکی صنعت حرفت مین ترقی

علم الصنائع

کاروان رفتہ و انداز جاہش پیداست[۱] ز ان نشانہا کہ بہر راہ گذر افتادہ است

صنائع سے ہماری مراد وہ صنعتین نہین ہین جن کے ذریعہ سے الفاظ اور جملون مین ایک تکلف کی شان پیدا کی جاتی ہے ہماری غرض صرف دستکاری تک محدود ہے مسلمانون کی نسبت عام فیصلہ ہے کہ جزو علمی مین جس قدر سربرآوردہ تھے عملی پہلو اسی قدر کمزور تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ یک طرفہ ڈگری ہے اہل زمانہ کی نظرین وسیع نہین ہین ورنہ وہ انہین مشہور کتابون مین کیا کچھ نہین ہے۔

ہندوستان کی صنعت بہت قدیم ہے یہان کی بنی ہوئی تلوارین اس قدر مشہور تھین کہ ہر ملک کے قدیم لٹریچر مین اس کا تذکرہ ملتا ہے زمانہ جاہلیت مین عرب کا خطہ مہذب دنیا

---

[۱] قافلہ کوچ کرگیا لیکن اُسکے بلند پایہ ہونیکا اندازہ ان نشانون سے ظاہر ہے جو راہون مین چھٹے ہوئے ہین ۱۲

سے کسی قدر الگ تھا لیکن شعرائے عرب۔ کے کلام مین تیغ ہندی کی مثالین بکثرت ملتی ہین۔ کعب بن زہیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر ہو کر جو قصیدہ پڑھا تھا اُس کا ایک شعر یہ ہے۔ شعر

ان الرسول لنور یستضاء بہ + مھند من سیوف اللہ مسلول

رسول اللہ (صلعم) ایک نور ہین جنسے روشنی ملتی ہے اور خدا کی کھنچی ہوئی ہندوستانی تلوار ہین

کپڑون مین ہندوستان کی ململ جسکی مشہور کارگاہین ڈھاکہ مین تھین۔ پیغمبران بنی اسرائیل کے زمانہ مین بھی شہرت پذیر تھی اور بقول سر جارج برڈوڈ کے جنھون نے انڈیا آفس کے لئے ہندوستان کی ایشیائی قدیمہ کی رپورٹ طیار کی تھی،، بابل و اشور کے بازارون مین اسکی بڑی مانگ تھی اور جس صدی مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے ہین، ڈھاکہ کی ململ قیاصرۂ روم کی محلسراؤن مین بڑے شوق سے استعمال کیجاتی تھی۔ مسلمانون کے عہد مین جہانگیر اور شاہجہان و عالمگیر کی شاہانہ سرپرستی و قدر افزائی سے اسکی دستکاری کو بیحد ترقی ہوئی ملکہ نورجہان زیب النسا بیگم اور جہان آرا وغیرہ شاہزادیون کی پایہ شناسی سے اسکی قیمت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ایک ایک تھان چار چار سو روپے پر بکتے تھے ۱۸۳۶ء مین ڈاکٹر ٹیلر کے پاس دو سو گز کا ایک تھان تھا لیکن نفاست اتنی تھی کہ صرف پانچ روپیہ کے برابر اُس کا وزن تھا۔ یورپ کی فیشن ایبل سوسائیٹیون مین اس کی بڑی قدر تھی لیکن ہندوستان مین جن دنون ایسٹ انڈیا کمپنی کے قدم جمنا شروع ہوئے انگریزی تجارت کے فروغ دینے کے لئے ہندوستان سے جو تجارتی مال انگلستان مین آتا تھا اس کے روکنے کی تدبیرین کیجانے لگین اور اسی قوم نے جس کے ایک معزز ممبر (لارڈ منٹو) نے آج کلکتہ مین بحیثیت وایسرائے کانگرس کی نمایش کا افتتاح کیا ہے اور ہندوستانی صنعت سے دلچسپی ظاہر کی ہے ۔کل کو اسپر

۷۵ فی صدی محصول لگا دیا گیا تھا جس سے برآمد بند ہوگئی اور شدہ شدہ ملکی دستکاریان خواب وخیال ہوگیئن۔

عبرت کی بات یہ ہو کہ وہی مسلمان جو اپنے عہد سلطنت مین قومی اور ملکی صنعت وحرفت کے سب سے بڑے حامی تھے اس زمانہ مین اس تحریک کے سب سے بڑے مخالف ہین جن کے بزرگون کی وجہ سے دنیا مین عمدہ دستکاریون کا رواج ہوا، صنعت کو ترقی ہوئی، ایجادات واختراعات کی بنیاد پڑی۔ آج انکی یہ حالت ہو کہ بجائے اسکے کہ اپنے قوم کی اور اپنے ملک کی مصنوعات کو ترقی دینے کی فکر کرین، غیر ملکی چیزون پر مٹے ہوئے ہین۔

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ صنعتی ترقی مین ہندوستان کو دوسرے بلاد اسلام کے مقابلہ مین کوئی خاص امتیاز حاصل تھا اور ڈھاکہ کے علاوہ کہین اور ایسے کپڑے بُنتی ہی نہ تھے۔ نہین، اس مبارک دور کا یہ فیض عام تھا۔ سمرقند مین کاغذ سازی کے پیپر ملز قائم تھے، اصفہان مین تلوارین اور طرح طرح کے اسلحہ بنتے تھے، حلب مین آئینہ کے کارخانے تھے۔ تبریز مین قالین کا شہرہ تھا۔ سوس کی سوسی مشہور تھی۔ مصر مین مصری بنتی تھی۔ مراکش چمڑون کی دباغت اور رنگنے کے لئے مشہور تھا۔ یمن کی ریشمی چادرین شہرہ آفاق تھین، تونس مین جہاز سازی کے ترسانے تھے، بغداد مین بارود بنانے کی ایک عظیم الشان میگزین تھی، اور یہ تمام صنعتین مسلمانون سے مخصوص تھین، انھین کی وجہ سے دنیا مین ان چیزون کا رواج ہوا اور وہی آج اس رواج کے مخالف ہین ؎

این قصۂ عجب بشنو از بخت واژگون ــــــ ما را بکشت یار با عجاز عیسوی

مغربی اندلس مین شنترین نامی ایک شہر تھا ابن حوقل بغدادی کتاب الممالک والمسالک مین لکھتا ہو، کہ وہان ایک قسم کے زربفتی کپڑے ایسے بنے جاتے تھے جس کی

نظیر کسی دنیا مین نہ تھی۔ عوام ان کپڑون کو کراماتی سمجھتے تھے اور عجیب عجیب خیال رکھتے تھے ابن حوقل کے خاص الفاظ یہ ہین۔

ویسلون ذالک الثوب الوانا تحیرفیہ ملوک بنی اُمیۃ بالاندلس فلا ینقل ولایشتری فیزید الثوب علی الف دینار لعزتہ وحسنہ	یہ کپڑا رنگ برنگ کا ہوتا ہے سلاطین امویہ اندلس نے ان کو دیکھا ہے نہ یہ ہر جگہ پایا جاتا اور نہ اسکو خریدنے پاتا۔ خوبی اور عزیز الوجود ہونیکی وجہ سے اسکی قیمت ہزار اشرفی سے زائد ہوتی ہے۔

ابن خلکان سے ایک شخص نے ان کپڑون کی تعریف کرنا چاہی لیکن نہ کرسکا اور صرف یہ جملہ اسکی زبان سے نکلا۔ لیکن یہ سمجھ لو کہ یہ کپڑے مکڑی کے جالے سے بڑھکر ملایم و رفیع القدر ہوتے ہین۔ اس مقام پر خود ابن خلکان لکھتے ہین۔

تعالی اللہ ما اجل قدرتہ والطف حکمتہ واحسن صنعتہ وکیف خص کل صنع بنوع من الغرائب سبحانہ وتعالی۔	اللہ اکبر! کیا اسکی قدرت و لطیف حکمت و حسن صنعت ہے اور کس طرح ہر ملک کو خاص خاص قسم کی عجیب وغریب چیزون سے مخصوص کر رکھا ہے۔ سبحان اللہ[۱]

صنعتی ایجادات کے لئے اس زمانہ مین اہل عرب کی طبیعت ایسی موزون واقع ہوئی تھی کہ ایک شایستہ و مہذب تمدن کے لئے جتنے لازمی وسائل ہین زیادہ تر انھون نے خود پیدا کر لئے تھے اس بارے مین ان کو ایک ایسی خداداد طبعی مناسبت حاصل تھی کہ اس فن کو وہ اپنا موروثی فن سمجھتے تھے اور جہان اس العربیان کو ناز تھا کہ دولت اسلام نے ہم کو بدوی سے متمدن اور مقلد سے موجد بنا دیا ہے وہین اس بات کا فخر بھی تھا کہ جاہلیت مین بھی صنعت اہل عرب کا آبائی پیشہ تھا۔ ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل مین علانیہ دعویٰ کیا ہے کہ

[۱] ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۳

منجنیق بعض لوگ عجمیون کی ایجاد بتاتے ہین خاص عربون کی ایجاد ہے، پہلے پہل جذیمہ ابرش نے جو قدیم زمانہ مین عرب کے سرحدی اضلاع (ارض حیرہ) کا بادشاہ تھا یہ آلہ وضع ہوا تھا چنانچہ اسکی تصریح ابن خلکان[1] نے بھی کی ہے اور اگر ابن قتیبہ کا بیان صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ صرف منجنیق ہی کی ایجاد اس کے زمانہ مین نہین ہوئی بلکہ جوتیان بھی پہلے پہل اُسی کے لئے بنائی گئین اور شمعین بھی ابتداءً اُسی کے جلوس مین استعمال ہوئین[2]۔ ممکن ہے نکتہ سنج طبیعتون کو اس روایت پر اعتبار نہ آئے۔ لیکن اگر یہ قید بڑھادی جائے کہ خاص عرب مین ان چیزون کی ابتدائے رواج کا باعث جذیمہ ابرش تھا تو درایۃً کوئی قباحت نہین رہ جاتی۔

طلع الصباح وطفی المصباح، عرب کا مثل ہے یعنی صبح صادق نکلنے پر شمعین بجھادی جاتی ہین کیونکہ روشنی بڑھ جاتی ہے اور چراغ کی ضرورت نہین رہتی۔ اسلام کی پو پھوٹتے ہی جاہلیت کافور ہو گئی اور نور اسلام نے صنعتون کو آسمان دنیا کا آفتاب بنا کر چمکایا۔ مسلمانون نے صنعت کو صرف عملی حیثیت سے ترقی نہین دی بلکہ علمی حیثیت سے اس کا فن مرتب کیا کتابین تصنیف کین اصول وضوابط مقرر کئے۔ صرف ایک یعقوب کندی نے جتنی چیزین ایجاد کی ہین اور ایجادات کے متعلق کتابین لکھی ہین۔ وقت اور زمانہ پر غور کیا جائے تو اس زمانہ مین بھی ان کی اہمیت یورپ کی ایجادات سے کم نظر نہین آتی یا شاید یہی وجہ ہوگی کہ پروفیسر سیدیئت کو جو تاریخ ابطال العرب (ہسٹوری جنرل دس عربی) کا مولف ہے ماننا پڑا کہ آلات کی ایجاد اہل عرب کا خاصہ تھا، یعقوب نے جن آلات کے بنانے مین شہرت حاصل کی تھی ان کو ہم آگے چلکر بیان کرینگے صنعت مین جو اسکو دستگاہ حاصل تھی اُسکا پتہ ان کتابون سے چلتا ہے جنکی فہرست علامہ ابن الندیم نے دی ہے اور جن مین دو ایک کے تذکرہ سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ ہر نوع

[1] ابن خلکان صفحہ ۱۳۳ جلد دوم ۱۲ [2] کتاب المعارف صفحہ ۲۷۱۔

مین اس شخص کی طبیعت ہمہ گیر تھی وہ کیمیا گرون کا بڑا دشمن تھا اور ان کے فریب مین اس کی دو کتابین، التنبیہ علی خدع الکیمیا وئین اور بطلان دعوی المدعین صنعۃ الذہب و الفضۃ وخدعھم[1]، بہت مشہور ہین، لیکن کیمیاء العطر کے نام سے عطر سازی مین جو کتاب اُسنے لکھی تھی اور اُسکے اجزاء کیمیاوی کی ترکیب و تحلیل کے قواعد بتائے تھے اسکی پایہ شناسی یورپ کا کام ہے۔ جہان لاطینی زبان مین اس کا ترجمہ چھپ چکا ہے اور ہم لوگ اصلی عربی تک سے محروم ہین، ایک کتاب اس عنوان پر لکھی تھی کہ کن چیزون کے اصطباغ سے رنگ آتا ہے۔ اور ایک مین یہ بحث لکھی تھی کہ کن صورتون اور کن کن چیزون پر لوہے کی دھار کند نہین ہوتی۔ اور تلوارون کی باڑھ نہین اترتی۔ تمقم بناح نامے شیشہ کا ایک آلہ بنانے کی ترکیب مین ایک کتاب تصنیف کی تھی، اس آلہ کی شان یہ تھی کہ خود سے آواز دیتا تھا ان کے علاوہ شیشہ کے رنگنے اور بیش قیمت جواہرات اور دھاتون کے متعلق بھی کئی رسالون کے نام اسکی صنعت سازی کا نشان دے رہے ہین۔

یعقوب کندی کے علاوہ ایک دوسرے یعقوب منجنیقی کا نام اور بھی قابل الذکر ہے، اُسنے فن حرب کے متعلق عمدۃ المسالک فی سیاسۃ الممالک نامی ایک عجیب غریب کتاب یادگار چھوڑی جسکی نسبت ابن خلکان نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔

ہو ملیح فی معناہ یتضمن احوال الحروب و تعبیتہا وفتح الثغور وبناء المعاقل واحوال الفروسیۃ والہندسیۃ	یہ کتاب نہایت نفیس و معنی خیز کتاب ہے۔ اس مین جنگ کے حالات فوج کی ترتیب، سرحدون کے فتح کرنے، مورچہ بندی اور استحکامات قائم کرنے، تفرس

[1] چنانچہ جابر مشہور کیمیا گر کے بارے مین جس نے علم کیمیا مین کثرت سے تصنیفات لکھی ہین کسی کا لطیفہ مقولہ ہے

ما انت الا کاسر * کذب الذی سماک جابر *

والمصابرة علی الحصار والقلاع والریاضة المیدانیة والحیل الحربیة وفنون العلاج بالسلاح وعمل اداة الحرب والکفاح وصنوف الخیل وصفتها۔

وہشیاری، علم ہندسہ وانجینیری، ومحصور ہونے اور محصور کرنے دونون حالتون مین بے صبر نہونے اور قلعہ گھیر لینے کا بیان ہو، میدان مین قواعد کرنے تدبیرات حرب، فن علاج اسلحہ، وسائل جنگ وحیل کی کارگذاری اور ہر قسم کے گھوڑون کی کیفیتین درج ہین۔

غور کرو ایک وہ مسلمان تھے کہ علمی وعملی ترقی کے لئے کتابین تصنیف کرتے تھے اور ایک ہم مسلمان ہین کہ علم وعمل کو ہمارے نام سے ننگ ہے ؎

ہر چہ از شوکت اسلام شنیدی زین پیش — اینک آن زمزمہ را مایہ سودا بنگر
اینک آن دفتر اقبال پراگندہ بہ بین — اینک آن نسخہ اسلام مجزا بنگر
دودمانہا ہمہ سرگشتہ حرمان دریاب — خان ومانہا ہمہ در رفتہ بہ یغما بنگر

قدیم الایام مین صنائع لطیفہ کے علم کو "علم الحیل" کہتے تھے اور اسی نام سے احمد بن موسیٰ کی کتاب الحیل شہرۂ روزگار ہو۔ ابن خلکان نے اس کتاب کا جن الفاظ مین تذکرہ کیا ہو وہ سننے کے قابل ہے۔

کتاب عجیب نادر یشتمل علی کل غریبة ولقد وقفت علیه فوجدته من احسن الکتب وامتعها ...... ولولا الاطالة لذکرت شیئا منها۔

یہ عجیب نادر کتاب ہو جس مین ہر قسم کے عجیب وغریب صنعتین مذکور ہین مین نے اس کو دیکھا ہو بہترین جامع ترین کتاب ہو......... اگر طول نہ ہوتا تو کچھ اقتباسات اسکے مین ذکر کرتا

اسلام کے صنعتی اختراعات کے فروغ کا اس سے اندازہ کرنا چاہیے کہ بہت سے مسلمان غلام بھی صنائع اور موجد گذرے ہین۔ ابن سلام، خفیف، علی بن احمد المہندس، جابر بن سنان

الحرانی، ابن قرہ سنان بن جابر، فراس بن حسن، حامد بن علی، اور ابن نجیہ ہیں کے نام علامہ ابن الندیم نے صناعون کی فہرست مین پیش کیے ہین یہ سب مختلف مسلمان خاندانون کے موروثی غلام تھے، اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ غلامان اسلام کی اس زمانہ مین کیا شان تھی اور ملک کس حد تک ان کی تعلیم و تربیت کے لیے آمادہ تھا۔

یہ بات بھی عبرت سے سنی جائیگی کہ اگلے زمانہ مین پردہ نشین عورتون کا طبقہ اسلامی جماعت کا نصف اعلی کہلانیکا مستحق تھا اور یہی کمزور جماعت جو ناقصات العقل والدین کے لقب کی سچی مصداق ہے، ان دنون کامل الصناعت مشہور تھی، مسلمان عورتین صرف علم وفضل ہی مین نہین بلکہ آلات سازی مین بھی ماہر ہوتی تھین۔ علامہ ابن الندیم نے تذکرہ آلات کے ضمن مین جن صناعون اور موجدون کی فہرست دی ہے ان مین سیدہ عجلیہ نامی ایک مسلمان خاتون کا نام بھی مذکور ہے جو اس زمانہ کی مشہور صناعہ تھی۔

حران ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے جس کو علامہ ابن تیمیہ[۱] جیسے بے مثل و صاحب فضل و کمال کے وطن ہونے کا فخر حاصل ہے، پہلے آلات وہین طیار ہوتے تھے، بنی عباس کے عہد خلافت مین اس فن نے بڑی ترقی کی، اندلس بھی کسی طرح اس مین پیچھے نہین رہا۔ اسی زمانہ مین ایک شخص نے آلہ "ذات الحلق" بنایا جو ابن الندیم کے وقت تک موجود تھا چنانچہ وہ خود لکھتے ہین۔

---

[۱] شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے کمالات علمیہ اور عملیہ کا اندازہ کرنا ہو تو الکلام مولفہ علامہ شبلی نعمانی اور الشہادۃ العنبریہ اور القول المبدی و تالیفات علامہ عینی حنفی کا مطالعہ کرو بلکہ خود ابن تیمیہ کی تالیفات (منہاج السنہ وغیرہ) کا مطالعہ کرو۔ آج بعض بے سمجھ لوگ شیخ الاسلام تیمیہ جیسے شخص کے کمالات پر پردہ ڈالنا چاہتے ہین اور ایسے لوگون کے اقوال سے ان کا رد کرتے ہین جنکو ابن تیمیہ کے ساتھ کوئی نسبت نہین نہ فقاہت مین نہ علم و تدین مین ۱۲ منہ

کانت الالات تعمل بمدینة حران ثم تشتتت وظهرت ولکنها زادت واتسع للصناع العمل فی الدولة العباسیة فی ایام المامون الی وقتنا هذا فان المامون لما اراد الرصد تقدم الی ابن خلف المروروذی فعمل له ذات الحلق وهی بعینها عند بعض علماء بلدنا هذا وقد عمل المروروذی الاسطرلاب

آلات شہر حران مین بنا کرتے تھے اور وہین سے تمام پھیلے اور ظہور پذیر ہوئے سلطنت عباسیہ مین بزمانہ مامون الرشید صناعتون کا کام ترقی کر گیا اور اب تک ترقی پر ہے۔ مامون نے جب رصدگاہ بنوانا چاہی تو ابن خلف مروروذی سے خواہش ظاہر کی اور اس نے آلہ ذات الحلق بنایا جو بعینہ ہمارے شہر (بغداد) مین ایک عالم کے پاس موجود ہے۔ اسطرلاب کو بھی اسی نے طیار کیا۔ (ابن الندیم صفحہ ۲۸۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۷۷ھ تک جب کہ ابن الندیم نے کتاب الفہرست لکھی ہے مسلمانون مین صنعت کا خاصتہً رواج تھا، اہل کمال کمال کی طرف متوجہ تھے آلات ایجاد ہوتے تھے اور علمی حیثیت سے کتابین تصنیف ہوتی تھین۔ اس سے یہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ اسلام مین اسطرلاب کے پہلے بانی ابن خلف ہین لیکن ہمارے نزدیک یہ شرف ابراہیم فرازی کا حق ہے خود ابن الندیم نے بھی ایک مقام پر اسکی تصحیح کر دی ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اسطرلاب ابراہیم فرازی یا اور کسی مسلمان کی ایجاد ہے، اسطرلاب اسلام کے بہت پیشتر کی ایجاد ہے اور بقول آفندی کے اسکا موجد بطلمیوس ہے پہلے یہ سطح بنا کرتا تھا مگر اسلام ہی مین اسکی اصلاح ہوئی اور عجب نہین کہ اس اصلاح کے بانی ابراہیم فرازی ہون کیونکہ مسلمانون مین اسطرلاب سازی کی ابتدا انھین سے ہوئی اور اس موضوع کی کئی کتابین بھی ہین۔

کتابون مین جستہ جستہ اکثر ایسے شاندار آلات کے تذکرے ملتے ہین جو تمامتر مسلمانون
کی ایجاد ہین، لیکن یہ نہین پتہ چلتا کہ کون شخص اسکا موجد تھا، ثقل نوعی کے انکشاف کا
یورپ کو دعوی ہی لیکن حقیقت یہ ہی کہ ثقل نوعی کو عرب کے مسلمانون نے دریافت کیا تھا
اور اسکے لئے ایک خاص آلہ بنایا تھا۔ گھڑی کے موجد بھی مسلمان ہین اور اسلام نے
اکثر بزرگون کو "ساعاتی" یعنی گھڑی ساز کا لقب دیا ہی، گھڑی کے رقاصہ کا استعمال
عرب مین مدت سے تھا۔ ہان یہ نہین معلوم ہوتا کہ اسکا موجد کون تھا۔ فریخ پادری جربٹ
نے جو رقاصہ دار گھڑی بنائی تھی اور یورپ مین رائج کی تھی اصل مین اس کا طریقہ اہل عرب
ہی سے سیکھا تھا، یہ موقع غالبًا اُسکو اُسوقت ملا ہوگا جبکہ وہ اندلس مین مدرس تھا۔
خلیفہ ہارون الرشید نے شارلمین بادشاہ فرانس کے پاس جو گھڑی تحفہ مین بھیجی تھی، اہل یورپ
سے اسکا حال مخفی نہین۔ دمشق کی جامع اموی مین جو عجیب و غریب گھڑی تھی ابن جبیر نے
اُس کے حالات کسی قدر وضاحت سے لکھے ہین مدرسہ مستنصریہ بغداد کی نادر گھڑی کا تذکرہ
آثار البلاد قزوینی مین موجود ہی، سلطان عبدالمومن بن علی تاجدار مراکش کے لئے جو کل کا
حیرت انگیز صندوق طیار ہوا تھا علامہ مقریزی نے نفح الطیب مین اُسکی کیفیت لکھی ہے لیکن
افسوس ہی کہ خاص موجدون کے نام نہین ملتے۔

ایڈیٹر البیان صفحہ ۴۴۳ مین لکھتے ہین جس طرح مسلمان مصنوعات کی تجارت مین مشہور
تھے اسی طرح اُنکی صناعت مین بھی نامآور تھے ان مین صدیون سے صنعت ترقی کرتے کرتے
اسقدر بڑھی کہ بعض صنعتون مین دوسرے شہرون سے ان کی ایجاد کردہ صنعتون مین انھون نے
بڑا امتیاز حاصل کیا دنیا مین شکر مسلمانون ہی نے پھیلائی اور ہندوستان سے لیکر ایران وغیرہ
مین رواج دیا اور اُسکے لئے کارخانے قائم کئے اور اُس سے ایسی ایسی قسمین نکالین جن کا

مانند تھا کاغذ سازی کو انھین نے ترقی دی اور دنیا مین پھیلایا - یورپ نے اندلس کے
ذریعہ مسلمانون ہی سے کاغذ سازی سیکھی - اندلس کے بعض شہر صنعتون کے لئے ممتاز تھے
اور ان پر مشرقی مصنوعات کو فخر تھا شہر مرسیہ مین مسلمان نہایت اعلیٰ درجہ کا زربفت
بنتے تھے ایک بے نظیر کارخانہ فروش کا اور ایک مرصع زین کا تھا بالقہ مین شیشہ کے خوب
خوب کارخانے تھے - مٹی کے سنہرے برتن مسلمان ہی بناتے شیشہ کی صنعت مین ان کی ایجادین
مشہور ہین - کہتے ہین پہل پہل پتھر سے شیشہ کی صنعت اندلس کے حکیم عباس بن فرناس
نے استنباط کی ہندون کے لئے بارود بھی انھین مسلمانون کی ایجاد ہے -

یہ قصہ طویل ہوگیا اب مجھے اپنے اصلی مقصد کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور چونکہ مجھے
اموات صنائع کی تفصیلی حالت دکھانی ہے اس لئے سب سے پہلے مجھے تیمنا و تبرکاً جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل و عیال کے پیشون کا تذکرہ و تحقیق کرنی چاہئے جیسا کہ مین وعدہ
کرچکا ہون کیونکہ آپ سید ولد آدم خلاصہ موجودات عالم سلالۂ بن ہاشم فخر رسل ہادی سبل جامع
صفات بشریہ و ملکیہ صاحب نسبت عالی و حسب متعالی ہین اور جو کچھ کہا جائے سب قلیل ہے
ہر طرح کے ادناس ارجاس رذالتون اور عیوب حسبی و نسبی نفسانی و جسمانی سے مبرا و مطہر خصائل
حمیدہ فضائل ستودہ سے جامع حتیٰ کہ مخالف سے مخالف لوگ بھی حسبی یا نسبی یا کسی طرح کے عیب
نکالنے سے عاجز ہی نہ تھے بلکہ نسب شریف اور حسب عالی و خصائل حمیدہ کے مقر تھے - اسکے لئے
صحیح بخاری کے ابتدائی طویل حدیث مین جو مکالمہ مابین ابو سفیان اور شاہ ہرقل کے واقع ہے
دیکھنا چاہئے بخوف طوالت اُسکو ہم یہان ترک کرتے ہین -

عموماً قریش کے تجارت پیشہ ہونے کا ذکر تو خود قرآن پاک مین مذکور ہے قال تعالےٰ
لایلاف قریش ایلافھم رحلۃ الشتاء والصیف - اس سورہ مین اللہ سبحانہ نے

قریش کو بڑے اور گرمی دو سفرون کا احسان جتا کر یہ حکم دیا کہ کفر نہ اختیار کرو بلکہ رب البیت کے آگے سر جھکاؤ۔ قریش گرمیون مین تجارت کے لئے شام کا سفر کرتے اور جاڑون مین یمن کا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے دو پیشے ثابت ہوتے ہین (۱) بکریون کے چرانے کا پیشہ جب تک آپ خورد سال تھے کچھ اجرت پر قوم کی بکریان چراتے چنانچہ خود اس کو آپ بیان فرماتے بلکہ آپ نے یہان تک فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہین گذرا جسنے بکریان نہین چرائین حضرت موسیٰ کا تو آٹھ یا دس سال بکریان چرانے کی اجرت پر حضرت شعیب کی بیٹی سے نکاح ہی ہوا تھا جس کا ذکر خود قرآن مین ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنت ارعیٰ غنم القوم علےٰ قراریط یعنی چند قیراطون پر مین قوم کی بکریان چراتا۔ دوسرا پیشہ آپ کا بعد سن تمیز تجارت کا ہے آپ نے تجارت کا سفر کئی بار کیا ہے کبھی اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ جاتے چنانچہ چچا ہی کے ساتھ سفر کیا تھا کہ بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی اور اُسنے شام جانے سے (بوجہ شناخت کرلینے علامات نبوت کے روکا اور آپ وہین سے واپس چلے آئے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے ساتھ تجارت کا سفر آپنے کیا تھا جس مین ابوبکر صدیق رض نے بہت سی علامات نبوت دیکھکر مانتا ہوا دل آپ کے سپرد کردیا تھا جس کی تفصیل کتب سیر مین مفصل مندرج ہے۔

حضرت ابوبکر آنحضرت صلعم کے خلیفہ اول اور یار غار تھے نبوت کے بعد کبھی ساتھ نہ چھوڑا اس لئے جسقدر فیضان صحبت آپ کو حاصل ہوا دوسرے صحابہ وہان تک نہ پہونچ سکے وہ تجارت پیشہ تھے۔ خلیفہ ہونے کے صبح کو بازار مین چلے (سودا سلف کرنے کو) تو لوگون نے پوچھا کہ اے خلیفہ رسول آپ کہان جارہے ہین فرمایا بازار جارہا ہون کرکچھ حاصل کرکے اہل وعیال کی پرورش کرون۔ لوگون نے کہا کہ پھر خلافت کا کام کون دیکھیگا۔ اس اصرار پر آپ نے

بیت المال سے قوت لایموت مقرر کرلی اور خلافت کے کام دیکھنے مین مشغول ہوگئے۔

اسی طرح حضرت عمر حضرت علی حضرت عبد الرحمن بن عوف و دیگر صحابہ کے حال کو کتب رجال و کتب حدیث مین دیکھوگے اور تاریخی واقعات پر نگاہ ڈالوگے تو بہت واضح طریقہ سے معلوم ہوجائیگا کہ قریش و مہاجرین و انصار تمام تر کسی نہ کسی پیشہ مین مشغول تھے۔

خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک ساتھی مقرر کیا تھا کہ جنگل سے گھاس کاٹ کر لائین اور لوہارون کے ہاتھ فروخت کرین جس سے کچھ پونجی ہو جائے تو حضرت فاطمہ کی رخصتی ہو اور ولیمہ کرین۔ ہمارے ملک ہندوستان مین گھاس کاٹنے کا پیشہ بہت ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حضرت علی جیسے جلیل القدر صحابی اور خلیفہ رسول نے اسکو برا نہ سمجھا دیکھو (صحیح بخاری) صوفیان گدی نشین کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ صوفیہ لوگ اپنی بیعت کا سلسلہ (خواہ صحیح ہو یا غیر صحیح) حضرت علی تک لیجاتے ہین اور تصوف کی تعلیم کا سلسلہ حضرت علی کی طرف منسوب کرتے ہین اور خود گدی چھوڑ کر نکلنا معیوب جانتے ہین

خاندان عالی مین جو بنتے ہین پیر	اور کسی گدی پہ بن بیٹھے فقیر
چھوڑ گدی وہ کہین جاتے نہین	طہر متخلل مین رہتے ہین وہین
اس زمانہ کی فقیری ہے عجیب	جس بدائم جس سے ہوتی ہے نصیب

گدی نشینان صوفیون کو تھوڑی دیر سر نیچے کرکے غور کرنا چاہیئے۔

عبرت کے لئے ہم یہان چند اور بزرگون کے نامون کی فہرست مع ان کے پیشے اور صنعت کے لکھدیتے ہین۔ اسکے لئے کتاب علمائے سلف جو ایک کتاب ندوۃ العلما نے اپنے اہتمام سے شائع کی ہے اُس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

وھو ھذا

چند بزرگان دین کی فہرست مع انکے پیشوں کے

حضرت ام المومنین زینب زوجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت قرشیۃ صناع الیدین فکانت تدبغ وتخرز وتتصدق بہ فی سبیل اللہ (اسد الغابہ)

یعنی ام المومنین زینب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہنرمند تھین چمڑہ دباغت دیتین اور جوتے سیتین اور اس سے کچھ حاصل کرکے اللہ کی راہ مین صدقہ کرتین اسی لیئے اطولکن یدا اسرعکن لحوقا بی کی مصداق یہی ٹھہرین (کتب صحاح)

نام	پیشہ
امام ابوبکر اسکاف رح	موچی تھے
محدث ابو صالح رح	گھوسی تھے
ابو الخیر تیناتی رح صوفی	زنبیل بافتے
اسماعیل بن احمد خواص رح	زنبیل باف تھے
امام جوزی محدث عالم رح	ٹھٹھیرے تھے
ابراہیم بن ثابت قصار صوفی رح	دھوبی تھے
سعید بن مرزبان رح مولی حذیفہ بقال	سبزی فروش تھے
ابو حفص صوفی رح حداد	لوہار تھے

نام	پیشہ
یوسف اسباط صوفی رح	از برگ خرما
”	زنبیل بافتے
ابوبکر خباز رح	روٹی پکاتے
امام اعظم امام ابوحنیفہ رح	خزاز تھے
مشہور زاہد مجمع رح	بوریا باف تھے
امام ابوبکر اسکاف رح	موچی تھے
ابراہیم قصار از طبقۂ ثالثہ رح	دھوبی تھے
ابو الحسن نجار صوفی رح	بڑھی تھے
حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام	بڑھی تھے
حمدون قصار رح	دھوبی تھے
حرب بن حسن رح طحان	آٹا پیسنے والے تھے
مسلم بن میمون امام مالک کے شاگرد	خواص تھے
اسماعیل بن ابان الغنوی رح	درزی تھے
شاہ نور صوفی قصار رح	دھوبی تھے
سکن بن مغیرہ محدث رح	بزاز تھے
فضل بن عنبسہ رح محدث	خزاز تھے
حسین بن منصور حلاج صوفی رح	روئی دھننے والے تھے
شیخ ابراہیم صوفی رح	زنبیل باف تھے

مسلمانو! یہ چند نام انگلیوں پر گنا دیے گئے۔ لیکن کتب رجال اُٹھا کر دیکھو تو بکثرت متقدمین ایسے ہی ملیں گے جو صنعتی دنیا کے آفتاب تھے اور تقریباً ہر ایک کے نام پر کوئی نہ کوئی صفت۔ قفال۔ بزاز۔ خزاز۔ نجار۔ نساج۔ دباغ۔ خیاط۔ قصار وغیرہ وغیرہ کی ضرور شہرت کی گو وہ اب نہ رہے لیکن دنیا ان کو نہیں بھولے گی۔ کیا افسوس کی بات نہیں ہے کہ بزرگوں نے جس کی بدولت اپنا استغنا قائم رکھا آج ہم پڑھکر لکھکر اس دولت استغنا کو فراموش کر دیں اور غلامی کے پیچھے پڑے رہیں ؎

حسرت چاکری و فکر و ظائف تا چند ✤ قدمے رنج کن در حرم صنعت آئے

مسلمانو! یورپ میں صناعت و حرفت کو کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کا اندازہ ذیل کی تحریر سے کرو۔ اخبار وکیل نمبر ۴۲ جلد ۱۵ ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء ورشپ فل کمپنی آف گولڈسمتھس لنڈن کے امتحان اور انسٹیٹیوشن کے مشہور بادشاہ پیٹرن ہوتے ہیں اور یہاں تمام صنائع مثل پارچہ بافی خیاطی ہر قسم کا ریشمی کام۔ کاغذ سازی وغیرہ غرضکہ تقریباً تمام صنعتوں اور حرفتوں کے امتحان ہو کر سندیں ملتی ہیں یہ امتحان جزائر برطانیہ تک محدود نہیں ہے بلکہ تمام مقبوضات برطانیہ اس میں شامل ہے امتحان میں اول رہنے والے کو تمغہ اور کچھ انعام ملتا ہے۔" یہاں تک کہ ہندوستان کے ممالک مغربی و شمالی الہ آباد کے نمائش میں مبارکپور کے اور بنارس کے حضرات شیخ نوربافان نے اپنے اپنے کارخانے لیجا کر کپڑے طیار کئے تو ان کو بھی تمغہ دیا گیا۔ مبارکپور کا تمغہ جو شیخ عبداللہ پسر شیخ حاجی لعل محمد کو ملا ہے اُسے میں نے خود دیکھا ہے۔

مسلمانو! یہ ہیں اقبال مند اور ہونہار قوموں کی قدر افزائی اور قدردانی مسلمانو! اگر بے فکر عزت کے ساتھ روزی مل سکتی ہے تو صنعت اور حرفت و تجارت کے ذریعہ ؎

سیکڑوں پیشے ہیں جو چاہو حاصل کرلو ✤ ننگے بھوکے نہ رہیں ملک میں اہل حرفت

پھر تمھین تم ہو کھڑی ہاتھ ہی باندھے دولت ✤ مل کر ہمت آمادہ ہو جو یہ صنائع ہو

اب اسکے بعد ہم امہات صنائع کی تفصیلی حالت اور ان کی ایجاد و ترقی و برتنے والون

کے تفصیل کی طرف متوجہ ہوتے ہین، اور ان مین سب پر فلاحت[1] مقدم ہے۔

یہ پہلے گذر چکا کہ فلاحت کہتے ہین (زمین یا جانورون کی پیداوار سے تحصیل رزق

کرنی، اسکی شاخین کثیر التعداد ہین۔ اسی کی ایک شاخ زراعت ہے۔ آج یہ صناعت

بڑی ترقی پر ہے بالخصوص امریکہ اس مین بڑے اعلےٰ زینہ پر پہونچا ہوا ہے امریکہ سے تمام

چیزون کے تخم ہندوستان مین آتے ہین حالانکہ امریکہ ہندوستان سے اسقدر بعید ہے

کہ کوئی ملک اسقدر بعید نہین وہ ہمارے پاؤن کے نیچے پڑتا ہے اور اُسکے ساتھ قواعد تخم ریزی وغیرہ کے

اب ہندوستان مین بھی اس فن کو بڑی ترقی دی جا رہی ہے اسکے لئے بہت سی

زمین نکال دی گئی ہے اور ہر قسم کے تخمون اور پودون کا وہان تجربہ کیا جاتا ہے اور اسکی

تعلیم کے لئے بڑے بڑے ماہرین تجربہ کار مقرر ہین اور اس مین بہت سی کتابین لکھی گئی ہین

گو فلاحت کو علامہ ابن خلدون نے بسیط (یعنی غیر مرکب) لکھا ہے جس کا مطلب

یہ ہے کہ اس مین سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت نہین صرف ہاتھ سے کام کرنا ہوتا ہے۔

اسلئے عامی سے عامی اسکو کرتا ہے اور یہ کام موٹی عقل والے دہاتیون کا کہا جاتا ہے جو اس

زمانہ مین یہ پیشہ بھی ذلیل سمجھا جاتا ہے (جیسا کہ عنقریب اسکا ثبوت آتا ہے)۔

لیکن یہ واضح رہے کہ ترقی دینے والون نے اس فن کو ایک دقیق فن بنا لیا

ہے جس کی پڑھائی ہوتی ہے۔

اسکی ابتدا بالاتفاق حضرت آدمؑ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اس پیشہ کے بارے مین

[1] یہ تقدم میرے نزدیک غیر مسلم ہے کیونکہ انسان فطرۃً ستر پوشی کو غذا پر مقدم سمجھتا ہے بھوک سے مر جانا قبول

کو علامہ موصوف نے یہ لکھا ہی کہ یہ پیشہ دہات کے کم عقل اور کاہل الوجود ون کا ہی لیکن اس پیشہ کو متقدمین مین کسی نے حقارت کی نگاہ سے نہین دیکھا ہر طبقہ کے لوگ کرتے رہے۔ ہان آج کل مسلمانون کے ادبار کے زمانہ مین البتہ ایسی وہم پرستی آگئی ہی۔

اہل مدینہ جو آنحضرت صلعم کے اخوال یہ یعنی ماموں تھے ان مین برابر کھیتی کا رواج رہا حضرت علی اور ان کے اولاد احفاد مین بھی کھیتی کرنے کا رواج مدینہ مین برابر رہا۔

صحیح بخاری مین بروایت امام محمد باقرؒ وارد ہوا۔ ما بالمدینة بیت ہجرۃ الا یزرعون علی الثلث والربع وزارع علی وسعد بن مالك وعبد اللہ بن مسعود وعمر بن عبد العزیز والقاسم وعروۃ بن الزبیر وال ابی بکر وال عمر وال علی وابن سیرین۔

ترجمہ مدینہ نبوی مین کوئی گھر اہل ہجرۃ کا ایسا نہ تھا جو ثلث یا ربع پر کھیتی کرتے کراتے نہون حضرت علی اور سعد بن مالک عبد اللہ بن مسعود عمر بن عبد العزیز قاسم عروہ ابن الزبیر حضرت ابی بکر کی اولاد حضرت عمرؓ کی اولاد حضرت علیؓ کی اولاد و محمد بن سیرین وغیرہ (رضی اللہ عنہ) کھیتی کرکے کراتے اکثر مہاجرین و انصار کی گذر اوقات کی صورت یہی تھی۔

اگرچہ امام بخاری نے اس اثر کو ایک دوسرے مسئلہ کے استدلال و ثبوت مین پیش کیا ہی لیکن اس سے ان حضرات کا پیشہ فلاحت کرنا یعنی زمین کی پیداوار حاصل کرکے زندگی بسر کرنی ضرور ثابت ہی۔

پیشہ زراعت کا ذکر قرآن مین اللہ پاک نے ایسے لفظون مین کیا ہی جس سے اسکی بڑی مدح نکلتی ہے۔ افرایتم ما تحرثون ءانتم تزرعونه ام نحن الزارعون دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین اس پیشہ کی نسبت بھی اپنی ہی جانب فرمائی۔ اس کے علاوہ حدیث شریف مین وارد ہوا ما من مسلم یزرع زرعاً فیاکل منه طیرا و

انسان او بهيمة الاكان له به صدقة - یعنی جب کوئی مسلمان

کھیت سے پرند یا دوسرے حیوان یا انسان ہی کھا لیتا ہے تو اسکے لئے یہ سب اجر و

صدقہ ہی میں داخل ہے اس حدیث سے بھی اس پیشہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اب سنو کہ ایک صحیح حدیث صحیح بخاری میں وارد ہوئی جس سے بظاہر اس پیشہ پر دھبہ

لگتا ہے اور اسکی حقارت نکلتی ہے جیسا کہ آج کل کے شریف لوگون کا خیال ہے وہ حدیث یہ ہے۔

عن ابی امامة الباهلی ورای سکة وشيئًا من آلة الحرث فقال سمعت

النبی صلعم يقول لا يدخل هذا بيت قوم الا ادخله الله الذل (صحیح بخاری ۳۱۲)

یعنی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے ایک بار ہل اور کچھ کھیتی کرنے کے آلے دیکھکر بیان کیا کہ مین نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی قوم کے مکان مین یہ نہین داخل ہوگا مگر یہ کہ

اللہ سبحانہ اس مکان مین ذلت داخل کریگا۔

امام الفقہا و المحدثین امام بخاری نے اوپر کی حدیث اور اس حدیث مین بذریعہ

باب قائم کرنے کے اس طرح تطبیق دی ہے کہ ذلت داخل کرنے کی وعید خاص ہے اس حالت

کے ساتھ ہی جبکہ کھیتی کرنے والا اس طرح حد سے متجاوز ہو جائے کہ اسی کا ہو کے رہے اسکے

حقوق ضائع کرے۔ چنانچہ لکھتے ہین باب ما يحذر من عواقب الاشتغال بآلة الزرع

او جاوز الحد الذی امر به۔

امام المحدثین نے جو مطلب ابی امامہ باہلی کی حدیث کا بیان کیا یہی متعین ہونا چاہیے

ورنہ از روئے حکم حدیث پیشہ زراعت عموماً باعث ذلت ہوگا حالانکہ عامۂ صحابہ و تابعین کھیتی

کرتے تھے و نعم قوم آج بھی اسکی طرح سرائی کر رہی ہے اس پیشہ کی شرافت و رذالت کی مزید تفصیل

آگے آتی ہے۔

پیشہ فلاحت کی ایک شاخ جانورون کا پالنا ان کے دودھ اور صوف گوشت کھال وغیرہ سے نفع اُٹھانا ہے جسکا ذکر اللہ سبحانہ نے قرآن پاک مین متعدد جگہ فرمایا ہے۔

وَلَکُم فیھا منافع کثیرۃ ومنھا تاکلون. اس پیشہ کی قدامت اور اس کے فطرت انسانی کے ساتھ مناسب ہونے مین کسی کو کچھ شک و شبہ نہین۔ تمام انبیا یہ پیشہ کرتے آئے ہین خود ہمارے رسول اللہ (فداہ ابی امی) صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بنی عامر کی بکریان چرائی ہین اور عموما عرب کا یہی پیشہ تھا ولنعم ما قیل ؎

ہم شتربانی سے پہونچے جہان بانی تلک ✠ اس لئے باقی شتربانون کی مخصلات ہم ہین

الحیاکہ یعنی کپڑے بننا

امہات صنائع (بڑے بڑے پیشے) مین بحیثیت تمدن کے دوسرا درجہ حیاکت کا ہے جس کو نساجی اور بننے کا پیشہ کہتے ہین اس کا ذکر قرآن مین اللہ سبحانہ نے احسان جتاتے ہوئے اسطرح فرمایا ہے۔ وانزلنا علیکم لباسا یواری سوءاتکم وریشا (اعراف رکوع ۳) اور حضرت داود کی تعریف مین فرمایا وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم۔ آیہ مذکورہ بالا مین لباس پردہ پوشی اور لباس زینت کی نسبت اپنی ہی طرف فرمائی جیساکہ کھیتی کی نسبت اپنی طرف فرمائی اانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون ۔ حالانکہ کسی کے لئے آسمان سے نہ تو پردہ پوشی ہی کے لئے لباس اترتے نہ زینت ہی کے لئے۔ اس لئے مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم کو فہم و عقل عطا کئے ہمنے اسکے سب سامان مہیا کردئیے جس سے تم اپنی پردہ پوشی کے لئے اور زینت کے لیئے کپڑے اور پارچے طیار کرتے ہو ۔

امہات صنائع مین اسکا دوسرا درجہ اسواسطے ہے کہ پیٹ بھرنے اور جیوۃ قائم رکھنے کے

فلاحت کی ضرورت ہوئی پیٹ بھرنے پر ستر پوشی اور بدن کی حفاظت کا درجہ ہو اسی لیئے
حضرت آدم علیہ السلام مع حضرت حوا کے جنت سے نکالے گئے اور لباس جنت چھین لیا گیا
تو وہ پہلے مکان بنانے یا بعد دوسرے کام کی طرف متوجہ نہین ہوئے قرآن پاک مین ہو
کہ جنت سے نکالنے پر ستر پوشی (وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ) مین مشغول
ہوگئے کچھ نہ بن پڑی تو جنت کے پتون سے ستر چھپائے۔ اس لئے میرے نزدیک یہ فلاحت
پر مقدم ہو گو علامہ ابن خلدون اسکے خلاف ہین اور اس کا دوسرا درجہ تسلیم کرتے ہین
انسان کی فطرت ہی اللہ تعالی نے کچھ ایسی بنائی ہو کہ شرمگاہ چھپائے بغیر نہین رہسکتا
شرافت انسانی نے پیٹ کی بھوک پر بھی اس کو مقدم کردیا ہو بھوک سے مرجانا قبول لیکن ستر کا
کھلنا نہین قبول اسی لئے انسانی زندگی اور فطرت انسانی کے لئے یہ پیشہ پہلا زینہ ہو۔
یہ پیشہ بھی فلاحت کی طرح جد اعلی حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف منسوب ہے
جسکی دلیل برہانی یہ ہو کہ جب جد اعلی و جدہ علیا کا جنت سے بانتزاع جامہ بہشتی اخراج ہوا بحکم
ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور اسپر رونق افروز ہوئے اور اولاد یا
ذکور و اناث کا سلسلہ جاری ہوا تو کیا یہ سب لوگ عریان رہا کرتے ؟ اسکا جواب نفی کے سوا
اور کیا ہو سکتا ہو پھر یہان اُن کے کپڑے اور کون بنا کرتا تھا۔ علاوہ اس مذکورہ بالا فطری
استدلال کے ذیل کی حدیث بھی ہو۔ روی الدیلمی فی فردوسہ عن انس رضی اللہ عنہ
اول من حاک آدم۔
چونکہ مجھے فردوس دیلمی مکمل دستیاب نہو سکی اور جسقدر اسکا ٹکڑا خدا بخش خان صاحب خان بہادر
کے کتب خانہ مین قلمی موجود ہو اُس مین یہ حدیث نہ مل سکی۔ اس لئے مین اس حدیث کی تنقید
نہ کرسکا۔ یقیناً جس طرح حضرت آدم نے دنیا مین آکر سب چیزون کا سامان کیا اسی طرح ستر پوشی

اور جسم کی حفاظت کا سامان سب سے پہلے کیا ہوگا اس لئے درایت اس حدیث کی صحت
کی موید ہے، یہ احتمال رہجاتا ہی کہ جانورون کو شکار کرکے ان کی کھال سے ستر پوشی کا سامان
کیا ہی یا چٹائی کی طرح پتے جوڑکر استعمال کرتے رہے ہون جیسا کہ ایڈیٹر الہلال مصری جرجی زیدان اور
اُس کے ہم صفیر قائل ہین جس کو ہم آیندہ لکھین گے لیکن ارتقا کے قائلین نہ حضرت آدم وحوا کا
جنت سے آنا تسلیم کرتے ہین نہ حضرت آدم وحوا کی تخلیق اس طرح مانتے ہین جس طرح قرآن و حدیث
مین وارد ہی بلکہ وہ تو قائل ہین کہ جمادات سے ترقی کرکے نباتات اور نباتات سے ترقی کرکے
حیوانات اور حیوانات (بندر وغیرہ) سے ترقی کرکے جنگلی انسان اور اس سے ترقی کرکے تمدنی
انسان بنا ہی جواب اس حالت مین، ترقی کیا ہی اب اور ترقی کرکے آسمان مین اڑتا پھریگا۔
محدث دہلوی شیخ عبد الحق صاحب نے بھی اس اثر کو نقل کیا ہی اور کچھ جرح نہ کی اسی طرح
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی تفسیر فتح العزیز مین اس حدیث کو نقل کیا ہی اور کچھ
جرح نہ کی اسکے علاوہ اس حدیث کا مضمون تاریخ طبری مین بھی موجود ہی۔ طبری کے سوا بھی
بہت سی تصانیف سے جو اہل تحقیق کے نزدیک معتبر ہین حضرت آدم کا بننا ثابت ہوتا ہے
بعض روایتون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت آدم کو خدا نے دنیا مین اوتارا تو ہزار سے
زاید پیشے اُن کو تعلیم کئے گئے منجملہ ان کے یہ پیشہ حیاکت بھی ہے۔
تاہم بعض تصانیف مین اس حدیث (اول من حاک آدم) کو موضوع لکھا ہی اس لئے
اس حدیث پر وثوق مشکل ہے۔ ہان یہ بحث رہجاتی ہی کہ یہ خاص ایک سند کے اعتبار سے
موضوع ہے یا کل طرق سے جب تک فردوس دیلمی نہ ملے تنقید مشکل ہے خصوصًا اسوقت
جبکہ اولاد اس قابل نہین ہوئی تھی؟ اس سوال کا جواب بہت صاف ہی پھر یہ کون
کہسکتا ہے کہ حضرت آدم نے کپڑے نہین بنے یا انکی صلبی اولاد نے کپڑے نہین بنے اور وہ

ص لیکن جب وہ سوال پیش کرو جو ابھی مذکور ہوا تو درایۃ اس حدیث کو صحیح ماننا پڑتا ہی وہ سوال

نساج تھے اور یہ کون کہسکتا ہے کہ ہم نساج کی نسل سے نہیں ہون (بلکہ ہم [illegible])
دنیا کے لوگ نسل نساج ہین واحسرتا اُس اولاد ناخلف پر جو اجداد کے پیشے کو ذلیل وحقیر سمجھے۔

علامہ ابن خلدون کی تحقیق مین اس پیشہ حیاکت کی ایجاد کی نسبت حضرت ادریس کی طرف ہے اور اسی کو وہ صحیح بتاتے ہین دیکھو مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۶۳ و صفحہ ۳۹ گو یہ صحیح نہین کما مر

بہرحال ان دو قولون مین سے جونسا قول صحیح مانا جائے اس پیشہ کی قدامت بلاشبہ ثابت ہے۔ علامہ ابن خلدون اسکی قدامت کی نسبت لکھتے ہین وہاتان الصنعتان قدیمتان فی الخلیقة لما ان الدفء ضروری للبشر فی العمران المعتدل واما المنحرف الی الحر فلا یحتاج اهله الی دفء ولقدم هذه الصنائع ینسبها العامة الی ادریس علیه السلام وهو اقدم الانبیاء وربما ینسبونها الی هرمس۔ وقد یقال ان هرمس هو ادریس والله سبحانه هو الخلاق العلیم۔ یعنی یہ دو پیشے حیاکت اور خیاطت مخلوق مین قدیم سے چلے آتے ہین اس لئے کہ معتدل آبادیون مین بذریعہ پارچہ کے گرمی حاصل کرنی ضرور ہوتی ہے لیکن جو آبادیان بہت گرم ملک مین ہین ان کو اسکی ضرورت نہین. بوجہ قدامت کے اس صنعت و پیشہ کی نسبت عام لوگ حضرت ادریس کی طرف کرتے ہین جو اقدم الانبیاء ہین اور بسا اوقات ہرمس کی طرف بھی اسکے ایجاد کی نسبت کرتے ہین اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہرمس اور ادریس دونو ایک ہی شخص ہین نام دو ہین۔ اسلئے کوئی خلاف نہ رہا۔

چونکہ بدقسمتی سے آجکل نہین بلکہ ایک عرصہ سے قوم کی وہم پرستی بہت بڑھ گئی ہے اسی لئے اس پیشہ حیاکت کو بالخصوص علاوہ دیگر دستکاریون کے ایک حقیر چیز بنا لیا ہے اس لئے اس کے متعلق ہم کو زیادہ تفصیل سے عرض کرنا مناسب ہے۔ قرآن و حدیث کے علاوہ متقدمین مین جو اس پیشہ کی حالت تھی ان کے حالات سے بھی اس پر روشنی ڈالنی ضرور ہے۔

[illegible] (ابو حنیفہ) [illegible]

اس فیصلے پر ہم کو اخبار وکیل کی ایک تحریر نے (جو کسی نامہ نگار کی طرف سے شائع ہوئی تھی)
اور بھی آمادہ کر دیا جس کو ہم پہلے تمامہ درج کرتے ہین۔ لیکن پہلے ہمین اپنی فقہ کی کتابون کی طرف
رجوع کرنا چاہیے کہ ہم کو وہان سے کیا ہدایت ہوتی ہے کیا یہ پیشہ کوئی ذلیل پیشہ ہے؟ رد المحتار شرح
در مختار معتبر ہونے مین کسی کو شبہ ہے؟ علامہ[ف] ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہین وقد تولها
قوم صالحون۔ یعنی اس پیشہ کو صالحین (یعنی بزرگان دین) کی ایک جماعت نے کیا ہے
مسلمانو! کیا آپ کو اب بھی اسکے باعزت پیشہ ہونے مین کوئی شبہ ہے جبکہ فقہ کے دفترین
اس کو عزت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ پھر آپ کی وہم پرستی کا کیا علاج ہے؟ ابھی آپ ہمارے
طویل فہرست کا انتظار کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کی وہم پرستی کا علاج کر دینگے اور علاج
بھی شافی اور کافی اور اہل کبر و فخر کے لیئے تو ہماری طویل فہرست جو آتی ہے۔ قل موتوا بغیظکم
کا حکم لگائے گی۔

اخبار وکیل کی تحریر غور سے پڑھو

(اخبار وکیل نمبر ۲۴ جلد ۱۴ نامہ نگار جالندھر کی تحریر) گذارش بخدمت بافندگان میرا روئے
سخن بالعموم عام اصحاب اور بالخصوص نوکری پیشہ احباب بافندگان کی طرف ہے۔ صاحبان!
جو دھبہ آپ کی ذات پر چلا آرہا ہے یہ صرف اسی ذات کے لوگون نے اپنے لئے نامزد کیا ہے۔
کیونکہ جب کبھی چند لوگون مین ایسا ذکر آتا ہے تو یہ لوگ اپنی زبان سے پہلے کہہ دیتے ہین کہ ہم
تو جلاہے بے وقوف ہین حالانکہ یہ بے وقوفی کا زمانہ نہین ان لوگون کو شاید اپنا پیشہ ذلیل
معلوم ہوتا ہے۔ مگر وہ نہین جانتے کہ ہم کونسا کام کر رہے ہین۔ یہ وہ کام ہے جس کو پہلے پہل
حضرت آدم علیہ السّلام نے کیا اور اسی پارچہ بافی کو حضرت شیث علیہ السلام کرتے تھے

[ف] اور مولانا اشرف علی صاحب دیوبندی نے بھی بہشتی زیور مین ایسا ہی لکھا ہے ۱۲ محمد عبد العزیز مبارکپوری

صرف ان کی عجز و انکساری کا نتیجہ تھا۔ کہ مغرور و متکبر لوگون کو ان کی ذرا سی بات پر مضحکہ اُڑانے کا موقعہ مل جاتا تھا۔ کیا یہی فائدے نہین ہین جنکی تقلید رسومات شادی و غم مین بڑی بڑی قومون مین جاری ہو گئی ہے۔ مثلاً ناچ۔ آتشبازی وغیرہ کا شادی مین نہ ہونا۔ پس اے بھائیو۔ اپنی ذات کو ذلیل مت سمجھو۔ اگر آپ نوکری پیشہ نہین ہو سکتے۔ تو اپنے پیشہ ہی مین اعلیٰ دسترس حاصل کرنے کی سعی کرو۔ کیا یہی فائدے نہین ہین۔ جن کی ململین (یعنی ڈھاکہ کی ساخت کی ململین) تمام دنیا مین مشہور ہین۔ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا قصبہ یا گاؤن ہوگا۔ جہان اس ذات کے لوگ آباد نہ ہون گے۔ محلہ یا قصبہ کی مسجدین انھین لوگون کے دم سے بارونق پائی جائین گی۔ ایسی کوئی اور ذات نہ ملیگی جن کے رسم و رواج اوضاع و اطوار سنت کے زیادہ مطابق ہون گے۔ کیا ہم کو ان عنایات کا خدا کی جناب مین شکریہ ادا نہین کرنا چاہیے۔ ہمین چاہیے کہ اس خیال کو کہ لوگ ہم کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ ایک نہایت ہی معمولی اور بے سروپا سمجھین۔ اور اس کو وہم مین نہ لاکر ترقی کے لئے کوشش کرین۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس قوم کے نوکری پیشہ اصحاب اپنے کو اس قوم سے الگ کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ کوئی اور قوم تبدیل کرنا چاہتے ہین۔ یہ نہایت افسوسناک امر ہے۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس قوم کے لوگ بالکل علم سے بے بہرہ نہین ہین۔ ایک خاصی تعلیم یافتہ تعداد تناسب آبادی کے لحاظ سے موجود ہے۔ بشرطیکہ وہ اس ذات سے پہلو تہی نکرین۔ ورنہ اگر چھپے چھپائے رہے تو شاید کوئی بھی خواندہ نہ نکلے گا۔

پس اب نوکری پیشہ اصحاب کی خدمت بابرکت مین عرض ہے کہ وہ اپنے آپکو ذات سے علنحدہ کرنے کی کوشش نہ کرین بلکہ جہان تک ہو سکے اپنے بچون کو تعلیم کی طرف راغب و

مائل کرکے اپنی ذات کو قابل فخر ثابت کرین۔ تعلیم کے لئے ایسا بندوبست ہونا چاہیے کہ ساتھ ہی دینی تعلیم بھی ہوتی جائے۔ تعلیم یافتہ لوگون کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ غریب بھائیون کی اولاد کے تعلیم کے بارے مین مدد کرنے کے لئے تیار رہون۔ جسوقت تعلیم کا شوق پیدا ہوجائیگا پھر ان کے والدین خود اسکا بندوبست کرسکین گے اور خداوند کارساز بھی سامان مہیا کردیگا جن سے ان کی تعلیم آسان ہوجائیگی۔

نامہ نگار کی تحریر پر ایڈیٹر کی رائے

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ خدا کے نزدیک بزرگی اُس شخص کی ہی جو پرہیزگار ہی اور خدا سے ڈرتا ہی یہ ایک مشہور خدائی حکم ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانون نے ہی جن پر کسی زمانہ مین اخوت کا گہرا رنگ چھایا ہوا تھا۔ اور جن کے ہان ایک خلیفہ وقت اور قوم کا ایک معمولی فرد مساوی حیثیت رکھتے تھے۔ اور جن کا مذہب انما المومنون اخوۃ، کل مسلمان آپس مین بھائی بھائی ہین۔ کی تعلیم دیتا تھا۔ سب سے پہلے قدرت کے اس سچے اور پاکیزہ اُصول اتفاق اور مقدس احکام مساوات کو پاؤن تلے پامال کردیا۔ محض حرفون اور پیشون کی حدود فاصل قائم کرکے وہ ایک دوسرے سے نخوت کے ساتھ اس طرح جدا ہوگئے گویا کہ آپسمین ان کو کوئی تعلق ہی نہین ہی۔ ایسے قومی امتیاز خصوصًا مسلمانون کے لئے نہایت شرمناک ہین آج کے بہرہ مراسلات مین ناظرین کو ایک چھوٹی سی مراسلت ملیگی۔ جسمین ایک صاحب نے اس امر کی شکایت کی ہی کہ قوم بافندہ کے اکثر بزرگ جب وہ تعلیم یافتہ یا متمول ہوجاتے ہین تو اپنے تئین بافندگی سے وابستہ کرنے کو عار سمجھتے ہین ہمارے خیال مین وہ سخت غلطی کرتے ہین اور وہ شخص ان سے زیادہ غلطی کرتا ہے۔ جو

بافندون کو حقیر سمجھتا ہی۔ غور سے دیکھا جائے تو بافندہ کوئی ذات نہین ہی بلکہ ایک حرفہ ہی اور ایک پیشہ ہی۔ جسے ہر شخص اختیار کر سکتا ہی۔ کیا ایک مغل یا سید یا پٹھان اس لئے ذلیل سمجھا جا سکتا ہی۔ کہ اسنے کپڑے بننے کا کام شروع کر دیا ہی ہر گز نہین۔ مذہبی پہلو سے وہی شخص قابل نفرت وحقارت ہی۔ جس کے اعمال اچھے نہ ہون خواہ اسکا حسب ونسب کسی پیغمبر سے ہی کیون نہ ملتا ہو سے

پسر نوح بابدان بہ نشست　　　　خاندان نبوتش گم شد

علاوہ اس کے الکاسب حبیب اللہ،، ایک مشہور حدیث ہی۔ پس جس کو خدا حبیب رکھتا ہو شرم کی بات ہی کہ ضعیف ترین اور فانی مخلوق اس سے نفرت کرے۔ ہم اس امر کو خود نہایت مسرت سے محسوس کرتے ہین کہ حضرات شیخ نور بافانکی سچے اور سادہ مسلمان کی شان ہی۔ اور اسلامی ذاتون کی نسبت بدرجہا زیادہ پائے جاتے ہین۔ اور ہم دیگر اسلامی قومون کو جو محض شرافت نسبی کو دنیا اور عاقبت کے لئے پروانہ راہداری سمجھے ہوئی ہین اپنے شیخ نوربافان بھائیون کے طرز عمل سے سبق حاصل کرنے کی طرف متوجہ کرتے ہین۔

مضمون نگار کو اس پیشہ کا تعزز ظاہر کرنے کے لیے حضرت آدم اور حضرت شیث علیہما السلام سے استدلال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ آج بیسوین صدی مین بھی پارلیمنٹ کے بعض معزز ممبرون کا یہی پیشہ ہی۔ اور خود ہندوستان سے شریف خاندان کے اکثر طلبا جاپان اور امریکہ سے کپڑا بننے کا فن یا دوسرے لفظون مین یون کہو کہ بافندگی سیکھکر آتے ہین۔ بافندون کے بچون کے لیے کسی علحدہ تعلیم کے انتظام کی ضرورت نہین ہی بلکہ وہ بھی اپنے دوسرے بھائیون کی طرح قومی سکولون اور کالجون مین تعلیم پا سکتے ہین۔ ہمارے خیال مین انھین کوئی روک نہین ہی۔ اگر یہ صورت ہو کہ اسی ذات کے تعلیم یافتہ بزرگ

اس قوم کے لئے خاص وظایف مخصوص کرکے یا عطیات دے کر اپنے تئین اس قوم کے فرد ظاہر کرنا نہین چاہتے تو وہ سخت غلطی کرتے ہین۔ گویا کہ وہ خود اپنی ذات سے نفرت کرکے دوسرون کے لئے نفرت کرنے کا مواد فراہم کررہے ہین ۔

نامہ نگار نے اس تحریر مین یہ بہت صحیح لکھا ہو۔ کہ اس قوم کے نوکری پیشہ اصحاب سے اپنے آپ کو اس قوم سے الگ کرنے کی کوشش کرتے ہین اور قوم تبدیل کرنا چاہتے ہین یہ نہایت افسوسناک امر ہو۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس قوم کے لوگ بالکل علم سے بے بہرہ تو نہین ہین ایک خاص تعداد تعلیم یافتہ لوگون کی موجود ہو۔ بشرطیکہ وہ اس ذات سے علٰحدہ نہ کرتے ورنہ اگر چھپے چھپائے رہے تو شاید کوئی بھی جوابدہ نہ نکلیگا ۔ (اخبار وکیل، سے جلد" مین نہایت صحیح اور سچ کہتا ہون کہ صرف ہندوستان مین ساڑھے چھ کروڑ مسلمانون کی آبادی مین نصف اس قوم کے لوگ ہون گے ۔ بقیہ دوسرے لوگ ہین ۔ اور اس قوم کے لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ عہدون پر ممتاز ہین ۔ ڈاکٹر۔ طبیب۔ عالم دیسی مدارس کے مدرس اعلیٰ کالجون کے پروفیسر۔ مفتی۔ غرض کوئی محکمہ ایسا نہین ہو جسمین یہ لوگ نہون۔ مین اچھی طرح واقف ہون اور خوب چھان بین کیا ہون اور تحقیق کیا ہون ۔ لاکھون حافظ قرآن اور عالم صاحب دستار فضیلت ہین ۔ بیرسٹر وکیل مختار اور خطاب یافتہ سرکار۔ سرکاری عہدون کی تعداد کا مین اندازہ نہین بتا سکتا ۔ شاعر۔ ادیب ۔ مناظر۔ حکیم فلسفی ایڈیٹر، غرض کوئی فن یا صناعتہ ایسا نہین ہو جسمین اس قوم کے لوگ کامل دستگاہ نہ رکھتے ہون ۔ میری عدیم الفرصتی مانع ہو اور یہ ایک تطویل لاطائل ہو ورنہ مین مفصل فہرست موجودہ مشاہیر کی لکھنے کے لئے تیار ہون۔ اور بڑے بڑے لوگون کے نام اس فہرست مین گنا سکتا ہون جنکے آبا و اجداد اس پیشہ کو کرتے تھے ۔ اور آج وہ ڈاکٹر طبیب حکیم ۔ پروفیسر مدرس

عالم، مفتی، ادیب، شاعر، ایڈیٹر، اسسٹنٹ سارجین ہین -

مین سردست موجودہ لوگون کی فہرست چھوڑکر ساف کی فہرست پر اکتفا کرتا ہون اور قوم سے امید کرتا ہون کہ اس فہرست کو دیکھکر وہم پرستی چھوڑدیگی اور قرآن وحدیث وعقل وتاریخ کے موافق اپنا رویہ اختیار کریگی - اور ظاہر بین نگاہون کی مطلق پیدا نکریگی اور ہرگز وہم پرستی اور ظاہر بینی کے چقمہ مین آکر قوم کا خون ناحق نہ کریگی -

انصاف پسند گورنمنٹ انگلشیہ کو دیکھے کہ اسنے شریعت نبوی کے موافق اپنا قانون اور برتاؤ رکھا ہے - نہ اس کو گورے کالے سے غرض نہ ناک نقشہ سے غرض نہ رنگ روپ سے نہ ذات پات سے - گورنمنٹ نے یہ قانون اسلام ہی سے لیا ہے - شریعت نے تمام مسلمانون کو ایک نگاہ سے دیکھا ہے اور اسی کی تعلیم دی ہے اسیکا رواج دیا ہے اسی پر قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر کے بعد بھی زمانہ دراز تک عمل رہا لیکن ہندوستان مین ہندؤن کے میل اور مسلمانون کے تکبر نے خراب کیا - علامہ حالی نے بہت سچ کہا ہے ؎

ملت بیضا نے قومونکی مٹا دی تھی تمیز ✤ تھے بلالؓ وجعفرؓ سلمانؓ برابر محترم

افسوس مسلمانونکی وہم پرستی اور ظاہر بینی نے اس پاک قانون کو چھوڑدیا - اور یہ قانون گویا اسلام ہی سے خارج کردیا گیا - لیکن اقبال مند قومون نے اس کا خیر مقدم نہایت جوش و خروش سے کیا اور نہایت ضروری اعلی اور مفید قانون سمجھکر اسپر عمل درآمد کیا اسیوجہ سے جیسے وہ ترقی کررہے ہین ظاہر ہے - اے قانون مساوات تو آج ہمسے گویا گیا ہے - تیرا جلوہ جلوہ صرف مسجدون کی صفون مین نظر آتا ہے اسی لیے مسلمان امرا نے مسجدون کی حاضری سے بھی کنارہ کشی کی کیونکہ وہان قانون مساوات کے برتنے سے چارہ نہین اور یہ بات امرا کو گوارا نہین -

اس پیشہ کی قدامت جس طرح عقلاً و نقلاً۔ روایۃً۔ و درایۃً۔ ہر طرح مسلم ہے۔ اسی طرح اس پیشہ کرنے والون کی فہرست ہر طبقہ کے لوگون سے مملو ہے۔ پیغمبر۔ صحابی۔ تابعی تبع تابعی۔ فقیہ۔ محدث، راوی، صوفی، قطب۔ ابدال۔ بادشاہ۔ عالم۔ مصنف ہر طبقے کے لوگ اس قوم مین گذرے ہین۔ اگر پیشہ کرنے سے قومیت قائم ہو جاتی ہے۔ اور اس سے قومیت کا قائم ہونا مسلم ہے۔ تو اس قوم کو نہایت فخر کرنا چاہیے۔ اور بجائے اخفا کے اظہار کرنا ان بزرگون کی سنت ہوگی۔ جو اس پیشہ کو کرتے تھے۔ اور باوجود اس کے وہ مسلم صحابی یا تابعی، یا فقیہ، یا محدث یا راوی۔ صوفی۔ عالم ہین۔ اور کبھی انھون نے اخفا نہین کیا۔ یہ مذکورۂ بالا لوگ شریعت مین ایسے ایسے عہدے پائے۔ جن کے آگے دنیاوی عہدے (ڈپٹی کلکٹری، صدر الصدوری منصفی اسسٹنٹ سارجنی) وغیرہ ہیچ ہین۔ ان عہدون پر پہونچکر برادری کا اخفا کا کرنا نہایت فضول و قابل افسوس امر ہے اس فہرست کو ملاحظہ کرو اور عبرت پکڑو۔ یہان مختصر فہرست پیش ہے موقع ملا تو کبھی ہم بڑی مطول فہرست شائع کرین گے انشاء اللہ تعالی۔

پہلا طبقہ نبوت ہے

حضرت آدم علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام ان کا پیشہ بافندگی ہونا پہلے ہی مذکور ہوچکا اور فردوس دیلمی سے حضرت انس کی روایت منقول ہوچکی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی و مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کا تفسیر فتح العزیز مین بلا تردید نقل کرنا اسکا مؤید ہے۔ و نیز از روی درایت یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے گو از روی روایت بعض محدثین نے تضعیف کی ہے۔

تاریخ طبری کا نسخہ ہندوستان مین نایاب تھا۔ خدا کے فضل سے اسکا نسخہ بہت ہی اعلیٰ بیروت سے چھپکر ہندوستان مین آگیا۔ اس مین نکالکر مین نے خود دیکھا کہ حضرت آدمؑ نے پشمینہ بُن کر کپڑے تیار کیے۔ اور حضرت حوا نے بھی اس کام کو کیا اخذت صوفة فغزلته حواء ونسجته (تاریخ طبری مطبوعہ بیروت۔)

حضرت ادریسؑ

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلامؑ ان کا ذکر قرآن مین متعدد جگہ ہے۔ قال اللہ تعالےٰ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا ورفعناہ مکانا علیا۔

علامہ ابن خلدون نے کل صناعتون کی نسبت حضرت ادریس کے جانب کی ہے۔ بالخصوص بُننے کا پیشہ ان کے جانب منسوب کرنا دو مقامون مین بیان کیا ہے۔ اور بعض مورخین نے اس پیشے کے نسبت ہرمس کے جانب کی تھی۔ علامہ موصوف نے یہ تطبیق دی کہ ہرمس حضرت ادریس ہی کو کہتے ہین کما مر۔ اسواسطے دونون روایتون مین کوئی اختلاف نہ رہا۔

حضرت شیثؑ

حضرت شیث حضرت آدم کے صلبی بیٹے ہین اور حضرت ادریس کے قبل پانچوین پشت مین پڑتے ہین اگرچہ قرآن مین آپکے پیغمبر ہونے کا ذکر نہین۔ لیکن مورخین اور عام طور اہل اسلام ان کو بھی پیغمبر لکھتے ہین۔

اس پیشہ کو انھون نے اپنے باپ آدمؑ سے وراثتہً پایا۔ اور کرتے بھی تھے۔ چنانچہ علامہ شمس الدین احمد بن حمزۃ القباری جو ایک بڑے اصولی علامہ ہین۔ اپنی قابل قدر

تصنیف فصول البدائع فی اصول الشرائع مین لکھتے ہین۔ کان شیث حائکا داسمٰعیل صیادا

حضرت صالحؑ

شرح شرعۃ الاسلام مین لکھا ہی کہ حضرت صالح علیہ السلام کمبل بنتے تھے شرح شرعہ کے سوا اور کہین سے ان کا بننا مجھے معلوم نہو سکا۔

حضرت حوا ام الناس

جدہ علیا حضرت حوا کو اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کی بائین پسلی سے پیدا کیا اور دونون کو جنت مین رہنے اور چین کرنے کی ہدایت کی۔ اور کلا منہا رغدا حیث شئتما کا حکم دونون کو ایک ساتھ دیا گیا۔ لیکن لا تقربا ہذہ الشجرہ کی تکلیف نے شیطان کو بہکانے کا موقع دیا۔ اور دونون اُسکے بہکاوے اور دم دلاسے مین آگئے۔ اور دونون کا لباس چھین لیا گیا۔ اور نکلنے کا حکم صادر ہوا۔ پتون سے ستر چھپانے مین دونون ہی شریک رہے۔ وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ۔ اور عاجزی اور توبہ مین دونو ہی شریک وقالا ربنا ظلمنا انفسنا، لیکن قرآن مین صرف حضرت آدم کے توبہ کے قبول کیے جانے کا ذکر ہے۔ ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدیٰ۔ لیکن یہ یقین کرنا چاہیے کہ جب توبہ کرنے مین دونون برابر ہین۔ تو ان کی توبہ بھی قبول ہوئی۔ لیکن یہ حضرت آدم کے تابع تھین اسوجہ سے انکا ذکر نہین کیا گیا۔ ان کی قبر[1] شہر جدہ مین اسقدر لانبی موجود ہے کہ دیکھکر حیرت ہوتی ہی۔ حضرت حوا کے نسبت علامہ ابن جریر اور علامہ ابن اثیر، دونو لکھتے ہین

---

[1] اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہین مگر جو حجاج جدہ پہونچتے ہین وہان کے مزدورین انکو زیارت کے لئے لیجاتے ہین

دکانت حوار فیہا ذکر قد غزلت و نسجت و عجنت و خبزت و عملت اعمال النساء کلہا صفحہ ۲۷۲

حضرت داود ؑ

حضرت داود و حضرت سلیمان کا ذکر کلام اللہ مین متعدد مقام مین آیا ہے حضرت سلیمان تمام روے زمین کے بادشاہ بنا دیے گئے ہوا و جنات تابع کر دیے گئے یہ خواص سے تھے زنبیل بناتے اور اسی سے کسب کر کے محنت کی روزی کماتے حضرت داود کو اللہ سبحانہ نے ذرہ بننا سیکھا دیا تھا لوہا ان کے ہاتھ مین موم کی طرح نرم ہوتا (والنا لہ الحدید) وہ اسکو سوت اور تار کی طرح بنا کر ذرہ بنتے اللہ تعالی فرماتا ہے وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم یعنی ہم نے داود کو تمہارے لئے لبوس بنانے سیکھائے۔ یہان لبوس کے معنی خاص لباس یعنی ذرہ کے معنی لئے جاتے ہین اگرچہ لغت مین لبوس اور لباس ایک معنی مین بھی آئے ہین۔

طبقہ ثانیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

چونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد انبیاء کے افضل بشر ہین اسواسطے دوسرا طبقہ انھین کا قائم کیا گیا۔ وھم خلاصۃ العرب العرباء وخیر الخلائق بعد الانبیاء سب سے پہلے اس طبقہ مین حضرت ابی ایوب انصاری ہین۔ کیونکہ جو شرف اور برکت آنحضرت کے نزول سے آپ کو حاصل ہوئی اس شرف مین کوئی ان کا شریک نہین۔ حضرت ابی ایوب وہ شخص ہین۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ مبارک آپ کے دروازہ پر جا کر بیٹھ گئی۔ اور انھین کے رکنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول اجلال کا فیصلہ موقوف تھا۔ اس لئے یہ خدائی فیصلہ حضرت ایوب ؓ کے حق مین ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے آپ کے مکان پر نزول اجلال فرمایا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ

معارج النبوۃ قلمی کتب خانہ خدابخش خان ۔ خان بہادر پٹنہ ۔ رکن چہارم بیان
ہجرت نقل ست کہ چون ناقہ بفضای رسید کہ باب مسجد آن حضرت محاذی آن اقع است
شتر بزانو در آمد پیغمبر صلعم او را برخیز انید و روانہ ساخت و زمامش بگذاشت ۔ اندک
راہے برفت و بازگشت وہم در موقف اول سینہ بر زمین نہاد و بنا بر آن صدر انبیا
صلعم ہمانجا فرود آمد و فرمود کہ این منزل ماست انشاء اللہ تعالیٰ و ابی ایوب انصاری
چون بمنزل وی قریب بود بآن مقام بدستور آنحضرت رخت و بار پیغمبر صلعم بخانہ خود برد
درین اثنا بعض از انصار استدعا نمودند کہ یا رسول اللہ رحل ابو ایوب ربود اگر شرف
شرف نزول آنحضرت بمنازل ما تعلق گردد زیست حضرت فرمود المرء مع رحلہ مرد با رخود
است و روایتے آنست کہ ناقہ بر در خانہ ابو ایوب سینہ بر زمین نہاد و جبریل علیہ السلام
نازل شد و گفت یا محمد اینجا فرود آ کہ ابو ایوب حق تعالیٰ را تواضع نمود آن وقت
کہ تو بر در مدینہ نزول کردی مردم خانہائے خود را برآراستند تا آنجا نزول فرمای ابو ایوب
در دل خود گفت کہ من مرد ضعیف و فقیر و بافندہ ام و رسول از من عار دارد و در خانہ من
نزول نہ فرماید چون او تواضع نمود و خود را ازین معنی دور دید تو بخانہ او فرود آئی ۔ چنانچہ کشتی نوح
علیہ السلام بر کوہ جودی فرود آمد بسبب او و تجلی بطور سینا دار گشت بجہت فروتنی او کما ہو
معروف روایت است کہ ابو ایوب با جدہ پدر پیغمبر صلعم قرابت قریبہ داشت و مکتوب
تبع کہ بشامول یہودی سپردہ و مقرر فرمودہ بود کہ بوسیلۂ فرزندانش بطنا بعد بطن برسول

آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم بہ ابو ایوب رسیدہ بود کہ فرزند بست و یکم شامول بود چنانچہ
وقتیکہ بشارتیں گذشت حاصل نظر باین امور حضرت رسالت پناہی بخانہ ابو ایوب نزول
فرمودند و مدت ہفت ماہ سید انبیاء علیہم السلام در سفلیات آن منزل بسر می برد و ابو ایوب
با اہل و عیال در علویات و روایتی ہست کہ ابو ایوب نزد حضرت آمد و گفت یا رسول اللہ
من و اہل من دوش خواب نکردیم پرسید کہ چرا گفت بجہت اینکہ نباید کسے در بالا حرکتے
کند یا چیزے راہ رود کہ از سقف خانہ خاکی یا غباری فرود آید یا رسول اللہ پدر و
مادرم فدائے تو باد البتہ میخواہیم کہ بیالاخانہ تشریف آوری تا ما بجانہائے سفل آئیم و
ازین اندیشہ باز رہیم حضرت فرمود کہ اے ابو ایوب مارا در پایین بودن ہم آسان تر است
و ہم مناسب تر زیرا کہ از برائے ما جماعتے می آیند و می روند و بیالا آمدن تکلیف می شود
و ابو ایوب گفت یا رسول اللہ ہمچنین ہست فاما ادب نیست کہ شما در سفل باشید و ابو ایوب
با اہل و عیال در علو القصہ مبالغہ نمود تا بالضرورت حضرت قبول فرمودند و مدت یکماہ در بالاخانہ
بود تا جبرئیل علیہ السلام آمد و فرمان آورد کہ مسجد و منزل خواجہ علیہ الصلوۃ والسلام بسازند و
خواجہ بعد از ہفت ماہ بمدینہ تشریف آوردہ بودند بنائے مسجد و حجرہ خاصہ اشتغال فرمود۔

حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد احفاد ہندوستان میں بکثرت ہیں بلکہ غالبًا جسقدر
انصاری ہندوستان میں ہیں اکثر ان کا سلسلہ نسب حضرت ابو ایوب کی طرف ہے۔

فی الجملہ نسبتے بہ تو کافی بود مرا + بلبل ہمین کہ قافیہ گل بود بس است

اس میں شک نہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری نہایت منکسر المزاج تھے۔ وہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ برابر ہر لڑائیوں میں ساتھ رہے۔ لیکن باوجود اس کے جسوقت
حضرت معاویہؓ نے یزید کو قسطنطنیہ میں کفار کی لڑائی میں بھیجا تو یہ بھی روانہ ہوگئے اور

اتفاق سے میدان جنگ مین نہ جاسکے اسوجہ سے کہ بیمار ہوگئے۔ تو اس آرزو کی
پوری کرنے کے لئے بوجہ انکساری یہ وصیت کی کہ جب مین مرجاؤن تو میرا جنازہ طیار
کرکے رکھ چھوڑنا جب تم صف قتال باندھو تو مجھے اپنے قدمون کے نیچے دفن کردینا چنانچہ
مجاہدین نے ایسا ہی کیا قسطنطنیہ مین آپ کی قبر موجود ہے۔ یہ بھی آپ کی منکسر المزاجی
جس کی شہادت اس واقعہ مین بھی موجود ہے۔ جس کو علامہ کاشفی نے نقل کیا ہے کہ
من مرد ضعیف و نقیر و بافندہ ام ۵۲ھ مین وفات پائی۔ نام خالد۔ کنیت ابوایوب
پیشہ بافندگی نسبتاً خزرجی ہین۔ انصار اصل مین یمن کے رہنے والے [illegible]

شیخ عبد اللہ انصاری بن ایوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ایوب انصاری مرد بافندہ کے صاحبزادے ہین احنف بن قیس کے ساتھ
خراسان مین تشریف لائے اور ہرات مین سکونت پذیر ہوئے اپنی نصیحتون اور
حکیمانہ کلمات سے ہراۃ کو گلزار بنادیا۔ اسی وجہ سے یہ مشہور بات ہے کہ مشائخ ہراۃ باغچہ
انصاریان اند۔ آپ کی تصانیف بہت معتبر ہین۔ آپ کا مقولہ تھا کہ اگر یکبار بگویند بندہ من
از عرش بگذرد خندہ من،، فرماتے کاسنی اگرچہ تلخ ہست لیکن از بوستان ست عبد اللہ گرچہ
مجرم ست لکن از دوستان ہست۔ فرماتے۔ التصوف ھو الخلق آپ کی تصنیف سے
ایک مناجات ہے جس کے پڑھنے مین عجب ذوق پیدا ہوتا ہے۔ تقصار صفہ ۸۹

ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ

عن الشعبی عن جابر بن عبد اللہ قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلعم

فقال یارسول اللہ صلعم ثیابنا فی الجنة تنسجها بایدینا فضحک القوم فقال رسول اللہ صلعم مما تضحکون من جاھل یسال عالماً لا یا اعرابی ولکنها تشقق عنھما اثمار الجنة۔ امام شعبی بہت بڑے فقیہ مانے جاتے ہین وہ ایک جلیل القدر صحابی حضرت جابر سے روایت کرتے ہین کہ ایک دہاتی صحابی نے جناب رسول اللہ صلعم سے آکر یہ سوال پیش کیا کہ آپ فرمائین کہ ہمارے کپڑے جنت مین کیا ہم ان کو اپنے ہاتھون بنائین گے۔ (جس طرح یہان) اس سوال پر لوگ ہنس پڑے (صالحین کے سوالات اسی قسم کے ہوتے ہین۔)

جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کیون کس بات پر ہنستے ہو کیا ایک جاہل نے عالم سے سوال کیا اس پر (یہ تو کوئی ہنسنے کی بات نہین ہے) پھر آپ نے فرمایا سنو ایسا نہین لیکن جنت کے کپڑے جنت کے پھلون سے پھٹکر نکلین گے۔ مگر افسوس ہے۔ ابراہیم حربی فقیہ پر کہ ان سے ایک شیخ نورباف نے سوال کیا ما تقول فیمن صلے ولم یشتر نا طفاما الذی یجب علیہ یعنی اگر کوئی شخص بغیر ناطف خریدے عید کی نماز پڑھ لی تو اس پر کیا دینا آتا ہے فقیہ صاحب کو اس سوال پر مسکراہٹ آگئی اور آپ نے اس بیچارے کو فرمایا کہ یتصدق بدرھمین یعنی دو درہم صدقہ کرنا چاہیے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ فرماتے ہین کہ اگر ہم ایسے احمقون کا مال مسکینون کو کھلا کر خوش کرین تو ہم کو کوئی مضائقہ نہین۔ افسوس کہ ایک جاہل نے عالم سے سوال کیا تھا۔ اسکو صحیح مسئلہ بتانے کے بجائے غلط بتا کر اس کا مال صرف کرایا ہم نہین کہہ سکتے کہ زیادہ احمق وہ تھا یا فقیہ صاحب کیونکہ وہ اپنے صدقہ کرنے کا اجر تو ضرور پائیگا لیکن فقیہ صاحب کے غلط مسئلہ بتانے کا بار..... کون اٹھائے گا۔ (المستطرف)

ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

صحیح بخاری کتاب الجنائز و کتاب البیوع مین ہے۔ باب ذکر النساج عن سھیل بن سعد رضی اللہ عنہ قال جاءت امرأۃ ببردۃ قال اتدرون ما البردۃ فقیل له نعم ھی الشملۃ منسوج فی حاشیتھا قالت یا رسول اللہ انی نسجت ھذہ بیدی اکسوکھا فاخذھا النبی صلعم محتاجا الیھا فخرج الینا وانھا ازارہ فقال رجل من القوم یا رسول اللہ اکسنیھا فقال نعم فجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المجلس ثم رجع فطواھا ثم ارسل بھا الیه فقال له القوم ما احسنت سالتھا ایاہ لقد علمت انه لا یرد سائلا فقال الرجل واللہ ما سالته الا لتکون کفنی یوم اموت قال سھیل وکانت کفنه۔ یعنی (یہ باب ہے جس مین بُننے والے کا ذکر ہے) سہیل سے روایت ہے کہ ایک صحابیہ عورت جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت مین ایک چادر لائین جسمین حاشیہ بنا ہوا تھا۔ لاکر آپ سے عرض کیا کہ مین نے اپنے ہاتھون سے اس چادر کو بُنا ہے۔ اور اس لیے حضور کی خدمت مبارک مین حاضر کیا کہ حضور اس کو زیب تن فرمائین۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے بڑی خواہش سے وہ چادر لی اور اُس کی لنگی باندھکر باہر تشریف لائے۔ ایک صحابی نے جن کا نام عبد الرحمٰن بن عوف تھا دیکھکر عرض کیا کہ مجھے عنایت ہو حضور نے فرمایا اچھا تھوڑی دیر باہر بیٹھکر آپ اندر تشریف لے گئے اور تہ لگا کر بھیجدی دوسرے لوگون نے عبد الرحمٰن بن عوف کو ملامت کی تم نے اس چادر کو کیون طلب کیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلعم کسی سائل کا سوال رد نہین فرماتے اور اس چادر کو نہایت خواہش سے آپ نے لیا تھا۔ اور آپ کے مطبوع خاطر تھی عبد الرحمٰن بن عوف

نے کہا کہ میں نے اسی لئے لیا ہے کہ مرنے کے بعد یہ میرا کفن بنے۔ سہیل کہتے ہیں (ایسا
ہی ہوا) کہ وہ اسی میں کفنائے گئے۔

علامہ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ لم اقف علی اسمہا یعنی ان کے نام سے
واقفیت حاصل ہو سکی اسی طرح علامہ عینی نے بھی عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ان صحابیہ عورت
کے نام سے جو چادر بنکر لائیں تھیں۔ واقفیت حاصل نہ ہو سکی۔ ہم نے بہت کچھ چاہا کہ ان صحابیہ
کے نام سے واقفیت حاصل ہو لیکن جب ایسے ایسے وسیع النظر اور محققین کو پتہ نہ چل سکا تو
متاخرین جو انہیں کے خوشہ چین ہیں ان کی تالیفات میں کیونکر ان کا نام مل سکتا تھا۔
[illegible] روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت قبیلہ بنی ظفر کی تھیں لیکن یہ ایک معمولی کتاب ہے۔

ہم ان مستورات محترمہ کو مبارکباد دیتے ہیں جو بننے کا کام کرتی ہیں کہ مذکورہ بالا صحابیہ
رضی اللہ عنہا کی اقتدا کرتی ہیں۔ اور نیز حضرت حوا علیہا الصلوٰۃ والسلام کی سنت ادا کرتی ہیں۔
زہے نصیب ان صحابیہ کا کہ اپنے ہاتھوں چادر بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں لائیں۔ اور ہدیۃً پیش کیا زہے نصیب ان کا کہ آنحضرت رسول اللہ صلعم نے خواہش
سے منظور اور قبول فرما کر زیب تن فرمایا اور بننے والی صحابیہ کی آرزو پوری کردی سبحان اللہ
کیا نصیبہ تھا ان صحابیہ انصاریہ کا۔

ایک دوسرے انصاری صحابی اور اُن کی والدہ

ایک انصاریہ صحابیہ کا ذکر حضرت ابوذرؓ صحابی کے موت کے واقعہ میں ضمناً آگیا ہے چونکہ
حضرت ابوذرؓ کا واقعہ بھی دلچسپ ہے اور چونکہ بغیر مفصل بیان کے مطلب واضح نہیں ہو سکتا
اس لئے ہم مفصلاً زاد المعاد[1] سے نقل کر دیتے ہیں اور کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد۔ د

[1] شیخ الاسلام حافظ ابن قیم تلمیذ رشید حافظ العلامہ ابن تیمیہ کی سیرت نبوی میں مشہور کتاب ہے ۱۲ محمد ادریس مبارکپوری

منتخب کنز العمال مین بھی ہی۔ ام ذر صحابیہ رضؓ سے روایت ہی کہ جب ان کے شوہر ابوذر رضؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو یہ رونے لگین۔ اس پر ابو ذر رضؓ نے پوچھا کیون روتی ہو انھون نے کہا مین کیونکر نہ روؤن حالانکہ تم ایسی جگہ مرتے ہو جہان بیابان ہی نہ کوئی آدمی ہے جو مدد کرے۔ نہ میرے پاس تمھارے کفن کے لیے کپڑے ہین اور تمھین دفن بھی کرنا چاہیے مین کیونکر اکیلی دفن کرون گی۔

اس پر ابوذر رضؓ نے کہا کہ ابشری ولا تبکی،، تم خوش ہو اور رو نہین کیونکہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند لوگون کے بارے مین فرماتے سنا ہی جن مین مین بھی شامل تھا کہ تم مین سے ایک شخص چٹیل میدان مین مریگا جس کے جنازے اور تجہیز و تکفین کے لئے مسلمانون کی ایک جماعت موجود ہو جائیگی۔

اس جماعت مین کا (جسکی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کر کے اس طرح فرمایا تھا) اب کوئی باقی نہین رہا سب مر چکے ہین اور ہر ایک ان کا کسی نہ کسی قریہ یا جماعت مین مر چکا ہی۔ تو اب مین ہی وہ شخص ہون جو میدان مین اکیلا مرے اور اس کے جنازہ مین مسلمانون کی ایک جماعت آکر موجود ہو جائے اللہ کی قسم مین نے جھوٹ نہین کہا نہ آپ نے غلط فرمایا اس لئے تم راستہ جاکر دیکھو۔ مین نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی حالانکہ حاجی لوگ چلے گئے اور راستے بند ہو گئے انھون نے پھر کہا راستہ جاکر دیکھو ام ذر کہتی ہین۔ مین بالو کے ٹیلون اور ریت کی طرف جاکر دیکھتی اور پھر لوٹ کر ابوذر کی خدمت کرتی۔ ہم دونو اسی حالت مین تھے کہ ناگہان مین نے دیکھا کچھ لوگ اپنی سواریون پر چلے آرہے ہین۔ جیسے ان کو رخم (گدھ) اوڑاتے ہوئے لا رہا ہی مین نے ان سوارون کی طرف اشارہ کیا اس پر وہ لوگ اور تیزی کے ساتھ اپنی سواریان دوڑا کر آگئے۔

یہان تک کہ میرے پاس ٹھہر گئے اور پوچھا کہ اے اللہ کی لونڈی تمھاری کیا حالت ہے میں نے کہا ایک مرد مسلمان جان دے رہا ہے تم اُس کو کفن دوگے؟ لوگون نے پوچھا کہ وہ کون مسلمان ہے؟ مین نے کہا ابوذر نام ہے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر؟ مین نے کہا ہان یہ سنکر انھون نے اپنے مان باپ کو ابوذر پر قربان کیے اور جلدی سے ابوذر کے پاس آئے تو ابوذر نے اُن سے کہا کہ تم کو بشارت ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے فرماتے سنا مسلمانون کی ایک جماعت سے کہ تم مین کا ایک مرد اکیلا ایک جنگل میدان مین مریگا اور وہان ایک جماعت ایمان والون کی حاضر ہو جائیگی اور وہ جماعت جس کی طرف اشارہ کرکے آپ نے فرمایا تھا ان مین کا کوئی شخص (اکیلا میدان مین نہین بلکہ) ہر ایک جماعت مین مرچکا ہے اللہ کی قسم نہ آپ نے غلط فرمایا نہ مین جھوٹ کہتا ہون (اس لئے تم ایمان والے ہو پس خوش ہو) اللہ کی قسم اگر میرے پاس یا میری بی بی کے پاس اسقدر کپڑے ہوتے کہ مین کفن دیا جاتا تو مین دوسرے کے کپڑون مین نہ کفنایا جاتا۔

مین تم کو قسم دیتا ہون کہ مجھکو ایسا شخص ہرگز کفن نہ دیوے جو امیر قوم ہو یا چودھری قوم ہو یا قاصد رہا ہو یا حاکم یا بادشاہ کا نقیب رہا ہو (اتفاقاً) اُس گذرنے والی جماعت مین کوئی ایسا شخص نہین تھا جو ان کامون سے بچا ہوا ہو مگر ایک انصاری جوان۔ اس انصاری جوان نے کہا کہ مین آپ کو اپنی چادر مین کفناؤنگا اور دو کپڑے میری گٹھری مین اور ہین جو میری مان کے ہاتھ کے تیار کیے ہوئے ہین۔

ابوذر نے کہا اچھا تم کفنانا پس جوان انصاری نے کفنایا اور لوگ تجہیز و تدفین کے لئے کھڑے ہوگئے اور دفن کردیا وہ جماعت اسّی آدمیون کی تھی۔

ابونعیم کی روایت کنز العمال اور منتخب کنز العمال مین اسی طرح ہے و ثوبین فی عیبتی

من غزل امی حاکتھالی۔ یعنی دو کپڑے میری گٹھری مین ہین جس کے سوت میری مان نے کاتے اور دونون کپڑے خود انھون نے میرے لئے بنے ۔

اشعث رض بن قیس بن معدیکرب الکندی صحابی

نام ان کا اشعث، اور کنیت ابو محمد ہے۔ نسباً کندی تھے۔ یرموک کی لڑائی مین ایک آنکھ شہید ہوگئی تھی۔ ایک بار قسم کھا بیٹھے۔ تو قسم کے کفارہ مین پندرہ ہزار درہم صدقہ کئے ایک وقت مین بائجان کے گورنر مقرر کئے گئے۔ صفین کی لڑائی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ علامہ ابوحسن زیادی کہتے ہین کہ ۶۳ برس کی عمر مین حضرت علی رض کے وفات سے چالیس دن بعد سنہ چالیس مین انتقال فرمایا۔ علامہ موصوف لکھتے ہین کان جوادا کریماً" (خلاصہ اسماء رجال) ان کے باپ قیس کو اس پیشہ بننے کے ساتھ شغف تھا اس لئے یہ پارچہ باف کے فرزند دلبند تھے۔ گو انھون نے جب سے مدینہ طیبہ آئے کبھی اس کو نہ کیا۔

علامہ افریقی لسان العرب جلد ۱۶ صفحہ ۶ مین لکھا ہے کہ انھون نے حضرت علی رض کی خدمت مین اپنے نکاح کا پیغام بھیجا کہ اپنے صاحبزادی سے میرا نکاح کر دیجئے۔ حضرت علی رض نے ان کو یہ کہکر کہ تم ہمارے کفو نہین ہو۔ ان کی اس درخواست کو نامنظور کردی۔ حقیقت امر یہ ہے کہ حضرت علی ہاشمی تھے اور اشعث بن قیس کندی یمنی۔ ان کی درخواست ہی بے موقع تھی۔

قال فی اللسان قال له (علی) اشعث بن قیس ما احسبك عرفتنی یا امیر المومنین قال بلی وانی لاجد منك بنة الغزل ای ریح الغزل رماه بالحیاكة قیل كان ابو الاشعث یولع بالنساجة ۔

طبقہ ثالثہ فقہا و تابعین اور تبع تابعین وغیرہ

حضرت امامنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تمام دنیا واقف ہے۔ اسلام کا ایک ایک بچہ جانتا ہے آپ کی تعریف و توصیف کی حاجت نہیں۔

خز بافی یعنی ریشمی پارچے بننے کا آپ کے مکان مین ایک بڑا کارخانہ تھا۔

فتاوی برہنہ مذہب حنفی کا ایک مشہور فتاوی دائرو سائر ہے اُس کے چھبیسوین باب مین ہے " حرفت وی صنعت خزازی بود وی را خانہ بود بزرگ دران خزازی میکرد چون آتش حسد ابن لیلی شعلہ زدے گفتے تحیرت من ہذا الخز ازو گاہ باین لفظ کہ من ہذا النساج و حالانکہ محترف محبوبیست حق تعالیٰ وارد بحکم حدیث ان اللہ یحب المومن المحترف "، فتاوی برہنہ باب بست ششم در ذکر مناقب امام المسلمین امام اعظم رح یہ نہ معلوم ہو سکا کہ امام صاحب کی کتنی پشت سے یہ کام نساجی کا ہوتا ہوا چلا آتا تھا۔

سیرۃ النعمان ایک ایسی کتاب زمانہ کے مذاق کے مطابق تالیف ہوئی ہے کہ عام طور پر محقق سمجھی جاتی ہے اور اُس کو لوگ ہاتھوں ہاتھ شوق سے پڑھتے ہین اُس مین شمس العلما مولانا شبلی نعمانی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ عبدالرحمن کے پاس امام صاحب نے خز کے تھان بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ فلان فلان تھان مین عیب ہے۔ خریدار کو جتا دینا حفص کو اس ہدایت کا خیال نہ رہا۔ تھان بیچ ڈالے اور خریدارون کو اطلاع نہ دی امام صاحب کو معلوم ہوا تو بہت افسوس کیا۔

اور بھی صفحہ ۶۶ مین تحریر فرماتے ہین "حال کے شاہ ایران سلطان ناصرالدین قاچار

کلمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے حالات سفر مین امام صاحب کے مشہد کا تذکرہ لکھا ہی ،، کہ امام ابوحنیفہ رح کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور نذر چڑھائی " علم کی شان دیکھو جسکی بدولت کوفہ کے ایک خزاز نے یہ رتبہ حاصل کیا کہ بارہ سو برس کے بعد آج اُسکی مزار پر بڑے بڑے شاہنشاہون کے سر جھکتے ہین ،، انتھیٰ

امام غزالی سے کون ناواقف ہی علماے امتی کانبیا بنی اسرائیل کے تمثیل مین امام غزالی ہی صاحب پیش کیجاتی ہین امام غزالی نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم مین زہد کی حقیقت بیان کرتے ہوے تمثیلاً جناب امام ابوحنیفہ رح کے بارے مین قاضی ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ کا ایک مکالمہ پیش کیا ہے -

قال ابن ابی لیلی لابن شبرمہ الاتری الی ابن الحائک ہذا لانفتی فی مسئلۃ الا ردّ علینا یعنی اباحنیفہ فقال ابن شبرمۃ لا ادری اہو ابن الحائک ام ماہو لکن اعلم ان الدنیا غدت الیہ فہرب منہا وہربت منا فطلبناہا انتھیٰ ،، اور تصوف کی مشہور کتاب کیمیاے سعادت مین بھی ہی

ابن ابی لیلی با ابن شبرمہ گفت کہ می بینی کہ این ابوحنیفہ جولاہہ بچہ راکہ ہرچہ مایان فتوی کنیم بر مارد می کند گفت ندانم کہ جولاہہ بچہ ہست یا چیست اما این دانم کہ دنیا روبوے آوردہ است او ازان می گریزد امام غزالی صاحب نے اس مکالمے سے جناب ابوحنیفہ رح کا کمال زہد ثابت کیا ہی اس طرح کہ اصل زہد اسکو کہتے ہین کہ باوجود قدرت کے دنیا کو ترک کردے جیسا کہ جناب ابوحنیفہ رح نے کیا اس مکالمے سے جناب امام ابوحنیفہ رح کے خاندان مین کپڑے بننے کا پیشہ کرنا ثابت ہوتا ہی گو بعد مین اس سے کنارہ کشی کی گئی اور انکی پوتے عہدہ قضا پر مامور ہوئے اسی طرح ہر زمانہ مین دستور چلا آتا ہی کہ زیادہ تر لوگ دوسرے کام کرنے لگ جاتے ہین اور دو تین پشت گذرنے پر اس کام سے کوئی مناسبت نہین رہتی بلکہ جہان کچھ دولتمند ہوئے یا علم و فضل ہوا یا کوئی دوسری صنعت سیکھی یا دوسری تجارت کی طرف میلان ہوا

اس پارچہ بافی کی صنعت متروک ہوجاتی ہو چنانچہ کوئی قریہ۔ کوئی شہر۔ یا کوئی قصبہ۔ ضلع۔ ملک
صوبہ۔ ایسا نہین ہو جہان ایسے حضرات نہ ہون جن کے آباؤ اجداد صنعت پارچہ بافی کرتے
تھے اور اب وہ بالکل اس کام سے مناسبت نہین رکھتے بلکہ دوسرے دوسرے اشغال
مین ہین کوئی چھہ پشتون سے کوئی چار پشتون سے کوئی دو پشتون سے کوئی بذات خود تارک ہین
ان مین سے عامۃً ایسے لوگ ہین جنکی اولاد تعلیم پارہی ہین اور اس صنعت سے بالکل علیحدہ ہین
پس اگر صنعت پارچہ بافی سے قومیت قائم ہوتی ہو اور خاندان حائک قائم ہوجاتا ہو تو جناب
امام ابو حنیفہ رح کے صاحبزادے پوتے اور آگے چلکر شیخ عبد القدوس گنگوہی اور اُن کی
اولاد تمام قوم حائک ہوگئی۔ اور اسی خیال سے ہمنے اس فہرست مین امام صاحب
کی اولاد احفاد کو زمرۂ نساجین مین گنا ہو اور اگر ایسا نہین ہو تو معدودے چند جو اوقت
اپنی ذات سے اس کام کو کرتے ہین ان کو استثنا کرکے ہرگز ان کے اولاد کو یا جن کے دو پشتون
یا چار پشتون سے یا ایک ہی پشت سے یہ کام متروک ہو نہ وہ نساج کہے جاسکتے نہ اُن کی اولاد
نساج بولی جاسکتی۔

جہان تک مین غور کرتا ہون کہ فتاویٰ برہنہ اور امام غزالیؒ کی تصنیف احیاء العلوم یا کیمیائے
سعادت مین جو ابن ابی لیلیٰ کے حسد کا واقعہ منقول ہو صحیح نہین ہو اگرچہ امام صاحب کا نساج ہونا
صحیح ہو کیونکہ یہ زمانہ مشہود لہا بالخیر ہے اور امام ابن ابی لیلیٰ جیسے پایہ کے شخص ہین کسی کے آبائی پیشہ
پر طعنہ زنی کرنا خیال مین نہین آتا کہ ان سے سرزد ہوا ہو۔ لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہو (یعنی ابن لیلیٰ
مین جب حسد کی آگ جوش مارتی تو امام صاحب کو بوجہ نساجی ابن الحائک فرماتے) تو آج
شیخ انصاری نوربافان کو اگر حساد زمانہ عرف شرفاان کی علمی ترقی مالی ترقی سرکاری عہدون
یا اور کمالات انسانیہ فضائل روحانیہ کے حاصل کرنے سے پیچ و تاب کھائین اور حسد مین

آکر سخت و درشت الفاظ سے یاد کریں یا اور کوئی عیب جوئی کریں یا آنکھوں سے ان کی عظمت و ثروت کو ان کے وقار و حلم کو ان کے عروج و دینی خدمات اسلامی جذبات اور مقبولیت کو دیکھکر باتیں بنائیں اور جھوٹے افسانے ایجاد کریں جیسا کہ المستطرف وغیرہ جیسی قصہ کہانی کی کتابوں میں چانڈوخانے کی گپ منقول ہو تو جائے تعجب نہیں ہے۔ شیخ انصاریوں[۱] کو اس کی طرف خیال بھی نہ کرنا چاہیے دیکھو بنی امیہ کی نسبت کیا کیا افسانے نہیں بنائے گئے اسی طرح خارجیوں نے سادات کی نسبت کیا کیا باتیں نہیں تراشیں بلکہ اور آگے بڑھو تو دیکھو کہ بعض لوگوں نے امام شافعی جیسے امام کی نسبت یہ حدیث بنائی یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس۔ دوسرے لوگوں نے اس طرح بنائی سیکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس فتنتہ اضر علی امتی من فتنۃ ابلیس۔ محدثین اس کی نسبت لکھتے ہیں۔ وہذا الافک لایحتاج الی بیانہ۔

اور شمس العلما مولوی شبلی نعمانی سیرۃ النعمان صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں "غرض حجاج و ولید کے عہد تک تو امام ابو حنیفہ کو تحصیل علم کی طرف توجہ نہ رغبت ہو سکتی تھی نہ کافی موقع مل سکتا تھا۔ تجارت باپ دادا کی میراث تھی۔ اس لئے خزبافی کا کارخانہ قائم کیا اور حسن تدبیر سے اُس کو بہت کچھ ترقی دی"۔

حضرت حماد بن امام ابی حنیفہ رحمہ

بڑے رتبہ کے فاضل فقیہ تھے بچپن میں ان کی تعلیم نہایت اہتمام سے ہوئی تھی بڑے ہوئے تو اپنے والد ماجد یعنی امام ابو حنیفہ سے مراتب علمی کی تکمیل کی۔ علم و فضل کے ساتھ بے نیازی اور پرہیزگاری میں بھی باپ کے خلف الرشید تھے۔ گو اس کام کو یعنی

[۱] انصاری لکھنے کی وجہ حصہ دوم میں صفحہ ۷۴ کا حاشیہ دیکھو ۱۲

یعنی نسبجہ کا پیشہ نہین کرتے تھے لیکن اگر پیشہ سے خاندان قائم ہو سکتا ہو تو یہ بھی اسی خاندان کے تھے)۔ تمام عمر کسی کی ملازمت نہین کی ذی قعدہ ۱۵۰ھ مین قضا کی۔ (سیرۃ النعمان)

حضرت اسماعیل بن حماد بن امام ابوحنیفہؒ

علم و فضل مین نہایت شہرت حاصل کی چنانچہ مامون الرشید نے ان کو عہدہ قضا پر مامور کیا جسکو انھون نے اس دیانت داری اور انصاف سے انجام دیا کہ بصرہ سے چلے تو سارا شہر اُن کی مشایعت کو نکلا اور سب لوگ ان کی جان و مال کو دعائین دیتے تھے گو آپ نے بھی بذاتہ خود اس کام کو نہین کیا لیکن اسی خاندان کے تھے۔ (بشرطیکہ پارچہ بافی سے خاندان (حائک) قائم ہوتا ہو۔

جناب اسمٰعیل الحائک مفتی الشام

علامہ ابن عابدین مصنف، ردالمحتار شرح درالمختار (جو فتاوی شامی، کے نام سے مشہور ہے) کے اسماعیل الحائک مفتی الشام شیخ اور استاذ ہین۔ علامہ شامی ردالمحتار مین اور فتاوی حامدیہ کے اکثر مقامات مین فرمایا کرتے ہین کذا افتی بہ شیخنا الشیخ اسمٰعیل الحائک مفتی الشام ۱۰۹۳ھ مین وفات پائی۔ یہ بزرگ کپڑے بننے والے حائک تھے اور شام کے مفتی تھے۔

جرثومہ النساج تابعی ہین

نام نامی جرثومہ بن عبداللہ ابومحمد نساج ہے۔ تابعی ہین۔ حضرت انس بن مالک کے

دیدار سے مشرف ہین۔ میزان الاعتدال ص ۱۵۸ حماد بن زید۔ علی بن عثمان۔ ان کے مشہور تلامذہ مین ہین۔ یحی بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابو حاتم نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ امام بخاری نے ان کو کتاب الضعفاء مین گنا ہے کیونکہ بعض حدیثین منکر ان سے مروی ہوئین۔ یہ نساج تھے۔ کپڑے بنتے۔ اور محدث تھے

طبقہ رابعہ محدثین

امام حافظ الحدیث، فقیہ، ابوبکر محمد بن بشار بن عثمان العبدری النساج آپکا لقب بندار ہے۔ بہت بڑے محدث اور فقیہ ہین امام بخاری، اور مسلم و دیگر اکابر محدثین کے شیخ ہین آپکی روایتین صحاح ستہ مین بکثرت موجود ہین۔ اتقان فی العلوم اور کمالات علمیہ کی وجہ سے بندار یعنی بن دار یعنی دار العلم کی نیو کہے جاتے ہین۔

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین ابو حاتم جیسے متشدد فی الرجال کا اور امام عجلی کا قول نقل کیا ہے۔ صدوق، ثقۃ، کثیر الحدیث، حائک،

امام ابو داؤد سجستانی۔ جن کی سنن ابی داؤد ہے فرماتے ہین۔ مین نے بندار سے پچاس ہزار حدیثین لکھین اگر بندار مین سلامت روی نہوتی تو ان کی حدیث کون لیتا

حافظ ذہبی نے خود امام بندار کا مقولہ لکھا ہے وہ فرماتے، حدث عنی خمسۃ قرون، مجھسے پانچ قرن کے لوگون نے حدیثین روایت کین۔

محدث ابن خزیمہ فرماتے ہین کہ مین خود امام بندار کو فرماتے سنا کہ جب تک مین نے اپنی کل مرویات کو حفظ نہ کر لیا تدریس کے لیے نہین بیٹھا۔

امام ابن خزیمہ نے کتاب التوحید لکھی ہے اسمین امام بندار کی روایت کو نہایت

فخریہ الفاظ مین روایت کرتے ہین۔ حدثنا امام اہل زمانہ فی العلم والاخبار محمد بن بشار اس سے امام بندار کا نہایت عالی مرتبہ امام اور بلند پایہ محدث ہونے کا ثبوت ملتا ہے ۲۵۲ھ مین وفات پائی۔ نہایت متقی اور والدہ کے غایت مطیع تھے جبتک زندہ رہین ان کی خدمت چھوڑکر کمالات علمیہ کی تکمیل کے لئے سفر اختیار نہین کئے۔ والدہ محترمہ کی اطاعت مین جناب امام ابوحنیفہ رح کا بھی یہی حال تھا۔ اس کے متعلق بہت سے واقعات کتابون مین منقول ہین۔

بقا بن سلامۃ المحدث الحافظ الحائک

قال فی کتاب المؤتلف[۱] والمختلف وبقا بن سلامۃ الحافظ تقدمت وفاتہ وکان حائکا حدثنی حمزۃ انہ سئلہ حین قدم من رحلتہ الی ابن قتیبۃ فقال لہ ما کتبت عنہ فقال ما ترکت عندہ ولاھر بہ فحدث بھا ابا بکر النقاش فقال لی اعلم انہ رای خطی الدقیق فقال لی کان خطک خیط کتان وکان یسمی اسمہ عبد اللہ بن سلامۃ۔

ترجمہ عبد اللہ بن سلامہ یا بقا بن سلامہ یہ حائک تھے صاحب المؤتلف والمختلف کہتے ہین کہ مجھے حمزہ نے بیان کیا کہ انھون نے اپنے سفر کے وقت جبکہ وہ ابن قتیبہ کے پاس گئے تو ان سے پوچھا کہ آپ نے بقا بن سلامہ سے کیا لیا تو ابن قتیبہ نے کہا مین نے ان کے پاس کچھ نہ چھوڑی یعنی سب کو لکھ لیا۔ ابن قتیبہ بہت بڑے محدث مشہور ہین۔ کتب رجال ان کے تذکرہ سے بھری ہے۔

---

[۱] یہ کتاب الہ باد مین طبع ہوگئی مصنفہ امام حافظ ابی محمد عبد الغنی الازدی المصری المتوفی سنہ ۴۰۹ھ محمد منیر

محدث ناصح بن عبداللہ الکوفی المحلمی الحائک

سماک بن حرب اور یحیی بن کثیر کے شاگرد ہین علامہ ذہبی لکھتے ہین، کان من العابدین
ذکرہ الحسن بن صالح فقال رجل صالح نعم الرجل یعنی ناصح بن عبداللہ عابدین مین سے ہین انکا
حسن بن صالح نے ذکر کرکے فرمایا کیسے اچھے آدمی ناصح بن عبداللہ ہین۔ آپ کے شاگرد ہین
ہین عبداللہ بن صالح عجلی اسمٰعیل بن عمرو البجلی ممتاز ہین ان کے علاوہ تلامذہ کی بڑی تعداد
یہ ناصح خود راوی حدیث ہین۔ اور صوفی ہین سالم۔ اسکے نورباف ہین یا شیخ مومن ہین اور
ان کے والد ماجد عبداللہ بن محمد بڑے پایہ کے محدث اور امام ہین صحیح بخاری۔ ابوداؤد
و نسائی ابن ماجہ و ترمذی کے راویون مین ہین امام مالک و ابی مہدی اور عبداللہ ابن
مبارک کے شاگرد ہین۔ صاحب خلاصۃ تہذیب الکمال لکھتے ہین عبداللہ بن محمد بن علی
بن نفیل القضاعی النفیلی ابوجعفر الحرانی حافظ الحدیث احد الائمہ۔

فرقد سبخی تابعی حائک

فرقد ابو یعقوب بصری سبخی حضرت انس کے اور سعید بن جبیر کے شاگرد ہین ان سے حماد ان
روایت کرتے ہین امام احمد نے فرمایا رجل صالح ابن معین سنے فرمایا ثقہ ہین حافظ ذہبی لکھتے
ہین احد زہاد البصرۃ۔ یعنی بصرہ کے زاہدون مین ہین ۱۳۱ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ
یہ تابعی ہین۔ محدث ہین کپڑے بننے والے ہین حضرت انس کے شاگرد ہین۔
بعض لوگون کا قول ہے کہ سبخہ کوفہ کے رہنے والے تھے جامع ترمذی اور ابن ماجہ مین انکی حدیثین موجود

ہین چند روایت حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال مین نقل کی ہے۔ مغیرہ کہتے ہین، اول من دلنا علی ابراہیم
فرقد السبخی و کان حائکا۔

طبقہ سلاطین

جمشید بادشاہ نے کپڑے بنے

بادشاہ جمشید وہ شخص ہی جس کا جام جم مشہور ہی۔ اہل فارس اسکی تعریف مین اسقدر رطب اللسان ہین کہ مبالغہ کی حد سے بڑھکر خرافات تک پہونچ جاتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ یہ بادشاہ بڑا ذی جاہ عاقل اور نہایت بلند پایہ گذرا ہی، ایک ہزار برس زندہ رہا اور سات سو برس سلطنت کی علامہ طبری، اور علامہ ابن اثیر نے اسکی بہت سی یادگارین لکھی ہین۔ جو اسکی اولیات مین شمار کیجاتی ہین۔ منجملہ اسکے یہ کہ اسکو صنعت اور دستکاری کا بے حد شوق تھا۔ اسی نے ریشم اور ٹسر۔ روئی۔ کتان وغیرہ کے کاتنے اور قابل پارچہ بافی بنانے کا حکم جاری کیا۔ کہ ریشم، ٹسر، روئی، کتان وغیرہ جو چیزین اس قسم کی ہین کہ جن کو کات کر کپڑے بنے جاسکتے ہین ان کا تجربہ کیا جائے۔ چنانچہ ریشم وچھال وغیرہ کو کات کر اعلیٰ سے اعلیٰ تھان تیار کئے گئے۔ اور صرف اسی قدر نہین بلکہ انکے رنگنے اور زیب تن کرنے کو بھی اسی نے ترقی دی۔

علامہ ابن جریر اور ابن اثیر لکھتے ہین۔ امر بعمل الابریشم وغزلہ والقطن والکتان وکل ما یستطاع غزلہ وحیاکۃ ذالک وصبغہ الوانا ولبسہ، فن صناعۃ کی طرف اس کا میلان اسقدر تھا کہ صاحب جامع التواریخ نے لکھا ہی۔ کہ خود اس نے کپڑے بُنے "باستخراج قز وابریشم جامہائے قیمتی ہمی بافت"

عجب اتفاق کہ اس کے دماغ مین یہ سر سمایا کہ رعایا کی تقسیم کرے۔ چنانچہ اس کی تقسیم یون سوچکر نکالی گئی۔ کہ پہلا طبقہ اُسی کے لشکریون کا۔ دوسرا طبقہ فقہا اور

علما کا - اور تیسرا طبقہ اہل صناعت کا - چوتھا طبقہ کھیتی کرنے والون کا - اس طبقہ بندی نے پیشہ والون کی ذات بھی قائم کردی اور اب تک قائم ہے - اگرچہ اسلام نے اس جاہلیت کی رسم کو اٹھانا چاہا - اور بہت کچھ اٹھایا لیکن مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ[له] کا ایک گروہ بعد زمانہ نبوی قائم ہوگیا جو برابر اسکے جاری کرنے کی کوشش کرتا رہا اور ابتک اسی کوشش مین ہے اور یہ من جملہ اُن تین کے ہے جن پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے -

مولانا خادم علی سندیلوی تاریخ جدولیہ مین (جسکو انھون نے سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین مختلف چالیس کتابون سے مدد لیکر تالیف کی ہے) لکھتے ہین، ساخت پارچہ ریشمی جمشید بادشاہ کے حسب تعلیم طیار کیا گیا -

شاہ سکندر ذوالقرنین بھی کپڑے بننے والیکی اولاد تھے

سورہ کہف مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویسئلونک عن ذی القرنین قل ساتلو علیکم منہ ذکرا - الی آخر الایات - اس سورہ مین ذوالقرنین کا مفصل حال بیان کیا گیا ہے، پہلے یہودیون کے سوال کا ذکر ہے کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے بارے مین سوال کیا تھا، جس کا جواب خود اللہ سبحانہ نے بیان فرمایا اس جواب مین ذوالقرنین کے ایک طویل سفر کا ذکر ہے، پہلے اس بلند عزم بادشاہ نے اسباب سفر مہیا کرکے بڑے سامان کے ساتھ آفتاب کے ڈوبنے کے سمت کا سفر کیا - جاتے جاتے ایسے مقام پر پہونچا جہان آفتاب ایک گرم چشمہ (دریا) مین ڈوبتا ہوا دکھائی دیا یعنی اُس سے آگے جانے کی کوئی صورت نہین کیونکہ گرم دریا کی حالت

[له] اسلام مین کفر کی رسم تلاش کرنے والے ۱۲

ایسی سخت ہوتی کہ جہاز کیشتی اُس مین نہین چل سکتی) وہان پہو نچے تو ایک قوم گمراہ (بت پرست) کو پایا۔ اللہ سبحانہ نے ذوالقرنین کی طرف وحی بھیجی کہ یا ان کی سزا کرو یا ان کے ساتھ نیکی کرو ذوالقرنین نے عرض کی جو ظلم یعنی شرک کریگا اُسپر مین عذاب کرون گا پھر وہ خدا کے در بار مین لوٹایا جاویگا تو وہ سخت سزا کریگا لیکن جو ایمان لائیگا اور اچھے عمل کریگا اُس کو جنت بدلہ ملیگا اور مین بھی اُسکو آسان کام کی ہدایت کرون گا۔

پھر ذوالقرنین نے دوسرے سفر کا سامان کیا یہان تک کہ وہ آفتاب کے نکلنے یعنی مشرق کی جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے ایسی قوم کو پایا جو بالکل کھلے میدان مین رہا کرتی تھی سو ایسے ہی وہان بھی توحید کی ہدایت کی۔ پھر ذوالقرنین نے تیسرے سفر کا سامان کیا یہان تک کہ وہ دو پہاڑون کے درے مین پہونچا تو وہان ایک ایسی قوم پائی جسکی زبان سمجھنا نہایت دشوار تھا ان لوگون نے عرض کی یاجوج ماجوج ایک سخت قوم ہے جو ہمین لوٹ مار کر تباہ کر دیا کرتی ہے ہم آپ کو کچھ چندہ جمع کر دین اور آپ اپنے شاہی اہتمام سے دونون پہاڑون مین دیوار کھینچ کر اوٹ کر دیجیے کہ یہ قوم نکل نہ سکے۔

ذوالقرنین نے کہا کہ میرے پاس خدا کی دی ہوئی دولت کافی ہے تم صرف اپنے قوت کی مدد دو آخر ذوالقرنین تانبے کی چادرین بچھا کر دونون پہاڑون کے درے کو برابر کر دیا اور ان تانبے کی چادرون کو مثل آگ کے گرم کر کے سیسے ڈالکر نہایت مضبوط دیوار تیار کر دی جس کے بارے مین خود قرآن مین وارد ہوا کہ وہ دیوار قرب قیامت مین ٹوٹ جائیگی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نبی بھی تھے گو کہین اوحینا کا لفظ قرآن مین ان کے بارے مین وارد نہین ہوا لیکن توحید پھیلانے کے لئے مامور ہونا نبی کے اطلاق کے لئے کافی ہے اور لفظ قلنا یا ذالقرنین اس کا موید ہے۔

ذوالقرنین کے بارے مین امام غزالیؒ فرماتے ہین۔ ذوالقرنین کا اصلی نام صعب بن بن جبل ہو باپ ان کے جولاہے تھے۔ مان کا نام ہیلانہ تھا یمن کی قوم بنی حمیر مین بحالت یتیمی گذران کرتے تھے۔ نقل از کتاب سر العالمین وکشف الدارین الملقب بہ سر مکنون

طبقہ صوفیائے کرام

استغنا ر قلبی اور انکساری تصوف کا جزو اعظم تسلیم کیا گیا ہو۔ یہ بات عام طور پر اس صناعۃ (حیاکۃ) والے لوگون مین موجود ہے اور یہ انکی حالت سے ثابت ہو۔ انکساری تو اس صناعۃ کا وصف لازم ہو۔ یہان چند مستند مشائخ اور پیران طریقت کے مبارک نام درج کئے جاتے ہین جنکا پیشہ حیاکۃ (بننے کا تھا)

حضرت شیخ خیر نساج قدس سرہ

یہ وہ بزرگ ہین کہ شیخ وقت حضرت شبلی، اور ابراہیم خواص ان کی مجلس مین حاضری دیتے اور انھین کی مجلس مین تائب ہوکر فائز المرام ہوئے۔ شیخ وقت جنید نے آپ کی توصیف مین ایک مختصر نہایت جامع لفظ فرمایا۔ خیر خیرنا۔ شیخ خیر، ہم سب سے اچھے ہین ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی عمر پائی۔ صوفیون مین آپ کا شمار طبقہ ثانیہ مین کیا گیا ہے۔ آپ کا لقب شیخ خیر نساج ہے۔ صاحب سفینۃ الاولیا نے لکھا ہے اگاہے جولاہگی کردے گاہے بلب آب دجلہ شدے۔ ماہیان بوئے تقرب جستند۔ (تقصار)

ایک کرامت آپ کی یہ منقول ہو کہ آپ نے ایک ضعیفہ کے کپڑے بُننے تھے۔ وہ اجرت لائی آپسے ملاقات نہوئی تو دجلہ مین ڈالکر چلی گئی۔ یہ دجلہ کے کنارہ پہونچے تو ایک مچھلی منہ مین لیکر حاضر ہوئی واللہ اعلم

مشہور زاہد حضرت مجمع

اخبار اہل فقہ امرت سر مین لکھا ہی کہ حضرت مجمع مشہور زاہد کپڑے بننے کا کام کرتے تھے۔ اس مضمون کو ہم نے اخبار مشیر بہار سے نقل کیا ہی۔ حضرت زاہد مجمع کا حال ہم نے بہت کچھ چاہا کہ مفصل ملجائے لیکن کامیابی نہ ہوئی نہ ایڈیٹر اہل فقہ سے خط و کتابت کا موقع ہی ملا

حضرت شیخ محمد بخاری نقشبند

یہ بزرگ حضرت شیخ خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے والد بزرگوار ہین ان کے اوصاف کے بیان کرنے کی حاجت نہین یہ بھی پارچہ بافی کا کام کرتے۔ شیخ مومن نور بادہ تھے۔ کمخواب بنتے اور اُس مین نقشبندی کرتے۔ بڑے صناع الیدہ تھے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہین۔ مین اور میرے والد کمخواب کے بننے مین مشغول تھے اور اُس مین نقشبندی کرتے۔ (اخبار الاخیار وغیرہ)

حضرت شیخ خواجہ بہاؤالدین نقشبند

خواجہ بہاؤالدین صوفیون کے ایک ایسے مانے ہوئے شیخ ہین۔ جن سے نقشبندیون کا سلسلہ بیعت قائم ہوا۔ اسی واسطے صاحب طریقہ خاص کہے جاتے ہین۔ سلسلۂ نسب کئی واسطون سے امام جعفر صادق تک پہونچا ہی۔ خزینۃ الاصفیا مین ان کا سلسلۂ نسب مکمل مذکور ہی۔ آپ کے اوصاف اسقدر مشہور ہین کہ صوفیون کا بچہ بچہ واقف ہی۔

آپ کے نقشبند مشہور ہونے کی وجہ تسمیہ مین خود شیخ کا قول سفینۃ الاولیا مین

یہ لکھا ہے۔ حضرت می فرمودند من و پدر من بصنعت کمخواب بافی (جولاہگی) و نقشبندی مشغول می بودیم جس طرح بہت بڑے صوفی اور شیخ وقت تھے اسی طرح سنت نبویہ کے بہت بڑے پابند اور اہلحدیث تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتون کی پابندی مین آپ کی نصیحت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

درہمہ احوال قدم برجادۂ امرونہی۔ نہی۔ وعمل بعزیمت وسنت بجا آری واز رقص وبدع دور باشی۔ ودائماً احادیث مصطفٰے را صلعم پیشوائے خودسازی ومتفحص متجسس اخبار وآثار رسول وصحابہ او باشی۔ اور فرماتے طریقہ ما عروۂ وثقی ست جنگ در ذیال متابعت حضرت رسالت زدن واقتدا باآثار صحابہ کرام کردن۔

لوگون نے پوچھا کہ آخر آپ کا طریقہ کیا ہے۔ ایک مختصر جواب دیا۔ خلوت در انجمن دل با یار و دست بکار۔ یعقوب چرخی و محمد پارسا آپ کے خلفار تھے (لقصار فی جنود الاخیار)

شیخ ابوبکر نساج بافندہ قدس سرہ

شیخ ابوالقاسم گرگانی کے شاگرد اور ارادتمند ہین۔ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ مطلوب کا دیدار کیونکر دیکھا جا سکتا ہے۔ فرمایا بدیدۂ صدق در آئینہ طلب۔ اس طرح کہ بہت سے حکمت آموز مکالمے آپ کے تقصار مین لکھے ہین۔

امام غزالی کے برادر علامہ احمد غزالی آپکے شاگردون مین ہین۔ سنہ مین وفات پائی

شیخ احمد نہروانی حائک بافندہ

قاضی حمید الدین ناگوری شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا کے مرید ہین شیخ الاسلام

ان کے سوا دوسرون کو نہین لگاتے۔ لیکن ان کے حق مین فرماتے (مشتو لی احمد اگر بسنجد مائیدہ صوفی باشد) ان کو کبھی کبھی کپڑے بُننے کی حالت مین ایسی حالت پیدا ہوتی کہ اپنے سے خود رفتہ ہوجاتے۔ اور کام چھوڑ دیتے۔ تقصار مین لکھا ہے مردے بزرگ بود بافندہ آپ کی قبر بدایون مین موجود ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار مین لکھتے ہین۔ شیخ نصیرالدین محمودؒ کا بیان ہے کہ شیخ احمد نہروانی کو کبھی بننے کے کارخانے ہی مین حالت وجد طاری ہوتی کہ بے خود کردیتی۔ دست از کار بداشتی وجامۂ خود بافتہ شدے۔ یعنی یہ حالت وجد مین کپڑا بننا چھوڑ دیتے اور کپڑا خود بخود بننے لگتا۔

قاضی حمید الدین ناگوری ان کے پیران کے دیکھنے کو آئے ملاقات کرنے کے بعد رخصت کے وقت فرمایا۔ احمد تا چند درین کار خواہی بود یہ کہکر چلدیئے اُسیوقت شیخ احمد اُٹھے کہ تانی کی میخ کو مضبوط کرین میخ ڈھیلی ہوگئی تھی ہاتھ میخ پر پڑگیا اور ٹوٹ گیا ہندی زبان مین بولے کہ اس پیرنے میراہاتھ توڑا اسی وقت سے بننا چھوڑکر بالکل ذکر خدا مین مشغول ہوگئے

انکی ایثار نفسی کا ایک واقعہ اخبار وفادار مین لکھا ہے

جلد ۲۷، ۲۸ رمئی ۱۹۰۶ء شیخ احمد نہروانی بڑے عابد زاہد تھے۔ اور جولاہے کا پیشہ کرتے تھے۔ کپڑا بنکر جو حاصل ہوتا اُسکا نصف خدا کی راہ مین دیتے۔ اور نصف مین اپنا گذارہ کرتے۔ ایک روز رات کو چور اُن کے گھر مین آیا۔ بھلا ان کے یہان کیا رکھا تھا۔ چور نے تمام گھر کو ٹٹول مارا۔ لیکن اُسکے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ آپ لیٹے ہوئے اُسکی کاروائی دیکھ رہے تھے۔ اور دل ہی مین کہہ رہے تھے۔ کاش میرے گھر مین کچھ ہوتا تو لیجاتا۔

تیرے گھر سے مایوس ہوکر جانیوالا ہو۔ اتنے مین وہ واپس جانے لگا۔ آپ نے اُسے قسمین
دین کہ ٹھہر جاؤ۔ جب وہ ٹھہر گیا۔ تو آپ نے اپنی کارگہہ کی طرف ہاتھ بڑھایا سات گز
آپ کپڑا بُن چکے تھے۔ اُس کو قینچی سے کاٹ کر اُس چور کی طرف پھینکدیا۔ کہ لیجا۔ حتا کہ
وہ لے بھاگا۔ دوسرے روز وہ مع اپنے والدہ کے آیا۔ اور چوری کرنیسے توبہ کی۔ اور ماں
بیٹے دونون خادمون مین داخل ہو گئے۔ اس ایثار نفسی اور اخلاق کو دیکھیے۔ کہ مردان
خدا کو چور کی مایوسی اور نا اُمیدی گوارا نہوئی۔ جو کچھ پاس تھا۔ اُسکے حوالہ کر دیا اس لئے
کہ وہ دل تنگ نہ ہو۔ سچ ہے ؎

شنیدم کہ مردان راہ خدا | دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسّر شود این مقام | کہ با دوستانت خلاف ستُ جنگ

شیخ علی رامیتنی بافندہ قدس سرہ

آپ کا لقب حضرت عزیزان ہے۔ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے۔ آپنے
فرمایا کندن و پیوستن، سلسلہ نقشبندیہ مین صاحب مقامات عالیہ اور صاحب کرامات
تھے۔ خواجہ محمود فغنوی کے خلیفہ تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے نفحات الانس
مین توصیف و مدح سرائی کے بعد لکھا ہے کہ پیشہ نساجی یعنی حائکی کرتے تھے۔ لیکن آجتک
کسی نے آپکو اس پیشہ کی وجہ سے بنظر حقارت نہین دیکھا ؎

مرحبا سعی تمسک حبذا آثار دوست | ہمسر بخت سلیمان گشت آخر خاک ما

۷۲۰ھ مین انتقال فرمایا۔ مدت عمر ایک سو تیس ۱۳۰ سال تھی۔ آپکی قبر خوارزم مین ہے۔ رامیتن بخارا
کا ایک قصبہ ہے۔ جہان آپکی ولادت ہوئی۔ آپسے لوگون نے پوچھا سبوق بقضا کب اُٹھے فرمایا صبح کے قبل

حضرت شیخ تقی مانک پوری قدس سرہ حانک یعنی بافندہ

آپ کا وطن مالوف کڑا مانک پور ہے۔ تقصار میں لکھا ہے۔ در کڑہ مانک پور بود مرد حائک بود۔ حق تعالی او را تقوی و برکت کرامت عطا فرمود۔ بہت سے لوگ دفع زہر (خصوصاً سانپ اور بچھو) کے لیے آپ کے نام استعانت کرتے ہیں اور موثر بتلاتے ہیں۔ لیکن یہ طریقہ شرکیہ ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ آپ بہت متقی اور خدا ترس تھے۔ ویسے ہی اتقا اور خدا ترسی ہمارے لئے بھی لازم ہے،

شیخ ابو العباس قصاب یعنی ریشم باف رح

آپ کا نام نامی احمد اور لقب قصاب ہے۔ ابتدا میں قصب بافی کرتے تھے۔ قصب ایک قسم کا ریشمی کپڑہ ہے۔ اسی لئے اس لقب سے ممتاز ہوئے۔ آپ مشائخ طبرستان سے ایک مشہور ترین اولیا اللہ میں ہیں۔ شیخ محمد بن عبد اللہ طبری کے مرید تھے۔ صاحب کرامات و مقامات عالیہ تھے۔ آپکے مریدوں کی ایک بڑی جماعت آپ سے فیضیاب ہوئی شیخ ابو علی شاہ کے ہمعصر تھے ۲۲۴ھ میں انتقال فرمایا۔

مومن عارف منیری[۱]

ایک بہت باکمال صاحب کشف و کرامت شیخ مومن عارف صاحب ضلع پٹنہ مقام منیر

---

[۱] منیر ایک قدیم راج دہانی ہے صاحب تاریخ فرشتہ ذکر حکومت فیروز لکھتے ہیں ولد کیشو راج ولد مہاراج ولد کشن ولد پورب ولد ہند ابن حام بن نوح علیہ السلام میں لکھتے ہیں کہ بلدہ منیر اسکے زمانہ میں بنا ہوا، اور اسیح بنا کیا سلطنت منوچہر شاہ ایران اور سام نریمان پہلوان کے زمانہ میں اور اسکے دادا مہاراج ولد کشن نے کنوج بسایا کا ہمعصر

مین تھے (جہان جناب شاہ شرف الدین احمد یحییٰ قدس سرہ گذرے ہین) مومن عارف کی مزار منیر مین موجود ہو۔ لوگ شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے بعد ان کی مزار کی زیارت بھی کرتے ہین۔ سید شاہ فرزند علی صاحب (وسیلۂ شرف و ذریعہ دولت[۵۱]) صفحہ ۴ مین لکھتے ہین الغرض منیر مین ایک راجہ تھا کہ اپنے مذہب مین بہت سخت اور بڑا ظالم تھا اور اُسکا بہت بڑا علاقہ تھا اور اُس کے علاقہ بھر مین ایک ہی گھر مسلمان کا تھا جن کا نام **مومن عارف** تھا قبر ان کی منیر مین ہو وہ مرد کامل اور صاحب کرامات تھے۔ راجہ ان پر طرح طرح کے ظلم اور سختیان کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ اُس کی عملداری سے نکل جائین اور وہ ایسے بزرگ تھے کہ پنجوقتی نماز بیت اللہ[۵۲] مین جاکر ادا کرتے تھے راجہ کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو وہ مدینہ گئے اور

---

[۵۱] یہ ایک کتاب ہو جس کو سیّد شاہ فرزند علی صاحب نے شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری اور ان کے مریدون و مشایخون کے حالات مین متعدد کتابون سے انتخاب کر کے جمع کیا ہے ۱۲ منہ

[۵۲] تمام عمر مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک شب۔ یعنی شب معراج مین ایسا ہوا کہ اللہ سبحانہٗ کی طرف سے براق دیا گیا اور آپ اُس پر راتون رات بیت المقدس مین پہونچکر تمام انبیا کے امام بنکر نماز پڑھائی جس کو اللہ سبحانہٗ نے سورہ بنی اسرائیل مین باین لفظ بیان کیا۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصے۔ لیکن یہ کہین نہین مذکور ہو کہ آپ کسی وقت کی نماز مدینہ سے بیت اللہ پڑھنے آتے ہون حالانکہ بیت اللہ مین ایک لاکھ نمازون کا ثواب ملتا ہو۔ اسی طرح کسی صحابی کی نسبت کہین منقول نہین حالانکہ سب سے بڑے اولیاء اللہ آپ کے صحابی ہین اور صحابی بڑی بڑی دور دور کو وہ جگہون مین جا پڑے تھے۔ پس یہ نماز کا قصہ رواجی صوفیون کی باتین سمجھنا چاہیے۔ مومن عارف بلاشبہ ولی اللہ بزرگ تھے لیکن صوفیون کے اقوال کا ماننا ضرور نہین۔ اصلی تصوف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری ہے افسوس وہ معدوم ہے روضہ مبارک پر جاکر استغاثہ کا قصہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ مومن عارف سچے مومن تھے۔ اس لیے وہ اللہ سبحانہٗ کے سوا دوسرے سے استغاثہ کبھی روا نہ رکھا ہوگا۔ کیونکہ مضطر کی

روضۂ منورہ پر جاکر استغاثہ کیا۔ اُسی رات کو امام محمد تاج فقیہ کو خواب مین اُس راجہ سے
جہاد کرنے کا حکم ہوا اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ بعضے امراء و ملوک کو بھی ہم حکم کرتے ہین وہ
لوگ بھی مدد دین گے الغرض امام تاج فقیہ نے صبح کو ارادہ سفر اور عزم جہاد بیان کیا
اور بہت مسلمان ساتھ ہوئے راہ مین جہان پہونچے وہان کے مسلمانون نے ساتھ دیا
چنانچہ تاج الدین کہاندگاہ میر علی ترک بک۔ میر سید مظفر میر سید جعفر وغیرہ سالار لشکر ہوئے
جب لشکر اسلام سرحد پر پہونچا تو جہاد شروع ہوا۔ غازیان فتح کرتے ہوئے قریب منیر
پہونچے۔ راجہ اہل وعیال لیکر بھاگ گیا یا راہ مین کسی غازی کے ہاتھ مارا گیا خلاصہ یہ کہ
منیر مین علم اسلام نصب کیا گیا اور رواق مین جو ایک پیر کا تکیہ ہے اس پر تاج فقیہ
تکیہ لگا کر بیٹھے اور تلوار دھولی۔ اب جہان حضرت شاہ یحییٰ منیری کا مزار ہے کوئی پرستش
کی جگہ تھی غازیون نے بتون کو توڑا اُس کے دروازہ پر جو پیر کی ایک تصویر تھی اس کو
شکستہ کیکے جہاد کی نشانی چھوڑی ۵۷۶ھ مین یہ واقعہ ہوا تقریباً ۲۸ مسلمان شہید ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳ وما اللہ کے سوا کوئی نہین سن سکتا۔ فرمایا امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء االٰہ
مع اللہ۔ یعنی کون ہے جو مضطر کی پکار کو سنے سوای اللہ کے۔ جب وہ اسکو پکارے اور تکلیف کو دور کرے کیا
اللہ کے سوا کوئی دوسرا خدا بھی ہے۔ دوسری جگہ پارہ مین فرمایا، وہم عن دعائہم غافلون۔ ہمارے خیال مین روضہ مبارک
پر استغاثہ کا قصہ کسی رواجی صوفیون نے بڑھایا ہے۔ آجکل اصلی تصوف معدوم ہے اور مروجہ تصوف جامع مزخرفات ہے بچائے
اللہ سبحانہ ہر مسلمان کو اس مروجہ تصوف سے بچائے ایمان برباد کرنیوالا ہے۔ بلاشبہ مومن عارف نے اللہ سبحانہ سے استغاثہ کیا
ہوگا اور اللہ سبحانہ نے تاج فقیہ کے دل مین عزم جہاد ڈالا ہوگا اور اس طرح لشکر اسلام طیار ہو کر پہونچا ہوگا اور فتح کیا ہوگا
قصبہ منیر مین کئی سو گھر ابتک شیخ نوویانان کے آباد ہین جنکو حضرت مومن عارف سے قدیمی تعلق ہے۔ یہ لوگ سال مین
ان کا عرس بھی کرتے ہین لیکن اب زیادہ تر یہان سے نکلکر پٹنہ کے محلات عالم گنج شاہ گنج وغیرہ مین آباد ہین ان لوگون کو
مومن عارف جیسا کی نسبت سے بڑا فخر ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر ابک شتکاری کرتے ہین یا امانت وغیرہ کے کام کرتے ہین تعلیم یافتہ بھی ہین
شہر والے لوگ تجارت پیشہ ہین نہایت دولتمند خوشحال ہین شہر مین دین کا چرچا زیادہ ہے طرز معاشرت اچھی ہے شادی غمی

۱؎ تحریر القدس ... صفحہ ۱۲۰

۲؎ فائدہ خیال ... بانکی پور ... ۱۲ ... اخبار ...

حضرت عطا سلمی نساج

امام غزالی سے بچہ بچہ واقف ہی اپنی کار آمد کتاب منہاج العابدین میں جس مین انھون نے
تصوف سے بحث کی ہی لکھتے ہین لقد سمعت بعض علمائنا بنیسا پور یحکی ان
عطاء السلمی نسج ثوبا فاحکمه واحسنه ثم حمله الی السوق۔ یعنی عطا سلمی
کے بارے مین مین نے اپنے بعض علماء نیسا پور کو بیان کرتے سنا وہ کہتے تھے کہ عطا سلمی
نے ایک کپڑا بنا اور نہایت مستحکم اور عمدہ بنا اور اُس کو بازار مین لے گئے (بیع کرنے)
امام غزالی نے اسیقدر لکھا ہی لیکن ایک حضرت

بافندہ صاحب کیفیت

کا حال اس طرح مشہور ہے کہ ایک روز انھون نے ایک تھان طیار کرنے مین بڑی
جانفشانی کی اور کوشش یہ کیا کہ اس تھان مین کسی طرح کا کوئی عیب نہو چنانچہ اپنے
خیال مین بے عیب تھان بُن کر بازار مین لے گئے۔ ایک گاہک نے آکر تھان کا مول
کیا آپ نے فرمایا تھان بہت عمدہ بے عیب ہی لے لو۔ گاہک نے تھان کھولکر بہت سے
عیب نکالدیے۔ مومن صاحب نے یہ حال دیکھکر زار وقطار رونا شروع کیا۔ گاہک
کہتا ہی روتے کیون ہو پارچے کی قیمت کہو۔ لیکن مومن صاحب سوای رونے کے
کچھ سنتے ہی نہین گاہک نے کہا بھائی روئیگی تو کوئی وجہ نہین قیمت کہو اگر ہم کو پسند
ہوگا تو لین گے ورنہ واپس کرین گے اس درمیان مین بہت سے لوگ جمع ہوگئے
گاہک کہتا ہی قیمت کہو مومن صاحب رونے کے سوا کچھ سنتے ہی نہین آخر بہت

اصرار کرنے پر بھید کھولا وہ یہ کہ آج اس تھان کو اسقدر جانفشانی سے اپنے خیال مین
مین بے عیب بن کر لایا تھا اس کی تو یہ حالت ہو کہ ایک انسان نے اسمین اسقدر
عیب نکالدیئے وہ سراپا عیب نکلا ولے برحال میری عمر بھر کی نماز اور روزے سری عبادتون
کے جس کو مین ایسی بے پروائی اور بے احتیاطی کے ساتھ پڑھ لیا کرتا ہون معلوم
نہین اللہ سبحانہ عالم الغیب کے نزدیک اس مین کسقدر عیب ہون گے وہ تو بالکل
میرے منہ پر پٹک دینے کے قابل ہون گی اتنا کہکر پھر رونا شروع کیا اور تھان کا
خیال کہان، غالبًا یہ مشہور واقعہ حضرت عطا سلمی کا ہو کیونکہ اسکے نصف واقعہ کی
شہادت منہاج العابدین سے ہوتی ہے۔

میزان الاعتدال مین ہو۔ عطاء السلمی المشہور من کبار الخائفین
بالبصرۃ معاصر سلیمان التیمی ادرک زمان انس بن مالک وسمع
من الحسن وجعفر بن زید۔ یعنی عطا سلمی مشہور شخص ہین اللہ سے بڑے ڈرنے
والون مین بصرہ کے رہنے والے سلیمان تیمی کے معاصر حضرت انس بن مالک کا زمانہ
پایا ہو اور حسن بصری اور جعفر بن زید سے حدیثین سُنین، اور میزان الاعتدال مین ہو
عبدالواحد بن زیادہ کہتے ہین مین عطا سلمی کے پاس ایسے وقت پہونچا جب
وہ جان کندنی مین تھے۔ مین نے ایک سرد لانبی سانس بھری انھون نے مجھسے
پوچھا کیون؟ مین نے عرض کی آپکے دنیا سے تشریف لیجانے کی وجہ سے تو انھون
نے کہا مین دوست رکھتا ہون کہ اسی تکلیف مین میری جان گلے مین قیامت تک
اٹکی رہے۔ اس خوف سے کہ کہین نکلے تو نار جہنم ادسے دیکھنا پڑے۔

(رحمہ اللہ)

حضرت شیخ ضیاء الدین غازیپوری صوفی حائک

رسالہ حرفۃ الانبیا صفحہ ۲۶ (مصنفہ مولوی نور محمد صاحب واعظ ساکن ضلع بلیا۔)
مین ہو کہ حضرت شیخ ضیاء الدین غازیپوری مرد کامل صاحب کرامت ولی اللہ تھے انکی
ایک کرامت یہ مشہور ہے کہ ایک ستون پتھر کا جو ابھی تک ان کی مسجد مین موجود ہی چھوٹا
ہوتا تھا (ان کی دعا سے) بڑھکر اور ستونون کے برابر ہو گیا۔ یہ بزرگ بھی اس حرفت
کرنے والون مین تھے اور شیخ نورباف تھے ان کے قبر کی ہر جمعرات کو لوگ زیارت
کرنے جاتے ہین بڑا مجمع ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی

از فرزندان حضرت امام اعظم اند رض مرید شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد
عبدالحق وصاحب علم ظاہر و باطن و وجد و سماع بودند و از روحانیت شیخ عبدالحق پرورش
یافتہ اند شیخ را اولاد بسیار شد ہمہ پسران عالم و عامل گشتند خصوصًا شیخ زین کہ
در درویشی قدم بر قدم والد خود نہادندے و کرامات زیادہ از حد و نہایت از ایشان
بظہور آمد۔

ان کے صاحبزادے شیخ جمال الدین ہانسوی اور ان کے پوتے شیخ برہان الدین
صوفی کے حالات کتب تصوف (اخبار الاخیار وغیرہ) مین بڑی تفصیل سے مذکور
ہین۔ یہ خاندان ضلع سہارنپور مین مشہور خاندان ہی مگر پارچہ بافی سے کوئی تعلق نہین
ہی اور اچھے اچھے مشہور صاحب کمال ہوتے آئے ہین۔

اس فہرست کے ملاحظہ کرنے کے بعد اب تم امام سخاوی۔ ملا علی قاری۔ امام شوکانی وغیرہ کی موضوعات کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ ان عرفی شرفا نے حضرات شیخ نور بافان کی ہجو مین کسقدر حدیثین بنائین اور انکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دین۔

مجھے زیادہ حیرت اُسوقت ہوتی ہو جب مین دیکھتا ہون کہ ایک فاضل سہارنپوری نے ایک فاضل مناظر سوی کا جواب لکھتے ہوئے فرط غضبیت مین جامہ سے باہر ہو کر طنز سے یہ جملہ لکھا تھا کہ آپ دو رکعت نماز پڑھتے ہون گے تو وحی کا انتظار کرتے ہون گے اور حاشیہ پر یہ عربی جملہ لکھا تھا۔ الحائک اذا صلی رکعتین انتظر الوحی۔

لیکن سہارنپوری بزرگ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ انھون نے مذکورہ بالا بزرگون کو کسقدر تکلیف دی کیونکہ بعض بزرگ ان مین ایسے ہین جو دن کی نمازون کے علاوہ راتون مین ہزار رکعتین پڑھتے۔ پھر ان بزرگون سے ہزار بار یا پانچ سو بار آسمان کی طرف وحی کے انتظار مین نظر اُٹھوانا کسقدر تکلیف دہ بات ہو۔

بعض لوگ الستطرف کی خوش گپیون کو فخریہ بیان کرتے ہین لیکن یہ نہین سوچتے کہ یہ خوش گپیان کن پر پڑتی ہین۔

حضرت خضر علیہ السلام جن کی دیوار درست کرنے کے لیے حکم دئے گئے تھے وہ انھین کپڑے بُننے والے حضرت کی اولاد تھے

حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ قرآن مین (سورہ کہف) بڑی تفصیل سے مذکور ہو صحیح بخاری وغیرہ مین روایت ہو کہ حضرت موسیٰ ایک مرتبہ

اپنی قوم بنی اسرائیل کو وعظ سنا رہے تھے کہ ایک شخص نے آگے بڑھکر پوچھا کہ بھلا آپ سے بڑھکر بھی کوئی عالم ہے حضرت موسیٰ نے کہا مجھے نہین معلوم جس سے صاف مطلب یہ نکلا کہ مجھسے بڑھکر میرے علم مین کوئی عالم نہین حالانکہ مناسب تھا کہ کہتے اس کا علم اللہ سبحانہ کو ہے۔ بعض روایتون مین آیا ہی کہ خود آپ نے صراحتہً اپنے کو سب سے بڑا عالم ہونا بتایا یہ درحقیقت آپ کی چوک تھی انبیا کی نیت گو ہمیشہ خیر ہوتی ہی لیکن ان کی چھوٹی چوک پر بھی پکڑ ہو جاتی ہی اسپر حضرت موسیٰ کو حکم ہوا بلے عبدنا خضر ہاں تم سے بڑھکر عالم ایک بندہ ہے جس کا نام خضر ہے اس پر حضرت موسیٰ نے اپنے ایک شاگرد کو ساتھ لیا اور مستعد ہو کر طالب علمی اختیار کی اور فرمایا لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا - یعنی کبھی مین نٹلون گا یہان تک کہ مجمع البحرین کے پاس پہونچ جاؤن یا مدتون چلا جاؤن مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ مجمع البحرین مین پہونچے اور حضرت خضر سے ملاقات ہوئی اور ان کو اس امر پر راضی کیا کہ ان کے ساتھ رہکر علم سیکھین لیکن حضرت خضر نے یہ کہدیا کہ ساتھ رہو مگر ٹوک ٹاک نہ کرنا جب تک مین کچھ نہ بولون پھر حضرت موسیٰ اور خضر دونون نکلے یہان تک کہ ایک کشتی پر بغیر نول مفت سوار کر لئے گئے اس کا بدلا حضرت خضر نے یہ دیا کہ کلہاڑی لے کر ایک تختہ توڑ ڈالا حضرت موسیٰ سے نہ رہا گیا اور ٹوک ہی دیا کہ اخرقتھا لتغرق اھلھا لقد جئت شیئا امرا کیا تم نے کشتی کو پھاڑ دیا یہ تو بڑی بری بات تم نے کی اس پر حضرت خضر نے فرمایا کہ ہم نے تم سے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ تم سے صبر نہ ہو سکیگا اس پر حضرت موسیٰ نے بھول نے کا عذر کیا۔ پھر آگے بڑھے تو ایک لڑکا نہایت پاکیزہ ستھرا پایا جو کھیل رہا تھا اسکو حضرت خضر نے گلا ٹیپ کر ختم کر دیا اس پر حضرت موسیٰ سے بالکل نہ رہا گیا اپنی بات بھول گئے اور ٹوک دیا کہ بے گناہ تم نے قتل کیا پھر حضرت خضر نے ذرا تیز لہجے مین فرمایا کہ ہم نے

تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم سے صبر نہ ہو سکیگا پھر حضرت موسیٰ نے معذرت کی اور فرمایا کہ اچھا اب اگر ٹوک ٹاک کرون تو آپ کا عذر پورا ہو جائیگا پھر ساتھ نہ لیجیئے گا۔ آگے بڑھے تو ایک بستی مین پہونچے وہان کے لوگون سے حق مہمانی طلب کیا بستی والون نے انکار کر دیا اسی بستی مین ایک کہنہ دیوار تھی جو گر رہی تھی حضرت خضر نے اس کو درست کر دیا پھر حضرت موسیٰ سے نہ رہا گیا اور کہا کہ بھلا یہ کونسی بات ہے کہ جس بستی والون نے مہمانی تک کو نہ پوچھا وہان آپ نے اتنا بڑا کام کیا۔ اس ٹوکنے پر حسب وعدہ حضرت خضر نے فرمایا بس ہمارے تمہارے درمیان فراق ہے تم ہمارے ساتھ نہین رہ سکتے ہو لیکن ان تینون کامون کی (جو ہم نے کیا ہے) وجوہات سُنلو ابھی تم کو خبر کر دیتا ہون اور ان کامون کو مین نے اپنے جی سے نہین کیا تھا بلکہ خدا کے ہم محکوم تھے اُسکی تعلیم اور اُسکے حکم سے ہم نے کیا تھا۔ سنو کشتی اس لئے توڑی کہ کشتی مسکینون کی تھی آگے بڑھکر ایک ظالم بادشاہ تھا جو سالم کشتیان لے لیتا تھا ہم نے اس کشتی کو بچانے کی غرض سے عیب دار کر دیا۔ لیکن چھوٹے بچے کو اس لئے قتل کیا کہ آگے چلکر کافر ہوتا اور اپنے والدین کو بھی اپنے ساتھ کفر و طغیان مین ساتھ لیتا (اس لئے اس کا فتنہ شدید تھا) بحکم خدا کے حکم سے اس کو قتل کر دیا (نہ ہے بانس نہ بجے بانسری) لیکن اس بستی کی گرتی ہوئی دیوار اس لئے درست کر دی کہ دیوار دو یتیم بچون کی ہے اس کے نیچے ان کا خزانہ ہے اور ان کا باپ بڑا صالح نیک آدمی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ یہ دونون بچے بالغ ہو جائین اور اپنا خزانہ نکال لین فرمایا امّا الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینة وکان تحته کنز لهما فاراد ربك ان یبلغا اشدهما ویستخرجا کنزهما رحمة من ربك وما فعلته عن امری ذالك تاویل ما لم تسطع علیه صبرا بستی کے جن دو یتیم بچون کی دیوار خضرؑ نے درست کر دی جو کہ گر رہی تھی انکی

نسبت قرآن کا نص صریح ہو کہ کان ابوہما صالحا کہ ان بچون کا باپ صالح آدمی تھا صرف صالح ہونے پر اتنی رعایت ان کے ساتھ کی گئی کہ حضرت خضر کو ان کے بچون کی خدمت کرنی پڑی اور اُن کی گرتی ہوئی دیوار کو درست کر دیا سبحان اللہ صالح ہونا اللہ سبحانہ کو کس قدر پسند ہو۔ تفسیر ابن جریر طبری بڑی معتبر تفسیر ہے علامہ ابن جریر مشہور محدث ہین اور ایسا شخص ہے کہ کسی کتاب سے حدیث نہین نقل کرتا بلکہ خود حدثنا و اخبرنا کے ساتھ روایت حدیث سے حدیث لیتا ہو یہ تفسیر ۳۰ حصون مین طبع ہوئی ہو اسی طرح تفسیر ابن کثیر بھی ابن جریر کے بعد اعلیٰ تفسیر شمار کیجاتی ہو ان دونون تفسیرون مین موجود ہے کہ وہ خدا کا بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صالح فرمایا ہے جن کو اولاد کی خدمت حضرت خضر سے لی گئی وہ نساج یعنی بُننے والے تھے اور یہ دونون بچے بھی بننے والے کی اولاد تھے۔

قال فی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ وکان بینہما و بین الاب الذی حفظا بہ سبعۃ اباء وکان نساجا۔

وہ حضرات بافندگان یا اُنکی اولاد جو باکمال ہونیکے علاوہ کسی فرقہ کے پیشوا گذرے ہین

فرقہ بخاریہ کے پیشوا

صاحب مذاہب الاسلام نے خبیۃ الاکوان سے نقل کیا ہے کہ فرقہ بخاریہ کے بانی حسین بن محمد بن عبداللہ ہین عبداللہ کے باپ یعنی حسین کے پردادا بافندہ تھے اور قم کے رہنے والے تھے (جو سادات کا مخزن تھا) حسین کے اتباع فرقہ بخاریہ کہلاتے ہین۔ صاحب مذاہب الاسلام نے تاریخ بلخی کا حوالہ بھی دیا ہے۔ تاریخ مذاہب الاسلام اردو مین ایک بڑی جامع کتاب ہو جو ملل و نحل کے طریقہ پر لکھی گئی ہو اور حال کے فرقے قادیانی۔ بابی۔ چکڑالوی نیچری کا بھی تذکرہ لکھا ہے ۱۲

شیعون کے بعض فرق کے مانے ہوئے نبی بزیغ الحائک

شیعون کے متعدد فرقے ہین جن کی تفصیل کتاب ملل ونحل عبد الکریم شہرستانی اور کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل مین بڑی تفصیل سے مذکور ہے۔ ابن حزم کے کتاب الفصل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جہان شیعون کے بعض فرقون نے حضرت علیؓ و دیگر آیمہ دوازدہ کو معصوم اور نبی کے برابر درجہ مین تسلیم کیا اسی طرح شیعون کے دوسرے فرقے ایسے بھی گذرے جو ابی الخطاب ابو منصور عجلی وغیرہ کی نبوت کے قائل ہوئے وہین بعض ایسے فرقے شیعون کے گذرے ہین جو

بزیغ حائک

کو اپنا نبی بنایا۔ علامہ ابن حزم کتاب الفصل صفحہ ۱۱۴ مین لکھتے ہین وطوائف کانوا من الشیعة ثم غلوا فقال بعضهم بالھیة علی بن ابی طالب والائمة بعدہ ومنهم من قال بنبوتہ وبتناسخ الارواح کالسید الحمیری وقالت طائفة منهم بالهیة ابی الخطاب محمد بن ابی زینب مولی بنی اسد وقالت طائفة بنبوة المغیرة بن ابی سعید مولی بنی بجیلة وبنبوة ابی منصور العجلی وبزیغ الحائك وبیان بن سمعان التیمی وغیرهم، اس سے معلوم ہوا کہ یہ قوم متنبی سے بھی خالی نہین بعض فرق شیعون کے نبی بھی حائک تھے جبکی نسبت بزیغ کو حاصل تھی۔ صاحب مذاہب الاسلام لکھتے ہین کہ بزیغ یونس کے صاحبزادہ ہین قوم کے باقندہ تھے فرقہ بزیغیہ انہین کی طرف منسوب ہے صفحہ مطبوعہ لاہور۔

طبقہ اطبا و حکما و ڈاکٹران و ریاضی دانان

یوحنا الحائک الطبیب ڈاکٹر مصری یا بیروتی -

مکتبۃ الھلال یعنی دفتر الھلال جو مصر سے ایک پرچہ عربی زبان مین ہر ماہ مین دو بار شائع ہوتا ہو اُس کی فہرست کتب مین ایک کتاب العلاج بالماء البارد ہو جو اڈھائی روپیہ کو بکتی ہے، اس کی تصنیف کا فخر ڈاکٹر یوحنا حائک کو حاصل ہو

افسوس یہ کہ علامہ یوحنا حائک کی پوری سوانح عمری سے ہم واقف نہ ہوسکے تاہم آیندہ کوشش کرین گے اگر مفصل سوانح عمری کا پتہ چل گیا تو دوسرے ایڈیشن مین ناظرین کی خدمت مین حاضر کرین گے -

کتاب العلاج بالماء البارد کے اخیر مین یا ابتدا مین ضرور مصنف کا حال ہوگا افسوس ابتک ہم اس کتاب کو مصر سے منگا نہ سکے -

سمن مشہور ریاضی دان

سمن نے لندن پہونچکر ایک نہایت حقیر سا فرودگاہ کرایہ پر لیا اور اپنی روزینہ روٹی پیدا کرنے کے لئے دن کو کپڑے بُننا۔ اور رات کو علم ریاضی سکھانا شروع کیا۔ علم ریاضی گو نہایت دقیق فن ہو مگر سمن کو تعلیم مین ایک ایسی غیر معمولی دستگاہ حاصل تھی کہ وہ لڑکون کو بڑی سہولت کے ساتھ اور بہت عمدہ طریقہ سے سمجھا دیتا یہی سبب تھا کہ لوگ بہت جلد اُسے پہچان گئے اور اُسکے پہچان سکے اور اُسکے دوست بن گئے جو نیر ٹکس بک صفحہ ۱۴۴

ہین مشہور یورپین فاضل کا باپ

ممالک یورپ کے صوبہ سیکسنی مین سمنٹر نامی ایک شہر ہے، ھین کی پیدائش اسی شہر مین ہوئی تھی ھاین کا باپ بہت غریب آدمی تھا وہ بننے کا پیشہ اختیار کر کے بڑی مشکلون سے ایک بڑے کنبہ کی خورد و نوش کا سامان بہم پہونچاتا تھا۔ لڑکے کی تعلیم و تربیت کا کوئی سامان نہ رکھتا تھا۔ شہر سمنٹر سے قریب ایک چھوٹا سا مدرسہ تھا۔ ھین کے والد نے اپنے لڑکے کو اسی مدرسہ مین بھیجدیا ھاین کچھ دنون تحصیل علم مین مصروف رہا اور وہان جسقدر سیکھنا ممکن تھا سیکھ لیا۔ جنیر ٹکس بک صفہ ۱۴

متقدمین کی اس طویل فہرست کو جو درحقیقت مختصر ہے پھر غور سے پڑھو۔

یہ ایک مختصر فہرست حضرات شیخ نور بافان کی ہم نے یہان لکھدی ہے اس مین بعض ایسے لوگ بھی لکھدیے گئے ہین جو کسی فن مین کمال رکھتے تھے اگرچہ مسلمان نہ تھے۔

اب اس فہرست اور اس مبارک صناعت حیاکت) کی حقیقت جاننے کے بعد خود بخود ناظرین کے دلون مین ایک سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ جب اس کام اور اس پیشہ کے برتنے والے ایسے ایسے مقدس حضرات تھے۔ پیغمبر صحابی تابعی اولیا اللہ صوفی عالم بادشاہ۔ فقیہ۔ محدث غرض ہر طبقہ کے لوگ تو پھر یہ پیشہ اہل دنیا کی نگاہون مین کم درجہ کیون شمار ہوتا ہے۔

لیکن علامہ ابن خلدون نے جو اصول تمدن بیان کیا ہے اُس سے یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ پیشون اور صنعتون کی تین قسمین ہین۔ ضروری۔ حاجی کمالی

(جیسا کہ ابتداے کتاب مین گذر چکا) اس مین پہلی قسم یعنی ضروری کی حدود مین جو لوگ
رہ جاتے ہین خواہ وہ کوئی حرفہ ہو اہل دنیا کی نگاہ مین پست ہمت شمار ہوتے ہین اس لیے
وہان کھیتی کرنے والے پست ہمت سمجھے جاتے ہین۔ لیکن جو لوگ حاجی کی طرف متوجہ
ہوتے ہین وہ لوگ پہلی جماعت کی نسبت عالی ہمت سمجھے جاتے ہین اور جو کمالی کی طرف
متوجہ ہوتے ہین اور اعلیٰ ڈگری حاصل کرتے ہین وہ بڑے بلند ہمت اور عالی مرتبہ
شمار کیے جاتے ہین۔

علامہ ابن خلدون کے اصول تمدن کی بنا پر

بعض پیشے اور صناعتین ایسی ہین کہ فی نفسہ عقلاً یا بحیثیت شریعت وہ ذلیل
یا کم درجہ کی نہین ہین لیکن اہل دنیا مین باعتبار حوصلہ وجگر وہمت وہ کم درجہ خیال
کیجاتی ہین علامہ ابن خلدون نے جو امہات صنائع کی تین قسمین کی ہین۔ ضروری
حاجی۔ کمالی۔ اسی تمدن اور اہل دنیا کے خیال کے اعتبار سے کی ہین۔
پہلی ان مین ضروری ہے ضروری کی طرف تو دنیا کے سب سے پست ہمت لوگ متوجہ
رہتے ہین اور اپنا منتہاے کمال اسی کو خیال کرتے ہین وہ پیٹ پالنا جسم چھپانا ہی
اپنا بلند مرتبہ خیال کرتے ہین۔ اسی ضروری مین سے فلاحت وکاشتکاری بھی ہے اسی لئے
کاشتکاری اعلیٰ وافضل وبلند ہمت لوگون کا کام نہین شمار کیا گیا۔
دکن ریویو صـ ۲۸ جلد دوم ۱۳۲۰ھ مین ایڈیٹر صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ کاشتکاری
دلیل شرافت ہے۔ لیکن انھون نے عرب کی بادیہ پیمائی نہ فرمائی ورنہ اس تحقیق کی
نسبت کچھ خلاف ریویو فرماتے وہ لکھتے ہین۔

آریہ کے اصطلاحی معنی شریف کے ہین جو لوگ زمین کو جوتتے تھے وہ شریف سمجھے جاتے تھے اور اسی سے یہ ضرب المثل چلی آتی ہے کہ اُتم کھیتی مدھم بیوپار، کنشت چاکری بھیک ندان۔ اب کاشتکاری کو کون شریف کہتا ہے۔ شریف اب وہ کہے جاتے ہین جو سرکاری نوکری کرتے ہین یا جو بڑے بڑے زمیندار یا تاجر ہین، ہل چلانے والون کو اب کوئی شریف نہین کہتا۔ زمانہ کی بدلی ہوئی حالت پر نگاہ کرنا چاہیئے،، ایضاً سے جلد دوم صفحہ ۲۸۔ اس زمانہ مین وہان (ہندستان) کا یہ دستور تھا کہ جب کبھی کسی شخص کو اعلیٰ درجہ کا خطاب دینا منظور ہوتا تھا تو گورنمنٹ کی طرف سے اُس کو کاشتکاری کا خطاب عطا ہوتا تھا۔ اب یہ پیشہ ذلیل ہو گیا،، لیکن قدیم عرب کے خیال کے موافق یہ بات صحیح نہین اس لئے کہ ابو جہل جسوقت غزوہ بدر مین مقتول ہو کر نیم جان پڑا ہوا تھا تو حضرت عروہ مسعود اُس کے پاس آئے اور اُسے حرکت دی تو اس نے اپنی موت کے وقت بھی اپنی شرافت اور ننگ کا اظہار کرتے ہوئے اس طرح کہا فلو غیر اکار قتلنی کاش مجکو کاشتکار نے نہ قتل کیا ہوتا غرض یہ کہ مرنے کا مجھے افسوس نہین افسوس اسکا ہو کہ کاشتکار ذلیل نے مجھے قتل کیا کیونکہ اُن کے قاتلین عفراء کے دو نوجوان بیٹے تھے جو مدینہ کے رہنے والے انصاری صحابی تھے جن مین عموماً کاشتکاری کا رواج تھا اس سے معلوم ہوا کہ قدیماً عرب مین کاشتکاری کو ذریعہ شرافت نہین خیال کرتے۔

اس کی وجہ یہی ہو کہ یہ ضروری پیشون مین داخل ہے بعینہ یہی حال حیاکۃ اور خیاطۃ وغیرہ کا ہے باوجود اس کے کہ ان کی قدامت ثابت اس کے کرنے والے بڑے بڑے

پایہ کے لوگ ابوالبشر پیغمبر صحابی تابعی امام محدث فقیہ صوفی۔ عالم۔ طبیب وغیرہ لیکن پھر بھی دنیا کی نظر مین کیون کم درجہ مین اس کا شمار ہوا اسی وجہ سے کہ یہ ضروری

یا حاجی مین داخل ہو بخلاف کتابت وغیرہ کے کہ وہ کمالی مین داخل ہے اس لئے تمدن نے اعلیٰ درجہ مین اس کا شمار کیا ہے۔

تم دیکھو گے کہ اس پیشہ (حیاکتہ) کے لوگ دو قسم کے ہین ایک دولتمند خوشحال کہ پہلے وہ خود یا ان کے آباد اجداد اس پیشہ کو کرتے تھے لیکن بعد دولتمند ہونے کے اسے چھوڑ کر یا تو کسی تجارت مین لگ گئے یا صیغہ تعلیم و تدریس مین یا ملازمت یا زمینداری وغیرہ مین چلے گئے۔ ہندوستان مین ایسے لاکھون خاندان ہون گے۔ جیسا کہ اس کی نظیر زمانہ قدیم مین حضرت امامنا امام اعظم رح سے ملتی ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہین جو کم حیثیت ہین وہ اس پیشہ کو کرتے ہین مگر جہان کچھ ہاتھ پاؤن پھیلائے یا کچھ بھی خوشحال ہوئے تو اسے ترک کر کے دوسرا کام کرنے لگ جاتے ہین۔ اسی لئے یہ پیشہ غربا کا مشہور ہوگیا (الا ماشاء اللہ) کہ بعض مقام کے لوگ باوجود دولتمند ہونے کے بھی اسے اختیار کرتے ہین وہ کون لوگ ہین جو صناع الید۔ کاریگر نئی چیزین ایجاد کرنے والے اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے طیار کرنے والے نفیس سے نفیس اور قیمتی پارچے بننے والے ہین مگر ایسے لوگ چیدہ مقامات کے ہین (مدراس۔ گولکنڈہ۔ کشمیر امرتسر۔ سیالکوٹ۔ بنارس۔ بمبئی۔ ڈھاکہ۔ وغیرہ۔

یہ کون نہین جانتا کہ ہر قوم مین امیر و غریب۔ دولتمند و مفلس۔ باحیثیت و بے حیثیت تعلیم یافتہ۔ مہذب۔ اعلیٰ عہدون کے لایق۔ یا متدین و متقی دینی و دنیاوی وجاہت والے اور اسکے برخلاف غیر تعلیم یافتہ خدمتگاری کے لایق مفلس کم حیثیت۔ غرض ہر قوم مین ہر طرح کے لوگ ہوتے ہین۔ غربا کی حالت ہر قوم مین قابل رحم ہوتی ہے۔

تم ضلع پٹنہ مین ایک صلیات کی قوم کو دیکھو یا ضلع اعظم گڈھ وغیرہ مین قوم زمیندار کو

دیکھو کہ ان مین اعلیٰ سے اعلیٰ سرکاری عہدون پر بھی ہین۔ بیرسٹر۔ وکیل۔ مختار۔ زمیندار غرض سبھی قسم کے لوگ ہین اور ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کے لوگ غریب مفلس دیہاتون مین کھیتی کرتے ہین اور اسی پر گذارہ ہے بلکہ اس سے بھی گذر کر امرا کی خدمتگاری اور دایہ گری کرنے کی نوبت آتی ہے (افلاس کیا نہین کراتا) بلکہ اس مین پٹھان ملک شیخ سبھی برابر ہین مجھے زیادہ تعجب اس وقت ہوتا ہے جبکہ مین دیکھتا ہون کہ امرا اپنی ہی قوم کے غربا کو آنکھ نہین لگاتے اور بجائے اصلاح کرنے کے ان کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین اور ان کی ہمدردی نہین کرتے حالانکہ غربت اور افلاس مین یہ کوئی عیب نہین ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری حضرت زبیر کی بی بی حضرت اسمار جو حضرت ابوبکر کی بیٹی ہین جن کا لقب ذات النطاقین ہے۔ حضرت زبیر کے گھوڑے کی سائیسی کرتین۔ اور دو میل سے کھجورون کی گٹھلیان چنکر لاتین (صحیح بخاری) اسی طرح اور اندر باہر کے کام کرتین۔

دوسری صحابیہ عورتین جہادون مین کام کرتین خود بی بی فاطمہ بی بی عائشہ۔ بی بی ربیع بڑے بڑے پایہ کی عورتین جہادون مین خدمتگاری کرتین۔ پس اگر ان کھیتی کرنے والے غربا کی عورتون نے بیلون کی خدمت کی یا گوبر تھوکے یا کھیتون پر کھانے پہونچائے لیکن عزت وآبرو کے ساتھ یا اسی طرح اور اندر باہر کے کام کئے تو کون سے عیب کی بات ہے کیا یہ عورتین ان بی بیون سے بڑھکر ہین جن کا اوپر ذکر ہوا۔ امرا کو اپنے ہی قوم کے غربا پر مضحکہ نہین اڑانا چاہیئے بلکہ انھین معذور سمجھنا چاہیئے اور ان کی اصلاح کرنی چاہیے۔ بلکہ ہر مسلمان کے لئے یہی حکم ہے کہ کسی غریب مسلمان پر مضحکہ نہ کرے خواہ وہ مفلس شیخ ہو یا پٹھان ہو۔ زمیندار ہو یا ملک ہو یا کوئی دوسری قوم ہو یاایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم (اے ایمان والو ایک قوم دوسری قوم کا مضحکہ نہ کرے) کا حکم عام ہے۔

اسلام نے اور عقل نے جو قانون مساوات قائم کیا اور اُسکے چلانے اور جاری کرنے پر زور دیا وہ قانون کسی پر مخفی نہین جو شریعت کے دائرہ مین اپنے کو داخل سمجھتے ہین اور اپنے کو مسلمان کہتے ہین ان کو تو شریعت کے اس دفعہ سے سرتابی کی گنجایش نہین ہان اپنی گردن کو اسلام سے آزاد کرکے ارتداد کا برقعہ اوڑہلین تو البتہ گنجایش ہو کہ سرتابی کرین۔

رہے وہ لوگ جو اسلام کا نام نہین لیتے لیکن ان مین فہم و عقل و فراست ہو اور اپنے کو پاگل نہین کہتے اُن کو اس قانون مساوات عقلی کے آگے (جو عقل تعلیم کرتی ہو جسپر فلسفہ جدیدہ و قدیمہ صاد کرتا ہو جس کو تمام عقلاً قاطبتہً تسلیم کرتے آئے اور اس کے اجرا کی سعی کی اسپر کتابین لکھین اور نہایت مفصل بیان کیا) سر تسلیم خم کرنا پڑیگا اور ان کو عقلاً کسی طرح سر مو بھی سرتابی کی گنجایش نہین لیکن ہان اُسی وقت جبکہ وہ اپنے کو عقل سے عاری اور فہم سے معطل بناکر پاگل بنجائین۔ خلاصہ یہ کہ قانون مساوات شرعی سے سوائے مرتد کے مسلمان کو کسی طرح سرتابی کی گنجائش۔ اور قانون مساوات عقلی سے سوائے پاگل کے اہل علم و اہل عقل کو سرتابی کی گنجایش نہین۔

اسلام کا قانون، قانون مساوات

ہم نے اس کتاب کے شروع مین قانون مساوات کے متعلق وعدہ کیا تھا کہ اس کا مفصل بیان حصہ ثانی مین کرین گے۔ لیکن ہم اسکو اسی پہلے حصہ مین لکھدیتے ہین۔

۔ اسلام کے اس قابل قدر اور نہایت کارآمد و مفید قانون کا ذکر اللہ سبحانہ نے متعدد آیتون مین اور مختلف طریقے سے کیا ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہایت تاکیدی الفاظ مین بیان فرمایا ہے ایک دو حدیثین نہین اس کے متعلق

حدیثین صحاح مین بھری پڑی ہین - اور اسکی نظیر مین ہزارون واقعات کتب تواریخ مین موجود ہین

مساواۃ عمومی

اس قانون مساواۃ کے بیان کا دو عنوان اسلام نے اختیار کیا ہے ایک تو یہ ہے کہ کل بنی آدم خواہ گورے ہون یا کالے۔ غریب ہون یا امیر۔ قوی ہون یا کمزور۔ قریشی ہون یا تیمی عجمی ہون یا عربی سب برابر ہین فرمایا یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا - یعنی اے لوگو خواہ تم کوئی ہو تم سب کو ہم نے ایک مرد (آدمؑ) اور ایک (عورت) (حوا) سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے لئے خاندان و کنبے اس لئے قائم کیے کہ تم آپس مین پہچان رکھو (جس سے ایک دوسرے سے صلہ رحمی کا خواستگار ہو اور وہ اس کی صلہ رحمی کرکے اسکا ثواب حاصل کرے۔ آپس کی معاونت سے دنیاوی کاروبار اچھی طرح جاری رہے ایک دوسرے کے کام آوین) اس آیت مین کل بنی آدم کو قانون مساوات مین یکسان کر دیا ابھی تک کسی کو کسی پر فضیلت نہین بتائی۔ اسی طرح دوسری جگہ فرمایا یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منها زوجها و بث منهما رجالا کثیرا و نساء - یعنی اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جسنے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اُسکا جوڑا بنایا اور ان دو سے کثیر مردون اور عورتون کو بنایا۔

اسی عمومی مساوات کا ذکر قرآن مین بہت مقامات مین ہے۔ اور حدیث شریف مین وارد ہوا کلکم بنو آدم طف الصاع بالصاع۔ اور دوسری روایت مین وارد ہوا۔ کلکم بنو آدم و آدم من تراب -

سلف تم لوگ تمام اولاد آدم ہو برابر سرا برابر اور آدم مٹی سے بنے ہین ۱۲ اصل الفاظ ہر لہ خطبہ نبویہ کا لیس

دوسرا طریقہ مساواۃ خصوصی

یہ ہے کہ تمام مسلمانون (اور اسلام کے حلقہ مین آنے والون) کو فرمایا [illegible]

انما المومنون اخوۃ سب ایمان والے بھائی ہین - اور جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا المسلم اخو المسلم لایخذلہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی

ہے پس اُس اپنے بھائی کو رسوا نہ کرے - اسی قانون مساواۃ خصوصی کو شمس العلما

حالی نے نظم کیا ہے ؎

مل گیا جو ہم مین آکر- پھر نہ تھے ہم پوچھتے ۔۔۔ روم ہے، یا ترک، ارمن، ہے عرب ہے یا عجم

ملتِ بیضا نے قومون کی مٹا دی تھی تمیز ۔۔۔ تھے بلال، و جعفر و سلمان، برابر محترم

ایک رنگت مین اخوت کے تھے سب ڈوبے ہوئے ۔۔۔ اسود، و احمر، جو تھے اسلام کے زیر علم

اس قانون کے برتنے کی یہان تک تاکید کی گئی کہ غلام جس کے نیچے تک کا اختیار

ہے اُس کو بھائی کہا گیا اور پورے مساواۃ (برابری) پر برتنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ

حدیثون مین وارد ہوا کہ حضرت ابوذر اور اِن کے غلام مین کوئی فرق نہین نکال سکتا تھا

بلکہ متعجب ہوکر اجنبی لوگ سوال کرتے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

غلام زید کو بیٹا بنالیا تھا اور لوگ زید بن محمد کہکر پکارنے لگے تھے۔ جب زید بن محمد کہنے

کی ممانعت وارد ہوئی تب لوگ باز رہے۔

اس قانون مساواۃ پر زمانہ مشہود لہا بالخیر مین جس طرح عمل درآمد ہوا دیکھکر حیرت

ہوتی ہے اہل اسلام عموماً اپنی لڑکیون کو اپنے بھائی نو مسلمون عجمیون اور غلامون مولا

سے بلا تامل بیاہ دینے کے لئے طیار رہتے چنانچہ اس قسم کے ایک واقعہ کو شمس العلما

نعمانی شبلی نے نظم بھی کیا ہے۔ اسی طرح ایک دو نہین بلکہ بہت سے واقعات ملین گے اور در حقیقت اسی کی برکت تھی جو اسلام نے ایسی ترقی کی اور جب سے اس قانون سے مسلمانون نے منہ موڑا اسلام کی ترقی بالکل رک گئی۔ اس نظم کو ہم آگے درج کرین گے اس قانون مساوات عمومی و خصوصی کے بعد اسلام نے

قانون ترجیح و قانون فضیلت

بھی بیان کردی اور صاف صاف اظہار کردیا کہ اس برابری کے ساتھ کس کو شرافت وکرامت ہے اور کس کو ترجیح ہے؟ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اسی طرح حدیثون مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس قانون مساوات کے بعد فضیلت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ بنو آدم طف الصاع بالصاع لیس لاحد علی احد فضل الا بدین و تقوی یعنی سب بنو آدم برابر ہین کسی کو کسی پر فضیلت نہین ہے مگر دین و تقوی کی وجہ سے۔ چنانچہ اسی قانون فضیلت کی بنا پر جس کو اسلام نے نہایت عظیم الشان اور موکد فرمایا یہ عالم ہو گیا کہ کہان تو عرب عجمیون کو آنکھ نہین لگاتے تھے کہان عجمی تو عجمی ، عجمی غلام عرب کے سردار، پیشوا، مقتدا تسلیم کیے جانے لگے۔ آج محمد بن سیرین فن تعبیر خواب کے امام۔ اور محدثین کے پیشوا سے کون ناواقف ہے۔ عکرمہ بن طاوس کو کون نہین جانتا۔ حضرت نافع کس پر مخفی ہین۔ سعید بن جبیر، سلیمان بن یسار، حضرت سالم سے کون ناواقف ہے۔ یہ وہ لوگ ہین جن کی تعظیم تمام امت محمدیہ کرتی ہے اور آج تک جس نگاہ سے دیکھے جاتے ہین ظاہر ہے یہ لوگ اسی قانون فضیلت کی وجہ سے شرافت وکرامت وعظمت بزرگی کے آفتاب مانے جاتے ہین۔

علامہ ابن الصلاح مشہور محدث جن کی مشہور کتاب مقدمہ ابن الصلاح اصول حدیث مین بڑی معتبر مانی جاتی ہو، اس بارے مین امام زہری اور بادشاہ وقت عبدالملک کا ایک مکالمہ باسند نقل کیا ہو جس کو ہم یہان ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کرتے ہین۔

زہری کہتے ہین کہ مین عبدالملک بن مروان کے پاس پہونچا، تو اس نے مجھ سے پوچھا زہری! تم کہان سے آتے ہو؟ زہری مکہ سے، عبدالملک، تم نے وہان کس کو سردار و پیشوا چھوڑا؟ زہری، عطا بن رباح کو۔ عبدالملک، عطا بن رباح عرب ہو یا غلام (عجمی)؟ زہری، عطا غلامون سے ہین، عبدالملک، عطاء غلام ہوکر سردار و پیشوا کیونکر ہو گیا؟ زہری، بالدیانۃ والروایۃ دین داری اور حدیثون کی روایت کی وجہ سے۔ عبدالملک اهل الدیانۃ والروایۃ ینبغی ان یسود (بلاشبہ اہل دین و اہل روایت ضرور سرداری کے لائق ہین، عبدالملک۔ یمن کا سردار کون ہو؟ زہری طاوس بن کیسان ہین۔ عبدالملک عرب ہین یا (عجمی) غلام؟ زہری عجمی غلام، عبدالملک پھر غلام سردار و پیشوا مسلمانون کا کیونکر ہو گیا؟ زہری جس وجہ سے عطا بن رباح سردار و پیشوا ہوئے۔ عبدالملک۔ ضرور ایسا ہی مناسب ہو۔ عبدالملک۔ زہری! مصر والون کا سردار اور پیشوا کون ہو؟ زہری۔ یزید بن حبیب، عبدالملک، یزید بن حبیب عرب ہو یا غلام عجمی۔ زہری۔ غلام ہین۔ عبدالملک۔ اور شام والون کا سردار و پیشوا کون ہو؟ زہری۔ مکحول ہین۔ عبدالملک غلام ہین یا عرب؟ زہری۔ غلام ہین نوبی قوم سے قبیلہ ہذیل کی ایک عورت نے انھین آزاد کیا تھا۔ عبدالملک۔ اہل جزیرہ کی سرداری کس کے سر ہو؟ زہری۔ میمون بن مہران کے عبدالملک میمون غلام ہو یا عرب؟ زہری۔ غلام ہین۔ عبدالملک خراسان والون کا سردار کون ہو؟ زہری۔ ضحاک، عبدالملک۔ ضحاک عرب ہین یا

یا غلام؟ زہری غلام ہین عبد الملک۔ اہل بصرہ کا سردار و پیشوا کون ہے؟ زہری۔ حسن بن ابی الحسن ہین، عبد الملک غلام ہے یا عرب؟ زہری غلام ہین۔ عبد الملک کوفہ کی سرداری کس کے سر ہے؟ زہری ابراہیم نخعی کے عبد الملک عرب ہین یا غلام؟ زہری۔ غلام ہین۔ عبد الملک ویل لک اے زہری تم نے میرے دل کی گرہ کھولدی۔ خدا کی قسم عرب کی سرداری کا سہرا غلامون کے سر رہا اور غلام لوگ عرب کے پیشوا اور سردار بن گئے یہانتک کہ انھین کے خطبے ممبرون پر پڑھے جاتے ہین اور عرب نیچے رہتے ہین۔ زہری۔ نعم یا امیر المومنین اذا ھو امر اللہ و دینہ من حفظہ سادہ و من ضیعہ سقط۔ (یعنی ہان اے امیر المومنین یہ تو اللہ کا حکم اور اُس کا دین ہے جو حفاظت کرے گا سردار و پیشوا ہوگا اور جو ضائع کرے گا گرجائیگا۔

اس دلچسپ مکالمہ سے موٹی عقل والا آدمی بھی انداز کرسکتا ہے کہ زمانۂ مشہود لہا بالخیر مین مسلمانون نے اس قانون مساواۃ و قانون فضیلت کو کس طرح برت کر دکھایا اور اسکی بدولت اسلام نے کیسی ترقی کی۔ اس کی بدولت جوق کی جوق لوگ اسلام مین داخل ہوتے تھے۔ اس زمانہ کی طرح یہ عذر نہ تھا کہ صاحب لڑکے لڑکیون کو کس طرح بیاہین گے مسلمان ہمارے بچون کو نیچی نگاہ سے دیکھین گے ہمین لڑکی کون دیگا۔ ہم تو غیر کفو مین شمار ہونگے۔ شمس العلما نعمانی صاحب فرماتے ہین اور یہ اُسی مساواۃ خصوصی کی ایک نظیر ہے جس کو ہم پہلے لکھ چکے

مساوات اسلامی

بدر مین معرکہ آرا جو ہوا لشکر کفر	عتبہ ابن ربیعہ تھا امیر العسکر
سب سے پہلے وہی میدان مین بڑھا تیغ بکف	ساتھ اک بھائی تھا اور بھائی کے پہلو مین پسر

اس طرح اسنے مبارز طلبی کی پہلے ۔۔۔ [illegible] میدان کوئی تم مین ہو تو نکلے باہر
سنکے یہ لشکر اسلام سے نکلے پیہم ۔۔۔ تین جانباز کہ اک ایک تھا اُسکا ہمسر
سامنے آئے جو یہ لوگ تو عتبہ نے کہا ۔۔۔ کس قبیلہ سے ہو کیا ہے نسب جد و پدر
بولے ہم وہ ہین کہ ہے نام ہمارا انصار ۔۔۔ ہم ہین شیدائی اسلام ہے ہر فرد بشر
جانثار ان رسول عربی ہین ہم لوگ ۔۔۔ اک اشارہ ہو تو ہم کاٹ کے رکھدین [illegible]
بولا عتبہ کہ بجا کہتے ہو جو کہتے ہو ۔۔۔ مگر افسوس کہ مغرور ہے اولاد مضر
تم سے لڑنا تو ہمارے لئے ہے مایہ عار ۔۔۔ کہ نہین تیغ قریشی کے سزاوار یہ سر
کہہ کے یہ اسنے کیا سرور عالم سے خطاب ۔۔۔ اے محمد! یہ نہین شیوہ ارباب ہنر
جنگ ناجنس سے معذور ہین ہم آل قریش ۔۔۔ بھیج انکو جو ہون رتبہ مین ہمارے ہمسر
آپ کے حکم سے انصار پھر آئے صف مین ۔۔۔ حمزہ و حیدر کرار نے لی تیغ و سپر
ان سے عتبہ نے جو پوچھا نسب و نام و نشان ۔۔۔ بولے یہ لوگ کہ ہاشم کے ہین ہم لخت جگر
بولا عتبہ کہ نہین جنگ سے اب ہم کو گریز ۔۔۔ آؤ اب تیغ قریشی کے دکھائین جوہر

یا یہ حالت تھی کہ تلوار بھی تھی طالب کفو ۔۔۔ یا مساوات کا اسلام کے پھیلا یہ اثر
بارگاہ نبوی کے جو موذن تھے بلال ۔۔۔ کر چکے تھے جو غلامی مین کئی سال بسر
جب یہ چاہا کہ کرین عقد مدینہ مین کہین ۔۔۔ جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر
مین غلامی حبشی اور حبشی زادہ بھی ہون ۔۔۔ یہ بھی سن لو کہ مرے پاس نہین دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے ۔۔۔ ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے عذر
گردنین جھک کے یہ کہتی تھین کہ دل سے منظور ۔۔۔ جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر

عہد فاروق میں جس دن کہ ہوئی اُنکی وفات | یہ کہا حضرت فاروق نے با دیدۂ تر
اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا آقا | اُٹھ گیا آج نقیب حشمِ پیغمبر

اس مساوات پہ ہر معشر اسلام کو ناز | نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر

ایڈیٹر صاحب اخبار وکیل لکھتے ہین

درحقیقت دنیا مین اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہو جس نے ذات پات کی قید کو روا نہین رکھا۔ قرآن کریم کا اصول یہی ہو کہ قبیلے اور فرقے صرف پہچان کے لئے ہین ورنہ خدا کے نزدیک بزرگ وہ ہو جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہو لیکن یہ امر نہایت افسوسناک ہو کہ دنیا نے غیر قومون اور بالخصوص ہندوؤن کے میل جول سے ایسی رسوم اختیار کرلی ہین جو ان کی مذہبی اصول کے بالکل منافی ہین۔ امتیازات ذات و نسل کو ایسی رسوم مین ایک ممتاز درجہ حاصل ہو۔ اور مسلمانون کو ان کی گرفت سے آزاد ہونے کی فکر کرنی چاہیئے ایسا نہو کہ جس طرح ہندو ہندوستان مین اور انگریز انگلستان مین تفریق ذات کے مہلک نتائج پر آنسو بہا رہے ہین۔ اسی طرح ہمین بھی بعد مین پچھتانا پڑے سوتھویل کے بشپ صاحب نے حال مین انگلستان مین تفریق ذات کے مضمون پر تقریر کرتے ہوئے اُن عیسائیون کے لئے نہایت سخت الفاظ استعمال کئے۔ جو مزدوری پیشہ آدمیون کو اپنے گرجون مین داخل نہین ہونے دیتے۔ اور اس معاملہ مین اُن سے علحدہ رہنا چاہتے ہین۔ آپ نے فرمایا ہو یہ کوئی غیر معمولی بات نہین ہو بلکہ لوگون نے بسا اوقات

اس قسم کے امتیازات کے مظاہر سنے اور دیکھے ہون گے اس لئے مین اپنا فرض سمجھتا ہون
کہ اس قسم کی اجتماعی علٰحدگی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرون مجھے یہ معلوم کر کے
نہایت افسوس ہوا کہ جن قصبون مین کان کن زیادہ رہتے ہین وہان دوسرے فرقے ان کو
نظر حقارت سے دیکھتے ہین اور اپنے تئین سوشل مرتبہ کے لحاظ سے ان سے بہتر سمجھتے ہین۔
بسا اوقات ہندوستان کے نظام ذات پر سخت اعتراضات ہوا کرتے ہین لیکن
ہمارے ملک کے بعض قصبات مین تفریق ذات نہایت نمایان طور پر پائی جاتی ہو اور بیشک
نقصان عظیم پہونچا رہی ہو۔ جن لوگون کو خدا نے چشم بینائی عطا کی ہے وہ اس بات کو
تسلیم کرتے ہین کہ اسلام کا قانون مساواۃ اجتماعی نظام کے قیام و استحکام کے لئے بہترین
قانون ہو۔ مشکل یہ ہے کہ مسلمانون نے نہ صرف اسلامی قوانین کی ترویج و اشاعت ہی کو
پس پشت ڈالدیا ہو۔ بلکہ وہ خود بھی مضر رسم و رواج کے شکار ہو گئے۔ ورنہ یہ بے موقع تھا
کہ انگلستان کو مساوات کے گر سکھائے جاتے اور اس نہایت مفید اصول کے عملی نمونے
دکھائے جاتے جس کا اثر یقیناً نہایت شاندار ہوتا مگر ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند؟

قانون مساواۃ عقلی

اس قانون کا منشا یہ ہو کہ عقل کہتی ہو کہ ہر انسان، انسان ہونیکی حیثیت سے مساوی
ہو اس کی دلیل یہ ہو کہ انسان کا کلی متواطی ہونا مسلمات سے ہے اور کلی متواطی اسی
کلی کو کہتے ہین جس کے افراد اس کلی کے صادق ہونے مین برابر کے شریک ہون۔ تقدم و
تاخر۔ وجوب و امکان۔ اولی غیر اولی۔ شدت و ضعف۔ نقص و کمال وغیرہ کا فرق
نہ ہو۔ اب آگے کی تقریر کو تھوڑا غور سے پڑھو یہ حکمت یونان کا نچوڑ ہو۔

ہر نفس انسانی میں دو قوتیں دی گئی ہیں۔

(۱) قوت عاقلہ یا عقل نظری } اس قوت کا کام صرف علم و ادراک ہے۔

(۲) قوت عاملہ یا عقل عملی } اس قوت کا کام عمل کرنا ہے تا نفس انسانی علم و ادراک کے مطابق عمل کرے اور انسانی کمالات کی تکمیل کرے۔

قوت عاقلہ کے اعتبار سے نفس انسانی کے چار درجے مقرر کیے گئے ہیں۔

(۱) عقل ہیولانی۔ انسان کا ایسا وقت جس میں اس کو صرف اپنی ذات کا علم ہوتا ہے۔

(۲) عقل بالملکہ } انسان کا ایسا وقت جس میں اس کو بدیہی اور [illegible] ہوئی باتوں کا علم ہوتا ہے

(۳) عقل بالفعل } اس درجہ میں انسان کو نظری باتوں کا علم ہوتا ہے جو غور و فکر کی محتاج ہوتی ہیں، لیکن اُن کو سامنے ملاحظہ نہیں کرتا۔

(۴) عقل مطلق } اس درجہ میں انسان اپنے معلومات نظریہ مستحضر رکھتا ہے اور اس کے لئے حالت منتظرہ باقی نہیں رہتی۔ یہ اُس کے کمال علمی کا وقت ہے۔

اور قوت عاقلہ یا عقل نظری } کے اعتبار سے نفس انسانی کو تین قسم کے علم ہوتے ہیں۔

(۱) حکمت طبعیہ ان چیزوں کی حالت معلوم کرنا جو ہر طرح مادہ کی محتاج ہیں خواہ ذاتی وجود ہو یا خارجی، جیسے عناصر اربعہ۔

(۲) حکمت ریاضیہ ایسی چیزوں کا علم جو صرف خارج میں مادہ کی محتاج ہیں نہ ذہن میں جیسے کرہ دائرہ

(۳) حکمت الٰہیہ ایسی ذات کا علم جس کو مادہ سے بالکل تعلق نہین جیسے واجب تعالیٰ۔

قوت عاملہ کے اعتبار سے بھی نفس انسانی کے چار درجے ہین۔

(۱) تہذیب الظاہر۔ ہر بُرے افعال سے اپنا ظاہر درست کرنا (زنا۔ چوری۔ سود۔ ظلم وغیرہ سے)

(۲) تہذیب الباطن۔ بُری باتون سے اپنا باطن درست کرنا (حسد۔ بغض۔ کینہ۔ نفاق۔ تقیہ)

(۳) تحلی بالصور القدسیہ۔ پاک جانون کی مشابہت پیدا کرنا اور فرشتہ صفت ہو جانا۔

(۴) تحلی بالجلال والجمال۔ اللہ تعالےٰ کے جمال وجلال کے فیضان کے قابل ہو جانا

قلب کا قابل الہام ہو جانا۔

قوت عاملہ کے اعتبار سے نفس انسانی کے اعمال تین قسم کے ہین۔

(۱) تہذیب الاخلاق۔ اپنے اخلاق اور عادات درست کرنے۔

(۲) تدبیر المنزل۔ خانہ داری کا انتظام حسن سلیقہ سے انجام دینا۔

(۳) سیاستہ المدنیہ۔ تمام شہر یا ملک کا حسن سلیقہ سے انتظام کرنا۔

اب سنو!۔ ہر انسان مین ایک فرد نفس انسانی کا موجود ہی۔ اور نفس انسانی کے ہر ہر فرد مین ان مذکورہ بالا قوتون کا موجود ہونا مسلم (کما ہو مبین فی کتب الفلسفہ) پس ہر انسان مین ان قوتون کا پایا جانا مسلمات سے ہے۔ اور ہر انسان اس مین بحیثیت انسان ہونے کے برابر ہے کسی ذات یا قوم یا پیشہ یا نسل کے ساتھ مخصوص نہین۔

اب غور کرو کہ صفات رذیلہ یا صفات شریفہ دونون سے ایک، یا دونو ماہیت انسانی کے لئے لازم نہین۔ ورنہ پہلی صورت مین دنیا کے انسان (گذشتہ موجود [illegible]) یا تو رذیل ہی ہو جائین گے۔ یا شریف ہی، اور دوسری صورت مین [illegible] انسان ایک ہی حالت مین شریف و رذیل دونون ہو جائین گے۔ حالانکہ [illegible] ہر دو مین باطل ہے

پس انسانی ماہیت کے لئے رذالت کا یا شرافت کا یا دونون کا لازم ہونا باطل ہے۔ اس لئے رذالت و شرافت صفات انسان کے لازمہ سے دٹھرے پس عارضی ہون گے۔ جو نفس کی تکمیل ...... یا تخریب سے تعلق ...... رکھتے ہین۔ جس انسان نے اپنی قوت عاقلہ سے کام لیکر کمالات علمیہ حاصل کئے ...... اور قوت عاملہ سے اپنا ظاہر باطن درست کیا اور نفوس قدسیہ کی مشابہت حاصل کی اور تخلقوا باخلاق اللہ پر عامل ہوا وہ شریف ہے۔ بخلاف اس کے جو اپنی قوت عاقلہ کو بجائے کمالات علمیہ کی تکمیل کے اوہام پرستی کے تابع کیا اور اپنی قوت عاملہ کو بجائے اسکے کہ اُس سے کام لیکر اپنا ظاہر و باطن درست کرتا۔ اور بذریعہ عمل پاک جانون کے مشابہ اور فرشتہ صفت ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے فیضان کے قابل ہوتا اُس کو ہوا و ہوس کا شکار بنا دیا وہ رذیل ہو گیا۔ آج تم دیکھو گے کہ لاکھون اپنے کو شریف کہنے والے ہوائے امارہ کے شکار ہین اور اوہام پرستی مین گرفتار، کیا کبھی بھی عقل اُن کو شریف کہے گی قال اللہ تعالیٰ قد افلح من زکّٰها وقد خاب من دسّٰها۔[1]

یہ ہے قانون مساواۃ عقلی او سقانون فضیلت عقلی۔ جس سے اہل عقل انکار نہین کرسکتے۔

اب اس مبارک اور طویل فہرست کے دیکھنے کے بعد (جو حضرات شیخ نور بافان متقدمین کی پیش کی گئی ہے۔) اور اس قانون مساواۃ شرعی، اور عقلی، کے پڑھنے کے بعد ہمین چاہیے کہ جس کو یہ دونو شریف کہین اُسی کو ہم بھی شریف کہین بشرطیکہ ہم مین اسلام اور عقل باقی ہو اور اپنے کو اسلام کے نام لینے والون اور عاقلین مین شمار کرتے ہون۔ اور اپنی خیالی اور عرفی شرافت کو کنارہ کرین اور انھین دونون شریعت و عقل کا فیصلہ ناطق سمجھین۔ رسم و رواج بے بنیاد شے ہین کیونکہ یہ محض توہم پرستی سے پیدا ہوتے ہین۔ پس اب حضرات شیخ نور بافان کو شیخ کہین۔ یا شیخ مومن۔ یا شیخ انصاری۔ شیخ اس لئے کہین کہ یہ معزز اسلامی لقب

[1] بلاشبہ مراد کو پہونچا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اُسے [illegible] خاک [illegible] ملا دیا ۱۲

اسلام کے ہر نام لینے والون کے لئے عام ہے (کمامر) شیخ مومن اس لئے کہین کہ یہ لقب قدیمًا حضرت نوح علیہ السلام کا دیا ہوا ہے (وما انا بطارد المومنین) دوسری وجہ یہ کہ حدیث شریف مین وارد ہوا۔ المومن غر کریم۔ مومن سیدھا سادہ دھوکا کھانیوالا ہوتا ہے اور بخشش کرنیوالا۔ تم دیکھو یہ لوگ کسقدر سادہ مزاج ہوتے ہین کہ ان کی سادہ مزاجی اور سادہ لوحی کے سیکڑون افسانے بنائے گئے ہین۔ ان کی بخشش کا کیا پوچھنا ہے سال مین ایک ٹکس (زکوٰۃ فطرہ) ہو تو چندان مضائقہ نہین۔ سال مین کئی کئی ٹکس لگ جاتے ہین جب کوئی کام دینی پیش ہوا لاؤ چندہ۔ اس کے علاوہ مولوی صاحب پیر صاحب کو بھی کچھ نہ کچھ ملنا ضرور ہے۔

شیخ انصاری انھین اس لئے کہو کہ آج جسقدر نصرت دینی انھین ہے شاید ہی تم کسی قوم مین دکھا سکو۔ مسجدین ان سے آباد۔ اسلامی مدارس ان کے ممنون۔ یتیم خانے انکے دست نگر۔ درس و تدریس علوم دینیہ ان سے بارونق۔ ان کے اذان کی صداؤن سے آسمان گونجتا ہے جہان دینی کام پیش آجائے ان کی نصرت سب سے آگے۔ دیکھو ابی عقبہ صحابی فارسی النسل جوان تھے، احد کی لڑائی مین ایک کافر پر اپنا وار کرتے ہوئے اُس سے کہا، خذ ہا منی وانا الغلام الفارسی، یعنی یہ وار میرا لے اور مین فارسی جوان ہون۔ ابی عقبہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم یہ سنکر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خذ ہا منی وانا الغلام الانصاری، کیون نہین کہا یعنی یہ وار میرا لے اور مین انصاری جوان ہون یہ محض نصرت دین کی وجہ سے آپ نے ابی عقبہ سے فرمایا۔ کیونکہ ابی عقبہ مدینہ کے لوگون سے نہ تھے۔ پس حضرات شیخ نوربافان کو محض نصرت دین کی وجہ سے شیخ انصاری کہنا کوئی مضائقہ نہین۔

یہ القاب شیخ۔ شیخ مومن۔ شیخ انصاری تو عام حضرات شیخ نوربافان کا ہے جو اسلام کے پابند ہین اور بُرے طریقہ پر نہین ہین۔ لیکن وہ مجاہدین جنھون نے ہندوستان فتح کئے اور

متقی پرہیزگار تھے اور بعض [illegible] پرہیزگاری وحلال روزی کے لئے اس پیشہ کو اختیار کئے۔ پس ان کا جو لقب اصلی ہو۔ خواہ صدیقی یا مغل یا پٹھان یا جو ہو اسی نام سے یاد کرو۔ جیسے حضرات شیخ نور بافان [illegible] متقدمین ہیں ان کو اسی لقب سے یاد کرو جو ان کا لقب تھا انصاری۔ کندی صافری۔ خزرجی وغیرہ۔

کلکتہ کی مردم شماری کے دفتر میں بھی یہ بات طے پاچکی ہے کہ شیخ نور بافان کو شیخ مومن لکھا جائے جس کی نقل انگریزی مع ترجمہ ہم یہاں پیش کر دیتے ہیں۔

No. 4333, C,

From L.S.S.O. Malley Esqr. I.C.S
Superintendent of Census operation, Bengal
To Md. Sultan Alam Solicitor, Calcutta
Dated Calcutta 28th February 1911.

Sir,

I have the honour to acknowledge receipt of your letter of the 21st instant forwarding an unsigned petition purporting to be presented by certain Mahomedans in which it is requested that they may be entered in the census schedules as shaik and not as Jolahas. I have, however no objection to the designation Shaikh Momin, being entered in column 8 of the Census Schedules.

I have etc.
Sd. L.S.S.O. Malley.
Supdt.

از جناب۔ ال۔ اس۔ او۔ میلے۔ آئی۔ سی۔ اس
سپرنٹنڈنٹ مردم شماری بنگال۔
بہ محمد سلطان عالم۔ وکیل تاریخ ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کلکتہ
جناب من ....
۲۱ فروری کے آپکے خط کی وصول کی رسید بھیجنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ اس درخواست پر جو پیش کیگئی تھی چند مسلمانوں کیطرف سے بغیر دستخط کے جسمیں استدعا کیگئی تھی کہ وہ مردم شماری کے دفتر میں شیخ لکھے جائیں نہ کہ جولاہا۔ بہرکیف ہم کو کوئی اعتراض یا روک یا عذر شیخ مومن کے لکھے جانے میں (یعنی مردم شماری کے آٹھویں کالم میں) نہیں ہے
دستخط ال۔ اس۔ اس۔ او میلے سپرنٹنڈنٹ کلکتہ

ع ہم استدعا کرتے ہیں کہ تمام ہندوستان میں یہی جاری ہونا چاہئے۔ پس جو لوگ حضرات شیخ نور بافان کے کام دوست ہیں ان کو آیندہ کی مردم شماری میں اس کا خیال رکھنا چاہئے (عبیدالرحمن مبارکپوری

حضرات شیخ نور بافان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فرمایا ہی اور اپنے کو انکا

یزید بن عمرو بن معافری سے روایت ہے انھون نے ابو ثور فہمی صحابی سے روایت کرکے خبردی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کوئی کپڑا مقام معافر کا بُنا ہوا آپ کے سامنے لایا گیا ابو سفیان نے کہا کہ خدا اس کپڑے پر اور اس کے بنانے والے پر لعنت کرے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگون پر لعنت نکرو وہ میرے ہین۔ مین ان کا ہون (مسند الحاکم)

جو کچھ عرض کرنا تھا مین نے یہان مختصر عرض کیا بقیہ مضامین ... کے متعلق حصہ ثانیہ مین آتے ہین۔ ناظرین حصہ ثانیہ کو توجہ سے پڑھین۔

محمد عبید اللہ عفی عنہ مبارکپوری ضلع اعظم گڈھ